

سیر النبی
بعذار
وصال النبی

(حصہ دوم)

محمد عبید بن جریڈی ایڈووکیٹ

سیرت النبی

بعزاز

وصال النبی

(حصہ دوم)

محمد عبدالجبار ایڈووکیٹ



فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

مجلد: 969 0 01232 0

بار اول _____ ۱۹۹۵ء

بار پنجم _____ ۲۰۱۰ء

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

ہیڈ آفس و شوروم: 60۔ شاہراہ قائد اعظم، لاہور۔
راولپنڈی آفس: 277۔ پشاور روڈ، راولپنڈی۔
کراچی آفس: فرسٹ فلور، مہران ہائٹس، مین کلفٹن روڈ، کراچی۔

Seerat ul Nabi Baad uz Wasal ul Nabi
Muhammad Abdul Majeed

سیرت النبی بعد از وصال النبی
محمد عبد المجید صدیقی

© 1995، 2000، 2002، 2005، 2010ء جملہ حقوق فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ محفوظ ہیں۔

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل کرنے یا کسی بھی طریقے سے محفوظ کرنے،
فوٹو کاپی کرنے یا ترسیل کرنے کی اجازت نہیں۔

مطبوعہ فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام ظہیر سلام پرنٹرز و پبلشر

email:support@ferozsons.com.pk

www.ferozsons.com.pk

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۵	انتساب	۱
۷	پیش لفظ	۲
۹	فہرست منابع و ماخذ	۳
۱۷	خواب دیکھنے والوں کے ناموں کی فہرست	۴
۲۵	خواب تفصیل وار ۱ تا ۳۱۳	۵

انتساب

- ۱- گوہر بیگم (بیگم ایڈمرل مظفر حسن) کراچی
 - ۲- بیگم سعیدہ آصف (بیگم کموڈور محمد آصف علوی) کراچی
 - ۳- بیگم عصمت صدیقی۔ صدر ”یو آئی او“۔ کراچی
 - ۴- بیگم شگفتہ (بیگم محمد اسلام قریشی) کراچی
- اور دیگر بے شمار بزرگ خواتین جو ان کتب کی مداح اور قدر دان ہیں۔ ان سب کے نام اس مبارک کتاب کا انتساب کرتا ہوں۔

پیش لفظ

”سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ“ قریب سولہ سال قبل پہلی مرتبہ شائع ہوئی تھی۔ اس کو حصہ اول سمجھا جائے۔ اس کے باقی حصے بھی اصولاً ”فورا بعد مارکیٹ میں آجانے چاہیے تھے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں ایسا نہ کر سکا کیونکہ دوسرے نہایت ہی اہم تحقیقی کاموں میں مشغول ہو گیا تھا۔ اب قدرے فرصت ملی ہے تو دوسرا حصہ پیش کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ عنقریب تیسرا حصہ بھی تیار ہو جائے گا اور اگر حالات اور صحت نے اجازت دی تو چوتھا حصہ بھی پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

اس مدت میں میرے علم میں دو واقعات ایسے بھی آئے جن میں میری جانب سے انتباہ اور خطرہ کے الارم کے باوجود اس قسم کے خواب گھڑنے کی جسارت کی گئی۔ میں پھر عرض کروں گا کہ اس خطرناک بلکہ مہلک روش سے اجتناب کیا جائے کیونکہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے نہ دیکھی ہو۔ آپؐ ہی نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی میری جانب ایسی بات منسوب کرے گا جو میں نے بیان نہیں کی تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

محمد عبدالمجید صدیقی

۸ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ مطابق

۲۱ جنوری ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک

اسلام آباد

فہرست منابع و ماخذ

		الف		
۱۹-	انوار خواجہ	۱-	اوراق غم	
۲۰-	انیس الارواح	۲-	اقوال الشریفہ	
۲۱-	ام البراہین	۳-	انوار اصفیاء	
۲۲-	آثار النافعہ	۴-	احیاء العلوم	
۲۳-	الحکم الساطعہ	۵-	الحاوی	
۲۴-	البرہان الموید	۶-	انوار صوفیہ	
۲۵-	اباحت سماع	۷-	الاکمال	
۲۶-	آب کوثر	۸-	اتحاف	
۲۷-	اقتباس الانوار	۹-	انیس المواظین	
۲۸-	اولیائے نقشبندیہ	۱۰-	آسمانی سفرنامہ	
۲۹-	النزحۃ	۱۱-	ازالۃ الخفا عن خلافت الخلفاء	
۳۰-	المقامات المظہریہ	۱۲-	التحفة الرضیہ	
۳۱-	انشرح الصدور	۱۳-	البصائر العظمی	
۳۲-	الشفاء	۱۴-	امہات الامہ	
۳۳-	انیس الواظین	۱۵-	الصواعق	
۳۴-	الدر المنظوم	۱۶-	انوار الابصار	
۳۵-	ارشاد رحمانی و فضل یزدانی	۱۷-	العوارف	
۳۶-	انفاس القلندریہ	۱۸-	اخبار الاخیار	
۳۷-	احوال و مناقب حضرت سید احمد شہید			
۳۸-	اثبات کرامات الاولیاء			
۳۹-	النصیحۃ الاخوان			

- ۶- تاریخ الاولیاء
- ۷- تریاق المحسن
- ۸- تاریخ فرشتہ
- ۹- تذکرہ چار درویشوں کا
- ۱۰- تذکرہ حضرت مولانا فضل الرحمن رحمن گنج مراد آبادی

۱۱- تذکرہ صوفیائے سندھ

۱۲- تفسیر در مشور

۱۳- تحفۃ الکرام

۱۴- تحفۃ جلالی

۱۵- تواریخ الاولیاء

۱۶- تذکرہ اولیائے دہلی

۱۷- تذکرہ حمیدیہ

۱۸- تذکرہ اولیائے دکن

۱۹- تاریخ بغداد

۲۰- تحفۃ الہند

۲۱- تابعین

۲۲- تحفۃ اثنا عشریہ

۲۳- تہذیب التہذیب

۲۴- تاریخ اوج

۲۵- تذکرۃ الاصفیاء

۲۶- تذکرۃ الواصلین بدایون

۲۷- تحفۃ الابرار

۲۸- تاریخ ائمہ

۲۹- تاریخ المشاہیر

- ۳۰- ارنج ارطالب
- ۳۱- امام اعظم (سیرت النعمان)
- ۳۲- آخری تقریر
- ۳۳- امت کی مائیں
- ۳۴- اسد الغایت

ب

۱- بخاری شریف

۲- بلال

۳- بیہقی

۴- بحر الرائق

۵- بنیان المشید

۶- بستان المحدثین

۷- بستان العارفین

۸- بستان اویسیہ

۹- بحر المعانی

۱۰- بزم صوفیہ

۱۱- بغیتہ ذوی الاحلام

۱۲- بیاض الاولیاء

۱۳- بوستان اخیار

ت

۱- تذکرہ کرام

۲- تحفۃ رضویہ

۳- تذکرۃ الاولیاء

۴- تاریخ الخلفاء

۵- ترمذی شریف

۳۰۔ تذکرہ صدیق زمانؒ

۳۱۔ تعلیق الممجد الشیخنا

۳۲۔ تذکرہ غوثیہ

۳۳۔ تذکرۃ الواصلین

۳۴۔ تذکرہ علامہ شیخ محمد بن طاہر محدث
پٹنیؒ

۳۵۔ ترجمان السنۃ

۳۶۔ تحفۃ المحسن ج

۱۔ جواہر فریدی

۲۔ جمال نقشبندؒ

۳۔ جواہر

ح

۱۔ حیاۃ الصحابہؓ

۲۔ حیات حسنہؓ

۳۔ حج معظم

۴۔ حکایات الصالحین

۵۔ حدائق الخفیہ

۶۔ حلیۃ الاولیاء

۷۔ حیات مالکؒ

۸۔ حیات خسروؒ

۹۔ حیات صرنی

۱۰۔ حیوۃ الحيوان

۱۱۔ حیات ولی

۱۲۔ حیات ابن حزمؒ

۱۳۔ حقائق و معارف

۱۴۔ حکایات صحابہؓ

۱۔ خیر الموائس

۲۔ خصائص کبریٰ

۳۔ خواب و تعبیر

۴۔ خواب نامہ ابن سیرینؒ

۵۔ خیرات الحسان فی مناقب النعمانؒ

۶۔ خمیس

۷۔ خزینہ معرفت (سوانح مشائخ نقشبندیہ)

۸۔ خواب کی دنیا

۹۔ خزینتہ الاصفیاء

۱۰۔ خلاصۃ القادریہ

۱۱۔ خزینۃ معارف

و

۱۔ دلائل الخیرات

۲۔ داستان حرمین

ز

۱۔ ذکر حبیب

۲۔ ذکر خیر

۳۔ ذخیرہ الخوانین

ر

۱۔ روض الافکار

- ۷- سیرت الساکین
 - ۸- سیرت آل عباسؑ
 - ۹- سیرة الصحابة (مہاجرینؓ)
 - ۱۰- سیارہ ڈائجسٹ
 - ۱۱- سیرت عائشہؓ
 - ۱۲- سیر انصارؓ
 - ۱۳- سیرة المصطفىؐ
 - ۱۴- سیرة بلالؓ
 - ۱۵- سیرت حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ
 - ۱۶- سیرت آئمہ اربعہؓ
 - ۱۷- سفینتہ الاولیاء
 - ۱۸- سیرت الصوفی
 - ۱۹- سیر الاقطاب
 - ۲۰- سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ
 - ۲۱- سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام
 - ۲۲- سوانح حیات شہید عشق شاہ محمد حسین
- الہ آبادی

ش

- ۱- شمائل ترمذی
 - ۲- شواہد النبوة
 - ۳- شہرہ آفاق
 - ۴- شرح السنۃ
 - ۵- شفا الجنان من شہات الشیطان لقب
- بہ شہاب ثاقب

- ۲- روضۃ الریاضین
- ۳- رشفتہ الساوی
- ۴- روضۃ الصفاء
- ۵- روضۃ الناظرین
- ۶- روضۃ العلماء
- ۷- رہین العاشقین
- ۸- روضۃ الاقطاب
- ۹- راحت القلوب
- ۱۰- رسالہ مناقب
- ۱۱- روض
- ۱۲- رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی
- ۱۳- راحت المحسن
- ۱۴- ریاض النفرة
- ۱۵- ریاض الفقر معروف بہ دفتر حقیقت
- ۱۶- رفع الوسوۃ والاحتمال عن رویتہ
- النبیؐ بعد الارتحال
- ۱۷- رویائے صالحہ

س

- ۱- سیرو الاولیاء
- ۲- سیرت شامی
- ۳- سیرت غوث اعظمؒ
- ۴- سفرنامہ حکیم ناصر خسرو
- ۵- سعادت الدارین
- ۶- سفرنامہ ابن بطوطہ

- ۲- غایتہ الموعظ
۳- غوث الاعظم
۴- غیر مهاجر و انصار صحابہ

ف

- ۱- فتوح العجم
۲- فتوح المصر
۳- فتوح الشام
۴- فیوض الحرمین
۵- فضائل حج
۶- فضائل درود شریف
۶- فتوحات مکہ
۷- فصوص الحکم
۸- فوائد الساکین
۹- فوائد الفواد
۱۰- فوائد سعیدیہ
۱۱- فیوض الاسلام

ق

- ۱- قصیدہ بردہ شریف
۲- قواعد العقائد
۳- قصر عرفان
۴- قال بدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع

ک

- ۱- کیمیائے سعادت

- ۶- شرح نصوص
۷- شفاء
۸- شفا الاسقام

ص

- ۱- صلوت ناصری
۲- صحابیات و عارفات
۳- صواعق محرقہ
۴- صحیح مسلم شریف
۵- صحابیات
۶- صفوۃ الصفوہ

ط

- ۱- طبقات الکبریٰ
۲- طبقات ابن سعد
۳- طبقات کبیر
۴- طی الفرائخ الی المنازل البرازخ

ع

- ۱- علم لدنی یا علم الہی
۲- عمدۃ الاثار و نزیۃ الابرار
۳- علمائے حق اور ان کی مظلومیت
کی داستان

غ

- ۱- غلامان اسلام

- ۲- کامل التعبير
 ۳- كشف المحجوب
 ۴- كتاب الحكم
 ۵- كامل ابن اثير

گ

- ۱- گلستان سعدی

ل

- ۱- لطائف الاشرافی
 ۲- لطائف قدسی
 ۳- لمعات کمالات قادریہ

م

- ۱- محبوب القلوب
 ۲- مشائخ چشت
 ۳- مذاق العارفين
 ۴- مرآة الجنان
 ۵- ملفوظات اقطیہ
 ۶- مجالس المومنین
 ۷- مناقب غوثیہ
 ۸- مجالس الاحمدیہ
 ۹- مفتاح العاشقين
 ۱۰- مرقع کلیسی
 ۱۱- محبوب ذوالمنن
 ۱۲- مناقب العارفين

- ۱۳- مینائے مصطفائی
 ۱۴- معراج المومنین
 ۱۵- مقاصد الساکین
 ۱۶- مسند خوارزمی
 ۱۷- مقاصد الاسلام
 ۱۸- معدن الیواقیت
 ۱۹- مستقی

- ۲۰- متدرک حاکم
 ۲۱- مسند امام احمد
 ۲۲- منتہی الارب
 ۲۳- مناقب الحسن حضرت رسولؐ نمائ
 ۲۴- معین الناصحین
 ۲۵- مشارق الانوار
 ۲۶- مواہب لدنیہ
 ۲۷- منبع الانساب
 ۲۸- مشکات النبوت
 ۲۹- محبوب التوارخ
 ۳۰- معادن تیرکات خالقہ
 ۳۱- مواعظ حسنة
 ۳۲- منظر جلال
 ۳۳- مخدوم صابر کلیری
 ۳۴- ملفوظات شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
 ۳۵- مقالات مرضیہ المعروف ملفوظات مریہ
 ۳۶- محاسن الحسنین فی حکایات الصالحین
 ۳۷- مشکوٰۃ شریف

نوٹ: کل کتابیں ۲۶۶ سے بھی زیادہ
ہیں۔

۳۸۔ مفتاح العادة

ن

- ۱۔ نسیم الریاض
- ۲۔ ناسخ التواریخ
- ۳۔ نزہۃ البساتین
- ۴۔ نتائج التعلیم
- ۵۔ نقش حیات
- ۶۔ نزہۃ المجالس
- ۷۔ نگارستان فارس
- ۸۔ نظام الملک طوسی
- ۹۔ نافع الخلاق
- ۱۰۔ نفحات الانس
- ۱۱۔ نعمت عظمیٰ
- ۱۲۔ نسج البلاغت

و

- ۱۔ وفاء الوفا
- ۲۔ وقعة الاسلامیہ
- ۳۔ وعظ بینظیر

ہ

۱۔ ہفتاد اولیاء

ی

۱۔ یہ تھے فاروق اعظم

خواب دیکھنے والوں کی فہرست

۱- خواجہ عبدالمطلب	۲۲- حضرت بلالؓ
۲- خواجہ ابوطالب	۲۳- حضرت فاروق اعظمؓ
۳- حضرت عمرو بن مرہ	۲۴- حضرت بلالؓ بن الحارث منی
۴- ایک شخص نامیانا	۲۵- حضرت حذیفہؓ بن یمان
۵- حضرت خالد بن سعید	۲۶- حضرت اویس قرنیؓ
۶- حضرت سواد بن قارب	۲۷- ایک شخص
۷- حضرت ابوعمارہ خزیمہؓ	۲۸- حضرت علی کرم اللہ وجہہ
۸- حضرت خدیجہ الکبریٰؓ	۲۹- حضرت علی کرم اللہ وجہہ
۹- حضرت سیدہ فاطمہؓ	۳۰- حضرت علی کرم اللہ وجہہ
۱۰- حضرت ابوبکر صدیقؓ	۳۱- حضرت امام حسنؓ
۱۱- حضرت ابوبکر صدیقؓ	۳۲- حضرت عائشہؓ
۱۲- حضرت ابوبکر صدیقؓ	۳۳- حضرت عائشہؓ
۱۳- ایک شخص	۳۴- حضرت کعب بن احبار
۱۴- ایک مرد صالح	۳۵- حضرت ام الفضلؓ
۱۵- حضرت ابوبکر صدیقؓ	۳۶- محمد بن مسلمؓ
۱۶- حضرت ابوبکر صدیقؓ	۳۷- حضرت امام حسینؓ
۱۷- حضرت سعد بن ابی وقاص	۳۸- حضرت امام حسینؓ
۱۸- حضرت سودہؓ	۳۹- حضرت امام حسینؓ
۱۹- حضرت ام حبیبہؓ	۴۰- حضرت ام سلمہؓ
۲۰- حضرت جویریہؓ	۴۱- ہندہ
۲۱- حضرت صفیہؓ	۴۲- حضرت ابن عباسؓ

- ۲۳- حضرت کلیبؓ
 ۲۴- حضرت عبداللہ بن عباسؓ
 ۲۵- حضرت یزید فارسیؓ
 ۲۶- حضرت ابن عباسؓ
 ۲۷- حضرت عبداللہ بن عمرؓ
 ۲۸- حضرت انس بن مالکؓ
 ۲۹- حضرت خواجہ حسن بصریؒ
 ۵۰- ابی ہاشمؓ
 ۵۱- حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ
 ۵۲- ایک شخص
 ۵۳- حضرت رومیؒ کے بھائی
 ۵۴- ملاواتدیؒ
 ۵۵- حضرت ابو عبیدہؓ
 ۵۶- حضرت ابو عبیدہؓ
 ۵۷- یوقا
 ۵۸- یوقا
 ۵۹- ایک تیس
 ۶۰- حضرت عیاض بن غنمؓ
 ۶۱- حضرت مقدادؓ
 ۶۲- بادشاہ مصر
 ۶۳- خلیفہ منصور
 ۶۴- ایک شخص
 ۶۵- حضرت امام ابو حنیفہؒ
 ۶۶- بعض حنابلہ
 ۶۷- مدون عبدالرحمن بصریؒ
- ۶۸- فضل بن خالدؓ
 ۶۹- ازہر بن کیسانؓ
 ۷۰- ایک شخص
 ۷۱- حضرت امام ابو حنیفہؒ
 ۷۲- حضرت امام ابو حنیفہؒ
 ۷۳- حضرت امام ابو حنیفہؒ
 ۷۴- حضرت امام ابو حنیفہؒ
 ۷۵- حضرت عبداللہ بن عونؓ
 ۷۶- حضرت حمیدہ خاتونؓ
 ۷۷- حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؓ
 ۷۸- سید عبداللہؓ
 ۷۹- ایک نوجوان
 ۸۰- عبدالعزیز بن عبداللہ الما جشونؓ
 ۸۱- حضرت عبداللہ بن مبارکؓ
 ۸۲- ایک بزرگ
 ۸۳- حضرت عبداللہ بن مبارکؓ
 ۸۴- حضرت عبداللہ بن مبارکؓ
 ۸۵- حضرت عبداللہ بن مبارکؓ
 ۸۶- ابو عبداللہؓ
 ۸۷- محمد بن ریح تجسی مصریؓ
 ۸۸- حضرت ابن کثیر قاری مدینہ طیبہ
 ۸۹- محمد بن ربیعؓ
 ۹۰- سیدنا امام مالکؓ
 ۹۱- سیدنا امام مالکؓ
 ۹۲- حضرت امام موسیٰ کاظمؒ

- ۹۳- عیسیٰ بن حبیب
 ۹۴- حضور رابعہ بصری
 ۹۵- حضرت معروف کرخی
 ۹۶- حضرت معروف کرخی
 ۹۷- امام شافعی
 ۹۸- ایک صاحب
 ۹۹- ابو جعفر قاینی
 ۱۰۰- حضرت سیدہ نسیہ کے شوہر
 ۱۰۱- عبداللہ بن الحکیم
 ۱۰۲- حضرت ابو زکریا یحییٰ
 ۱۰۳- حضرت سعید بن جبیل
 ۱۰۴- ابو جعفر قاضی کوئی
 ۱۰۵- ایک مرد بزرگ
 ۱۰۶- ایک بوڑھا شخص
 ۱۰۷- ایک شخص
 ۱۰۸- ایک مرید
 ۱۰۹- ۷۰ علماء و افراد
 ۱۱۰- حضرت خواجہ حذیفہ المرعشی
 ۱۱۱- حضرت شیخ محمد بن علی حکیم ترمذی
 ۱۱۲- ایک بزرگ
 ۱۱۳- جریر بن حازم
 ۱۱۴- خلیفہ مامون الرشید
 ۱۱۵- خلیفہ متوکل باللہ
 ۱۱۶- خلیفہ معتمد باللہ
 ۱۱۷- نجم بن فضل
- ۱۱۸- بعض صلحاء
 ۱۱۹- بعض بزرگ
 ۱۲۰- حضرت بشرحانی
 ۱۲۱- حضرت شیخ یحییٰ بن معاذ الرازی
 ۱۲۲- احمد بن شمعون
 ۱۲۳- ایک راہب
 ۱۲۴- حضرت مالک بن دینار
 ۱۲۵- حضرت مالک بن دینار
 ۱۲۶- ایک شخص
 ۱۲۷- حضرت علی بن حمزہ اصفہانی
 ۱۲۸- قاری ابو بکر بن مجاہد
 ۱۲۹- قاری ابو بکر بن مجاہد
 ۱۳۰- علی بن عیسیٰ وزیر
 ۱۳۱- علی بن عیسیٰ وزیر
 ۱۳۲- حضرت جنید بغدادی
 ۱۳۳- حضرت جنید بغدادی
 ۱۳۴- ایک بزرگ
 ۱۳۵- حضرت خواجہ ممشاد علو دیغوری
 ۱۳۶- حضرت شیخ ابو سعید خراز
 ۱۳۷- ایک غریب طالب علم
 ۱۳۸- شیخ ابو جعفر و امغانی
 ۱۳۹- شیخ ابو الحسن بن سمعون
 ۱۴۰- والدہ ابو الحسن بن سمعون
 ۱۴۱- شیخ ابو علی کاتب مصری
 ۱۴۲- شیخ ابو الخیر اقبال حبشی

- ۱۳۳- شیخ ابو علی مستوفی
- ۱۳۴- سلطان محمود غزنوی
- ۱۳۵- حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی
- ۱۳۶- حضرت خواجہ ابو محمد چشتی
- ۱۳۷- حضرت ابو الحسن خرقانی
- ۱۳۸- سید قطب الدین مدنی
- ۱۳۹- سید حمزہ
- ۱۴۰- حکیم ابو الخیر الحسن
- ۱۴۱- ایک بزرگ
- ۱۴۲- شیخ علی رواتی
- ۱۴۳- ابن بطوطہ
- ۱۴۴- شیخ خلیفہ
- ۱۴۵- قاضی ابو طیب
- ۱۴۶- ایک بزرگ
- ۱۴۷- حضرت سید علی ہجویری
- ۱۴۸- حضرت ابو اسحاق ابراہیم گازرونی
- ۱۴۹- حضرت ابو اسحاق ابراہیم گازرونی
- ۱۵۰- حضرت ابو اسحاق ابراہیم گازرونی
- ۱۵۱- ملک شاہ
- ۱۵۲- بعض اہل دل
- ۱۵۳- حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی
- ۱۵۴- حضرت موسیٰ بن قاسم
- ۱۵۵- ایک شخص
- ۱۵۶- سید ابی صالح موسیٰ
- ۱۵۷- سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی
- ۱۵۸- سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی
- ۱۵۹- شیخ ابو عمر عثمان
- ۱۶۰- ایک عجمی
- ۱۶۱- خواجہ احمد بن مودود چشتی
- ۱۶۲- مولانا امام عبدالجبار غزنوی
- ۱۶۳- حضرت باز الاشب منصور بطاحی
- ۱۶۴- حضرت شیخ نجم الدین صفاہانی
- ۱۶۵- شیخ نجم الدین کبریٰ
- ۱۶۶- علاؤ الدین
- ۱۶۷- سلطان العلماء حضرت بہاؤ الدین ولد
- ۱۶۸- شیخ الاسلام امیر کبیر قطب الدین محمد مدنی
- ۱۶۹- حضرت شیخ ابراہیم المتبوی
- ۱۷۰- حضرت شیخ ابراہیم المتبوی
- ۱۷۱- حضرت شیخ ابراہیم المتبوی
- ۱۷۲- سید سلطان مظہروی
- ۱۷۳- قطب المشائخ حضرت خواجہ معین الدین چشتی
- ۱۷۴- قطب المشائخ حضرت خواجہ معین الدین چشتی
- ۱۷۵- قطب المشائخ حضرت خواجہ معین الدین چشتی
- ۱۷۶- قطب المشائخ حضرت خواجہ معین الدین چشتی

- ۱۸۷- پیر سید وجیہ الدین مشدیؒ
 ۱۸۸- چند بزرگ
 ۱۸۹- حضرت بدیع الدین شاہ مدارؒ
 ۱۹۰- حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکيؒ
 ۱۹۱- خواجہ سید مبارکؒ
 ۱۹۲- رئیس احمد
 ۱۹۳- دمشق کے امام
 ۱۹۴- ایک بزرگ
 ۱۹۵- حضرت شیخ شہاب الدین سروردیؒ
 ۱۹۶- حضرت شیخ محی الدین اکبر ابن عربیؒ
 ۱۹۷- سلطان یمنی
 ۱۹۸- شیخ ابو الحسن شانلیؒ
 ۱۹۹- شیخ ابو الحسن شانلیؒ
 ۲۰۰- سیدی محمد بن سلطانؒ
 ۲۰۱- حضرت امام غزالیؒ
 ۲۰۲- سید یوسف بن سید جمال
 ۲۰۳- حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ
 ۲۰۴- محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاؒ
 ۲۰۵- والدہ حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ
 ۲۰۶- حضرت شیخ حسام الدین بدایونیؒ
 ۲۰۷- سعد الدین فاروقی
 ۲۰۸- قاضی عیاض مالکیؒ کے بھتیجے
 ۲۰۹- حضرت شیخ ابو موسیٰ زرہویؒ
 ۲۱۰- ایک بزرگ
 ۲۱۱- سلطان ابراہیم
- ۲۱۲- سید بدر الدینؒ
 ۲۱۳- بابا سید فخر الدینؒ
 ۲۱۴- شیخ ظہیر الدین علی برغشؒ
 ۲۱۵- حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ
 ۲۱۶- محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاؒ
 ۲۱۷- حضرت رکن الدین سروردی ملتانیؒ
 ۲۱۸- حضرت امیر خسروؒ
 ۲۱۹- حضرت امیر خسروؒ
 ۲۲۰- حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ
 ۲۲۱- حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ
 ۲۲۲- حضرت مولانا ابن علی تابیادیؒ
 ۲۲۳- حضرت عبداللہ بن مبارکؒ
 ۲۲۴- حکیم ناصر خسروؒ
 ۲۲۵- ابو محمد عبداللہ بن سعد یافعیؒ
 ۲۲۶- حضرت کاظم قلندر علوی کاکورویؒ
 ۲۲۷- حضرت شریعت اللہؒ
 ۲۲۸- محمد علی
 ۲۲۹- حضرت شاہ محمد آفاقؒ
 ۲۳۰- حضرت شاہ فضل رحمن کنج مراد آبادیؒ
 ۲۳۱- حضرت مولانا شاہ گل حسن قلندر
 قادریؒ
 ۲۳۲- حضرت حاجی سید عابد حسینؒ
 ۲۳۳- الہیہ حضرت حاجی سید عابد حسینؒ
 ۲۳۴- شاہ محمد حسین الہ آبادیؒ
 ۲۳۵- حاجی محمد احسنؒ

۲۳۶- حاجی محمد احسن

۲۳۷- والدہ حضرت خواجہ قادر بخش

۲۳۸- ایک درویش

۲۳۹- میاں کریم شاہ راوت

۲۴۰- سائیں توکل شاہ

۲۴۱- سید نور محمد بدایونی

۲۴۲- ایک عالم

۲۴۳- حضرت خواجہ محمد عبدالخالق

۲۴۴- ایک لڑکا

۲۴۵- ایک سیدانی

۲۴۶- ایک بزرگ

۲۴۷- امام عبداللہ یافعی

۲۴۸- بعض صالحین

۲۴۹- ایک خاتون

۲۵۰- بعض صالحین

۲۵۱- حضرت شیخ محمود زاہد مرغابی

۲۵۲- مخدوم جہانیاں جہاں گشت

۲۵۳- مخدوم جہانیاں جہاں گشت

۲۵۴- شیخ نجم الدین صفاہانی

۲۵۵- سید جلال الدین شاہ سرخ بخاری

۲۵۶- مخدوم جہانیاں جہاں گشت

۲۵۷- مخدوم جہانیاں جہاں گشت

۲۵۸- مخدوم جہانیاں جہاں گشت

۲۵۹- شیخ مظفر بلخی

۲۶۰- مولانا یعقوب چشتی

۲۶۱- ایک شخص

۲۶۲- حضرت شیخ احمد کھٹو

۲۶۳- حضرت شیخ احمد کھٹو

۲۶۴- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی

۲۶۵- ایک عارف

۲۶۶- حضرت شیخ عبدالوہاب

۲۶۷- حضرت شاہ دانیال

۲۶۸- شیخ محمد خیالی

۲۶۹- حضرت خواجہ شہاب الدین

۲۷۰- سید غیاث الدین قادری

۲۷۱- حضرت شیخ یعقوب صرنی عامی گنائی

۲۷۲- سید علاؤ الدین

۲۷۳- شاہ میراں جی شمس العشاق چشتی

۲۷۴- شاہ باجن چشتی

۲۷۵- شیخ محمد شانلی

۲۷۶- قاضی شہاب الدین دولت آبادی

۲۷۷- مولانا عبدالرحمن جامی

۲۷۸- مولانا عبدالرحمن جامی

۲۷۹- علامہ احمد بن قسطلانی

۲۸۰- علامہ احمد بن قسطلانی

۲۸۱- سلطان قطب الدین لنگاہی

۲۸۲- ایک تاجر

۲۸۳- محترمہ راجی فیروز بانو

۲۸۴- بعض علماء وقت

۲۸۵- میاں سید علی ثانی شیرازی

- ۳۱۱- شیخ محمد ابو المواہب شازلیؒ
 ۳۱۲- شیخ محمد ابو المواہب شازلیؒ
 ۳۱۳- شیخ محمد ابو المواہب شازلیؒ

- ۲۸۶- حضرت حاجی حمید ظہور شطاریؒ
 ۲۸۷- شاہ پیر جیو شطاریؒ
 ۲۸۸- شیخ شرف الدینؒ
 ۲۸۹- مخدوم خواجہ یحییٰؒ
 ۲۹۰- سید شاہ جمال بغدادی ورنگیؒ
 ۲۹۱- مخدوم نوح ہالہ کنڈیؒ
 ۲۹۲- سید شاہ نور حضوریؒ
 ۲۹۳- شیخ عبدالغفور اعظم پوریؒ
 ۲۹۴- ابو سعید خیاطؒ
 ۲۹۵- شیخ ابراہیم بن حسینؒ
 ۲۹۶- شیخ ابو بکر دیار بکرؒ
 ۲۹۷- والد سید نور الدینؒ
 ۲۹۸- شیخ ابراہیم بن شیبانؒ
 ۲۹۹- حضرت اسحاق بن شانؒ
 ۳۰۰- حمزہ بن محمد
 ۳۰۱- ایک صاحب
 ۳۰۲- مولانا عبدالصمد صارم
 ۳۰۳- مولانا ممتاز احمد تھانوی
 ۳۰۴- مولانا ممتاز احمد تھانوی
 ۳۰۵- ڈاکٹر اسلام الحق
 ۳۰۶- شیخ محمد ابو المواہب شازلیؒ
 ۳۰۷- شیخ محمد ابو المواہب شازلیؒ
 ۳۰۸- شیخ محمد ابو المواہب شازلیؒ
 ۳۰۹- شیخ محمد ابو المواہب شازلیؒ
 ۳۱۰- شیخ محمد ابو المواہب شازلیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱- روایت ہے کہ خواجہ عبدالمطلب آپ کے جد امجد نے آپ کی ولادت باسعادت سے کچھ عرصہ قبل آپ یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ گویا ایک سلسلہ نقری (چاندی کی زنجیر) ان کی پشت سے نکل کر ایک طرف زمین میں، ایک طرف مشرق میں اور ایک طرف مغرب میں ہے اور اس کے بعد وہ سلسلہ ایک درخت ہو گیا جس کی ہر پتی پر آفتاب سے ۷۰ درجہ زیادہ چمک والا نور ہے۔ ایسا نور میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نور کی روشنی، بلندی اور عظمت ساعت بہ ساعت بڑھتی جاتی ہے۔ اہل مشرق و مغرب اس درخت سے لپٹے ہوئے ہیں اور اہل عرب و عجم اس کو سجدہ کر رہے ہیں۔ کچھ اہل قریش اس کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں اور بعض قبیلہ قریش کے لوگ اس درخت کو کاٹنا چاہتے ہیں لیکن جب وہ اس کے پاس آتے ہیں تو ایک جوان حسین طیب الرائحہ ان کو پکڑ کر ان کی کمر توڑ دیتا اور آنکھیں پھوڑ دیتا ہے۔ خواجہ عبدالمطلب نے یہ خواب ایک قریش کاہنہ کو سنایا۔ اس نے تعبیر دی کہ آپ کی پشت سے ایک لڑکا پیدا ہو گا جس کے اہل مشرق و مغرب مرید ہوں گے اور اہل آسمان و زمین جس کی تعریف کریں گے۔ اسی وجہ سے خواجہ عبدالمطلب نے آپ کا اسم مبارک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھا تھا (نسخہ صحیحہ دلائل الخیرات کا حاشیہ صفحہ ۹۹، نور محمد مالک کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی)

۲- جس شب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تولد ہوئے تو آپ کے چچا خواجہ ابو طالب نے یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک شمع ہمارے مکان میں اتری ہے اور میرے کئی عزیز و اقارب اس شمع سے اپنے اپنے چراغ روشن کر رہے ہیں۔ بعد کو معلوم ہوا اس شمع سے چراغ روشن کرنے والے ہی ایمان لائے۔ (راحت المحسن یعنی ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء مرتبہ حضرت امیر خسرو)

۳- حضرت عمرو بن مرہ زمانہ جاہلیت میں چند افراد کے ہمراہ حج کو نکلے، راستہ

میں خواب دیکھا کہ میں مکہ مکرمہ میں ہوں۔ ایک ایسا نور کعبہ شریف سے نکلا جس نے یثرب (مدینہ طیبہ کا ابتدائی نام) کی پہاڑیوں کو منور کر دیا اور قبیلہ بنیہ تک کی آبادیاں چمک اٹھیں اور یہ آواز بھی سنی ”اندھیرا چھٹ گیا“ روشنی غالب آگئی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ دوبارہ پھر نور چمکا جس کی روشن میں حیرہ تک کے محل اور مدائن تک کی تمام عمارتیں نظر آئیں اور آواز آئی ”اسلام ظاہر ہو چکا ہے“ بت توڑ دیئے گئے ہیں۔ صلہ رحمی کا دور دورہ ہو گیا ہے۔ جب واپس گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نامی ایک پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ پس اپنے وطن سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔ (حیاء الصحابہ حصہ اول)

۴۔ ایک شخص ملک شام سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے والد کی خواہش ہے کہ وہ آپ کی زیارت کرے لیکن بوڑھا اور نابینا ہونے کی بنا پر قدرت نہیں رکھتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ سے کہہ دے کہ سات رات وہ کہے ”صلی اللہ علی محمد“ مجھے وہ خواب میں دیکھے گا اور مجھ سے حدیث روایت کرے۔ اس نے ایسا کیا اور آپ کو خواب میں دیکھا اور آپ سے حدیث روایت کی (محبوب القلوب صفحہ ۴۰۳) (صلوات ناصری از مولانا ناصر علی)

۵۔ محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان سے مروی ہے کہ خالد بن سعید بن العاص کا اسلام قدیم تھا۔ اپنے بھائیوں میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔ ان کے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ خواب میں دیکھا کہ آگ کے گڑھے پر کھڑے ہیں جس کی وسعت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ پھر دیکھا کہ ان کے والد ان کو اس میں دھکیلتے ہیں مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا نیفہ پکڑ لیتے ہیں کہ وہ کہیں آگ میں نہ جاگریں۔

خواب دیکھنے کے بعد فکرمند تھے کہ حضرت صدیق اکبر سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے ان کو اپنا خواب سنایا۔ اس پر حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں لہذا آپ کی پیروی کرو کیونکہ تم عنقریب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی کرو گے اور اسلام میں داخل ہو جاؤ گے جو تمہیں آگ سے روک لے گا لیکن تمہارا باپ اس میں گرے گا۔

حضرت خالدؓ پھر حضرت رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ تم جس پتھر کی پرستش کرتے ہو اس کو چھوڑنے کی دعوت دیتا ہوں کہ وہ نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ ضرر پہنچاتا ہے نہ نفع اور نہ یہ جانتا ہے کہ اس کی پرستش کون کرتا ہے اور کون نہیں کرتا۔

یہ سن کر حضرت خالدؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خالدؓ کے اسلام لانے سے مسرور ہوئے۔ ان کے والد ابو اجمہ نے بعدہ حضرت خالدؓ پر سخت مظالم ڈھائے مگر وہ ثابت قدم رہے۔ (حیاتیہ الصحابہ حصہ اول صفحہ ۶۵، از مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ ترجمہ از مولانا محمد عثمان خاں فیض آبادی، ادارہ اشاعت دینیات، حضرت نظام الدین۔ نئی دہلی) (طبقات کبیر جلد ہفتم ترجمہ از مولانا عبداللہ عماری صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۰)

۶- حضرت سواذ بن قارب زمانہ جاہلیت میں کہانت کا پیشہ کرتے تھے۔ ہجرت مدینہ طیبہ کے زمانہ میں خواب میں ظہور نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بشارت ملی۔ رویائے صالحہ دل پر اثر کر گیا، فوراً وطن سے مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ راستہ میں خبر ملی کہ جس گوہر مقصود کی تلاش میں نکلے ہیں وہ مدینہ منورہ جا چکا ہے۔ پس مدینہ پاک کا رخ کیا۔ وہاں پہنچ کر آپ کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ مسجد میں جلوہ افروز ہیں۔ اونٹ بٹھا کر مسجد میں داخل ہوئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مجمع تھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کچھ میری بھی عرض سنی جائے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے

فرمایا قریب آکر بیان کرو۔ چنانچہ پاس جا کر پورا خواب سنا دیا اور اسی وقت خلعت اسلام سے سرفراز ہوئے۔ ان کے اسلام لانے سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور خوشی سے دمک اٹھا۔ اس غیر معمولی انبساط کا سبب یہ تھا کہ عربوں میں کاہنوں کو بڑی وقعت حاصل تھی اور انہیں کے ہاتھ میں ایک طرح کی مذہبی سیادت بھی تھی اس لئے عوام پر ان کے اسلام قبول کرنے کا نہایت ہی خوشگوار اثر پڑا۔ کہانت جو زمانہ جاہلیت کا نہایت معزز علم تھا حضرت سواڈ اس میں ید طولی رکھتے تھے۔ شاعر بھی تھے چنانچہ حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت سواڈ نے ان کو اپنے خواب کی داستان منظوم شکل میں سنائی تھی (غیر مہاجر و انصار صحابہ جلد ہفتم از مولوی شاہ معین الدین ندوی)

۷۔ حضرت ابو عمارہ خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کی بابت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ آپ باغی جماعت کے ہاتھوں شہید ہوں گے۔ آپ نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک کا بوسہ لیا تھا یا اس پر سجدہ کیا تھا چنانچہ جب آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت گرامی میں حاضر ہو کر اپنا خواب بیان کیا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چت لیٹ گئے اور ارشاد فرمایا خزیمہ خواب کو سچا کر لو پس حضرت خزیمہ نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت خزیمہؓ کے بیٹے حضرت عمارؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوا بن قیس سے ایک اونٹ خریدا تھا بعد ازاں اس نے انکار کر دیا کیونکہ کوئی گواہ نہ تھا۔ حضرت خزیمہؓ نے بے دھڑک گواہی دی، اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خزیمہ تم اس وقت معاملہ میں موجود نہیں تھے۔ عرض کیا آپ جو کچھ اللہ تعالیٰ سے لاتے ہیں بلا تردد میں اس کی تصدیق کر دیتا ہوں۔ مجھے یقین واثق ہے کہ زبان قدسی سے سچ ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اب خزیمہ کی زبان پر سچ ہی جاری رہے گا اور ”زوا شہادتین“ کے لقب سے ملقب ہوئے یعنی آپ کی ایک گواہی دو گواہوں کے برابر سمجھی جاتی تھی (شرح السنہ) (و تصدق الاسلامیہ از فتح الدین

۸- ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی اشیائے فروخت لے کر آپ کے غلام میسرہ کے ہمراہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عازم بصرہ ہوئے۔ واپسی پر میسرہ کی زبانی ام المومنینؓ کو سفر کے حالات اور منافع کی تفصیلات معلوم ہوئیں تو آپ کے دل میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت جاگزیں ہو گئی۔ آپ کے دل نے گواہی دی کہ یہ ہاشمی نوجوان وہی نبی آخر الزماں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے جس کی کتب عتیقہ میں خبر دی گئی ہے اس سے پہلے آپ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے ایک چاند آکر آپ کی گود میں گرا ہے جس نے سارے عالم کو منور کر دیا ہے۔ جب آپ نے اپنے خواب کی تعبیر ایک عیسائی عالم سے دریافت فرمائی تو انہوں نے جواب دیا ”اے شریفہ عرب آپ کو خوشخبری ہو کہ دعائے خلیل و نوید مسیحا پیدا ہو چکے ہیں اور آپ ان کے عقد میں آئیں گی“۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل کی دنیا اب بدل چکی تھی چنانچہ آپ نے اپنی لونڈی نفیسہ کی معرفت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نکاح کا پیغام بھیجا اور پانچ سو درہم طلائی مہر قرار پایا۔ نکاح ہو گیا اس وقت آپ کی عمر ۴۰ برس اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۲۵ برس تھی۔ (صحابیات و عارفات مرتبہ محمد یونس قریشی و طالب ہاشمی صفحہ ۲۹) (سیرت حضرت خدیجۃ الکبریٰ از علامہ سیماب اکبر آبادی صفحہ ۲۲ تا ۲۳، صوفی بک ڈپو منڈی بہاؤ الدین۔ ضلع گجرات)

۹- روایات صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد کسی نے حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو ہنتے نہیں دیکھا۔ ابھی چھ ماہ گزرے تھے کہ ایک شب آپ نے اباجان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خواب میں دیکھا کہ سرہانے کھڑے ادھر ادھر ملاحظہ فرما رہے ہیں جیسے کسی کا انتظار ہو۔ حضرت سیدہ کی نگاہ جیسے ہی آپ پر پڑی تو بیتاب ہو کر پکارا ”با ابنا ابن انت“ (اباجان آپ کہاں ہیں) میں تو آپ کے فراق میں دل سوختہ و تن گداختہ ہو رہی ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا بیٹی میں یہاں تمہارا منتظر ہوں۔ ایام فراق گذر چکے اور

وقت وصال قریب آگیا۔ کل قفسِ عنبری کو خیرباد کہہ کر عالم ارواح میں ہم سے آلو گی۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی اور دوسرے دن آپ کا وصال ہو گیا۔ ۳ رمضان المبارک ۲۹ برس بمقامِ مدینہ طیبہ - انالله و انا الیہ راجعون (بخاری شریف) (اوراقِ غم از علامہ ابو الحسنات قادری صفحہ ۱۰۷) (رویائے صالحہ حصہ اول از محمد عبدالمجید صدیقی ایڈوکیٹ - صفحہ ۲۸)

آپ کے القاب زہرا، طاہرہ، مطہرہ، زاکیہ، بتول، راضیہ اور مرضیہ ہیں۔ علامہ شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ آپ کا نام فاطمہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ پاک نے آپ کو اور آپ سے محبت رکھنے والوں کو آتشِ دوزخ سے محفوظ کر دیا ہے۔ علامہ قسطلانی نے مواہبِ لدنیہ میں فرمایا کہ نظم = (نظم) کے معنی لغت میں بچہ کو دودھ پینے سے روکنے کے ہیں گویا آپ لوگوں کو دوزخ کی آگ سے روکنے والی ہیں۔ بتول مشتق ہے تل سے جس کے معنی قطع کرنے کے ہیں۔ منتہی الارب میں ہے کہ بتول بروزن صبور عورت و دوشیزہ کو کہتے ہیں۔ آپ ہمیشہ اپنی والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پاس بیٹھی رہتی تھیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی یہ سادگی بہت پسند تھی۔ پس بتول (تارک الدنیا) کے معزز لقب سے یاد فرمائی جاتی تھیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کا لقب بھی بتول تھا۔ چونکہ آپ صورت اور سیرت میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت مشابہ تھیں اس وجہ سے زاکیہ، راضیہ اور مرضیہ کے معزز القاب سے ممتاز ہوئیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ آپ میں زہرت اور جمال و کمال بدرجہ اتم تھا اس وجہ سے زہرا لقب پایا۔ خود پاکیزہ تھیں اور جو کوئی آپ کی صحبت میں چار دن گزار دیتا پاکیزہ ہو جاتا تھا۔ پس طاہرہ اور مطہرہ قرار پائیں۔

۱۰- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایام ہجرت میں خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک چاند مکہ مکرمہ میں اترا جس کی وجہ سے پورا مکہ مکرمہ روشن ہو گیا پھر وہ چاند آسمان کی طرف چڑھا اور مدینہ طیبہ میں جا اترا جس کی وجہ سے مدینہ منورہ کی ساری زمین منور ہو گئی۔ یہ طویل خواب ہے جو کتب احادیث میں موجود ہے اسی میں آخر میں ہے کہ پھر وہ چاند ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے

گھر میں گیا۔ آپ کے مکان کی زمیں شق ہو گئی جس میں وہ چاند پوشیدہ ہو گیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو فن تعبیر سے مناسبت تھی۔ اسی خواب سے آپ نے مدینہ منورہ کی ہجرت اور آخر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت عائشہؓ کے مکان میں دفن ہونا سمجھ لیا تھا۔ (فضائل حج صفحہ ۸) (خمیس)

۱۱- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا قصہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے بہ نیت تجارت شام کا سفر کیا۔ وہاں پہنچے تو خواب دیکھا کہ آسمان سے بام کعبہ پر ایک نور گرا پھر وہ نور اہل مکہ کے گھر میں جانے لگا آپ کے گھر جب وہ آنے لگا تو آپ نے دروازہ بند کر لیا اور آنکھ کھل گئی۔ بحیرہ راہب نے آپ کو اس خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ ”یہ خواب مبارک ہے تمہارے ملک میں ایک رسول تشریف لائیں گے“ زندگی میں تم ان کے وزیر اور بعد از وصال ان کے جانشین بنو گے۔“ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو تبلیغ اسلام فرمائی تو حضرت صدیق اکبرؓ نے آپ سے نبی ہونے کا ثبوت طلب فرمایا۔ آپ نے فرمایا بحیرہ راہب سے تم نے جو خواب دیکھ کر جواب لیا تھا میں اس کی تعبیر ہوں۔ حضرت صدیق اکبرؓ یہ جواب سنتے ہی مسلمان ہو گئے۔ جیسی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نے جس کسی کو اسلام کی طرف بلایا اس نے کچھ نہ کچھ تردد کر کے اسلام قبول کیا مگر صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فی الفور تصدیق کی اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ (خیر الموائس جلد دوم صفحہ ۳۰۳) (ریاض النضرہ) (اوراق غم صفحہ ۱۳۱، مکتبہ نعیمیہ۔ چوک دا لگراں۔ لاہور)

۱۲- امام مستغفریؒ نے اپنی سند سے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ تجھ کو تکفین کے بعد میرا جنازہ حجرہ مبارک (علیٰ صاحبہا الف الف صلوة و الف الف سلام) کے پاس لے جانا اور آستانہ اقدس پر پہنچ کر یوں عرض کرنا ”السلام علیکم یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ آپ کا رفیق ابو بکر حاضر ہے۔“ اگر شرف باریابی حاصل ہو اور باب کرم وا ہو جائے تو حجرہ مبارک کے اندر سپرد خاک کر دینا ورنہ بصورت دیگر جنت البقیع میں

دفن کرنے کا اہتمام کرنا۔“

روایت ہے کہ اس وصیت کے مطابق عمل در آمد کیا گیا تو ابھی الفاظ ادا بھی نہ ہونے پائے تھے کہ دروازہ کھل گیا اور کانوں میں یہ آواز آئی کہ ان کو داخل کر دو اور ان کی بزرگی کی وجہ سے ان کو یہاں دفن کر دو۔ اس وقت کوئی اور شخص اور کوئی اور چیز حجرہ شریف کے اندر نہ دیکھی گئی۔ (نجات الانس از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی نقشبندی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال کا وقت قریب آیا تو مجھے سرہانے بٹھا کر فرمایا کہ جن ہاتھوں سے تم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا تھا انہی ہاتھوں سے مجھے غسل دینا اور خوشبو لگانا اور مجھے اس حجرہ کے قریب لے جا کر جہاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک ہے اجازت مانگ لینا اگر اجازت مل جائے اور دروازہ کھل جائے تو مجھے وہیں دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے عام قبرستان (جنت البقیع) میں دفن کرنا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جنازہ کی تیاری کے بعد سب سے پہلے میں آگے بڑھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ابوبکرؓ یہاں دفن ہونے کی اجازت طلب کرتے ہیں تو میں نے دیکھا کہ یکدم حجرہ کا دروازہ کھل گیا اور ایک آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے خصائص کبریٰ میں ان دونوں واقعات کا ذکر کیا ہے۔ محدثانہ حیثیت سے اس روایت کو منکر بتایا ہے لیکن تاریخی حیثیت تو بہر حال باقی ہے۔ (فضائل حج صفحہ ۳۳۶ تا ۳۳۷) (نجات الانس) (اقوال الشریفہ صفحہ ۱۹۱) حضرت صدیق اکبرؓ کا وصال ۱۲ھ میں ہوا تھا۔

۱۳- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری ہے۔ اس ترازو میں آپؐ کو اور ابوبکرؓ کو تولایا گیا تو آپؐ کا وزن زیادہ رہا۔ پھر ابوبکرؓ اور عمرؓ کو تولایا گیا تو ابوبکرؓ کا وزن زیادہ رہا۔ پھر عمرؓ اور عثمانؓ کو تولایا گیا تو عمرؓ کا وزن زیادہ رہا۔ پھر ترازو کو اٹھا لیا گیا۔ اس خواب کو سن کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمگین ہو گئے۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ

تو نے جو دیکھا ہے وہ خلافت نبوت ہے یعنی عمر تک خلافت نبوت ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عطا فرمائے گا۔ (ترمذی شریف)

۱۴- ازالۃ الخفاء میں سنن ابوداؤد سے منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آج کی رات ایک مرد صالح نے خواب میں دیکھا کہ مجھ کو ابوبکر پکڑے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ عمر اور ان کے ساتھ عثمان معلق ہیں۔ صحابہ اکرام نے تعبیر دی کہ یہ حضرات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اول الامر ہوں گے۔

۱۵ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ایک دن سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور اس قدر روئے کہ بے حال ہو گئے۔ اسی حالت میں نیند آگئی۔ جب سو گئے تو سیدنا عمر فاروقؓ سمجھے کہ شاید بحالت خواب آپ کچھ بڑبڑا رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو جگا دیا۔ بیدار ہو کر فرمایا میں اس وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور عرش کے نیچے تھا اور آپ جناب باری میں تبضع عرض کر رہے تھے کہ میری امت کو بخش دے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ اس قدر پریشان نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مراد بر لائے گا۔ یکایک ندا آئی ہم نے بخشا، ہم نے بخشا۔ اتنے میں آپ نے مجھے جگا دیا۔ اب یہ نہیں معلوم کہ کس قدر امت بخشی گئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے ابھی یہ بات ختم نہ کی تھی کہ روضہ اقدس سے آواز آئی ”سب بخش دئے گئے“ (التحفة المرضیہ) (مراد یہ ہے کہ جو طریقہ نبویہ پر چلے گا بخشا جائے گا۔ یہ بھی مراد لی جاسکتی ہے کہ انجام کار پوری امت محمدیہ نجات پا کر جنت میں داخل ہو جائے گی اگرچہ بعض گنہگار ان امت پہلے سزا کے طور پر عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔)

۱۶- امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیقؓ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے میں بہت متفکر تھے۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سفید کپڑے پہنے ہوئے تشریف لائے۔ یکایک وہ

دونوں کپڑے سبز ہو گئے اور ایسی چمک پیدا ہوئی کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوں۔ بعد سلام و مصافحہ اپنا دست مبارک حضرت صدیق اکبرؓ کے سینہ پر رکھا جس سے ان کے دل میں جو فکر اور گھبراہٹ تھی رفع ہو گئی۔ بعدہ آپؓ نے فرمایا اے ابابکرؓ تیری ملاقات کا بہت شوق ہے۔ عنقریب تو ہمارے پاس آنے والا ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ جب اس خواب سے مشرف ہوئے تو اس خواب میں آپؓ کی جدائی پر زور سے روئے یہاں تک کہ رونے کی آواز تمام اہل خانہ نے سنی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا مجھے بھی آپؓ کی ملاقات کا بے حد شوق ہے۔ آپؓ نے فرمایا اے ابابکرؓ تھوڑی دیر بعد ایسا وصال ہو گا کہ پھر جدائی نہ ہو گی۔ اے ابوبکرؓ اللہ نے تجھے اختیار دے دیا ہے تو جسے چاہے خلیفہ مقرر کر دے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؓ ہی منتخب فرما دیجئے۔ ارشاد عالی ہوا کہ عمر فاروقؓ کو اپنا خلیفہ مقرر کر کہ اہل آسمان و زمین میں وہ پاکیزہ ترین انسان ہیں۔ (شواہد النبوة للجامی) (آسمانی سفرنامہ از شبیر حسن چشتی نظامی۔ صفحہ ۱۵۲ دہلی)

۷- حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اسلام لانے سے تین شب قبل یہ خواب دیکھا کہ سخت تاریکی کی وجہ سے مجھے کوئی چیز نظر نہیں آ رہی۔ اچانک ایک نور ظاہر ہوا اور میں اس کے پیچھے ہو لیا۔ دیکھا کہ زید بن حارثہؓ علیؓ اور ابوبکرؓ مجھ سے پہلے اس نور کی طرف سبقت کر چکے ہیں۔ اس کے بعد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت گرامی میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپؓ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنے رسول ہونے کی شہادت کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے یہ سن کر اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ کہا (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۱۳۲) (سیرۃ المصطفیٰ حصہ اول صفحہ ۱۲۰ از شیخ التفسیر و الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی)

۱۸- ام المومنین حضرت سوڈہ بنت ربیعہ نے خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؓ کی طرف تشریف لائے اور اپنا پائے مبارک آپؓ کی گردن پر رکھا۔ بیدار ہو کر اپنا خواب اپنے شوہر سکران کو سنایا۔ سکران نے کہا اگر تو

سچ کہتی ہے تو میں مرجاؤں گا اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیرے ساتھ نکاح کریں گے۔ اس کے بعد پھر خواب دیکھا کہ آپ دو تکیوں کے سہارے لیٹی ہیں کہ آسمان پھٹا اور چاند آپ پر آگرا، اس خواب کو بھی سکران سے بیان کیا۔ سکران نے جواب دیا میں جلد مرجاؤں گا اور تو دوسرا شوہر کرے گی۔ اس کے بعد سکران بیمار ہوا اور چند دن بعد مر گیا اور بعد کو حضرت سوڈہ کا نکاح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو گیا۔ حضرت سوڈہ کا وصال ۱۶ھ میں ہوا۔ (جواہر فریدی مصنفہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر صفحہ ۴۱ تا ۴۲)

۱۹ ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان کا پہلا شوہر عبید اللہ بن جہش بن رباب تھا۔ جب عبید اللہ مسلمان ہو کر جہش ہجرت کر گیا تو حضرت ام حبیبہ نے خواب میں دیکھا کہ میرا شوہر عبید اللہ نہایت قبیح صورت میں ہے۔ صبح ہوئی تو عبید اللہ نے کہا اے ام حبیبہ میں نے ہر اک دین کو بہ نظر غائر دیکھا اور نصرانی دین کے علاوہ مجھے کوئی بھلا معلوم نہیں ہوا۔ پہلے میں نصرانی (عیسائی) تھا مگر ایک مصلحت کی بنا پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں داخل ہو گیا تھا۔ حضرت ام حبیبہ نے بہت سمجھایا کہ تو سخت غلطی پر ہے۔ دین جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں وہی سچا اور آسمانی دین ہے۔ رات کا خواب بھی سنایا مگر وہ مرتد ہو گیا اور نصرانیت اختیار کر لی۔ اب ہر وقت شراب پیتا اور شراب پیتے ہی پیتے مر گیا۔ اس کے بعد ام حبیبہ نے ایک اور خواب دیکھا کہ کوئی شخص آپ کو ام المومنین کہہ کر پکار رہا ہے۔ آپ نے اس کی تعبیر اپنے چچا سے دریافت کی۔ انہوں نے کہا تم حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نکاح میں آکر ازواج مطہرات کی سلسلہ میں داخل ہو گی۔ چنانچہ بعد عدت بادشاہ نجاشی کی لونڈی ابرہہ آپ کے پاس آئی اور بادشاہ کا پیغام دیا کہ حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے تحریر فرمایا ہے کہ میں آپ کا نکاح حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کر دوں۔ پس یہ نکاح ہو گیا۔ آپ کا وصال ۱۸ھ میں ہوا۔ (خیر الموائس جلد دوم صفحہ ۲۹۱) (رسول اکرم کی سیاسی زندگی از ڈاکٹر محمد حمید اللہ ایم اے، پی ایچ ڈی، ڈی فل، ڈی لٹ صفحہ ۸۰) (از اردو ترجمہ جواہر فریدی) (صحابیات از مولانا نیاز محمد خاں نیاز فتح پوری صفحہ ۸۰)

۲۰- ام المومنین حضرت جویریہؓ حرث بن ضرار کی بیٹی تھی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کر کے آپ کو اپنے نکاح میں لے لیا تھا۔ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے تین روز قبل میں نے خواب دیکھا کہ یثرب سے چل کر چاند میری گود میں آگرا۔ میں نے یہ خواب کسی کو نہ بتایا یہاں تک کہ خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ جب ہم قید ہو گئے تو مجھ کو اپنے خواب پورا ہونے کی امید ہو گئی تھی۔ (البصائر العظمیٰ صفحہ ۱۸۷ یعنی تفسیر سورہ والضحیٰ از مولانا محمد عتیق فرنگی علی۔ ۱۳۷۹ھ ادارہ اشاعت القرآن والسنة۔ ٹیکسال چوک۔ لکھنؤ) (ترجمان السنۃ حصہ سوم از حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی ثم مدنی صفحہ ۳۲۰)

۲۱- ام المومنین حضرت صفیہؓ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئیں تو آپ نے دیکھا کہ ان کے رخسار پر چائے کا نشان ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیسا نشان ہے؟ فرمایا میں نے دیکھا کہ آسمان سے ٹوٹ کر چاند میری گود میں آگرا ہے۔ اس خواب کو میں نے اپنے والد جی بن اخطب سے بیان کیا۔ یہ خواب سنتے ہی وہ سخت غصہ ہوا اور میرے رخسار پر طمانچہ مارا اور کہنے لگا تو اپنی گردن یہاں تک اونچی کرے گی کہ ملکہ عرب بن کر دنیا میں مشہور ہوگی اور اس کی تعبیر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تو حجاز کے بادشاہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جانا چاہتی ہے (اس خواب کے سلسلہ میں مصنفین یورپ نے آپ کے باپ کی جگہ آپ کے پہلے شوہر کنانہ بن ربیع کا نام لکھا ہے جو غلط ہے کیونکہ کنانہ آپ کا دوسرا شوہر تھا۔ ویسے بھی کوئی مستند تاریخی کتاب اس خواب سے کنانہ کا تعلق ظاہر نہیں کرتی) (امہات الامۃ از شمس العلماء خان بہادر ڈاکٹر حافظ ڈپٹی نذیر احمد قدس سرہ ایل ایل ڈی، ڈی او ایل)

ابو حاتم ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت صفیہؓ کی ایک آنکھ میں کچھ سبز داغ تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وجہ دریافت فرمائی تو آپ نے عرض کیا کہ میں ایک دن سو رہی تھی خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت منور

چاند میری گود میں ہے جس کی شعاعیں میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا رہی ہیں۔ میں نے اپنے خاوند سے یہ خواب بیان کیا۔ سنتے ہی اس نے زور سے میرے چائنا مارا اور کہا کیا تو ملک یثرب کی متمنی ہے۔ یہ داغ اسی کا اثر ہے۔ ۷ھ میں آپ نکاح میں آئیں۔ اس مواصلت میں یہ حکمت تھی کہ یہودی جو مسلمانوں سے کشیدہ اور برسر شرارت تھے اس تعلق سے ان کی منافرت دور ہو گئی (و تہد الاسلامیہ از محمد فتح الدین از بر صفحہ ۱۸۱) (خیر الموائس جلد دوم صفحہ ۲۹۸)

ام المؤمنین حضرت صفیہؓ نے خواب دیکھا کہ چاند اور سورج دونوں آپ کی گود میں آگرے۔ صبح اپنے شوہر سعید خبیر کو اس خواب سے آگاہ کیا جس پر اس نے آپ کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا اگر یہ خواب سچ ہے تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خبیر کو فتح کر کے تجھے اپنی زوجہ بنا لیں گے۔ دوسرے ہی دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر نے خیبر فتح کر لیا۔ حضرت صفیہؓ آپ کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ چہرہ پر یہ نیل کیسا ہے۔ اس پر انہوں نے خواب بیان کیا اور یوں تعبیر خواب پوری ہوئی۔ آپ کا وصال ۲۳ھ میں ہوا۔ (کامل التعبیر از ابوالفضل حسین ابن ابراہیم محمد تغلیسی ترجمہ مولانا شمس الدین شائق ایزدی صفحہ ۱۹)

یہ اور اس قسم کے دوسرے کئی سمبولک (Symbolic) خواب ہیں جن میں علامت، نشان، اشارہ یا رمز کے ذریعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کا اظہار کیا گیا ہے۔

۲۲۔ ایک شب حضرت بلالؓ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں ”اے بلال یہ خشک زندگی کب تک؟ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم میری زیارت کے لئے آؤ۔“ یہ خواب دیکھتے ہی سیدنا بلالؓ کی عجیب حالت ہو گئی۔ صبح ہی ملک شام سے جہاں خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں شادی کر کے مستقل سکونت اختیار کر چکے تھے مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

منہ اٹھا کر چل دیئے سیدھے مدینہ کی طرف

ہم سے یہ دیوانہ پن میں خوب دانائی ہوئی

مدینہ طیبہ پہنچ کر مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور تربت مقدس پر سر رکھ کر زار زار رونے لگے۔ حضرات حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اصرار پر مسجد نبوی (علی صاحبہا الف الف صلوة و الف الف سلام) میں اس جگہ کھڑے ہوئے جہاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کھڑے ہوتے تھے اور اذان شروع کی۔ جوں ہی اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا اہل مدینہ میں ایک شور برپا ہو گیا، جب اشعد ان لا الہ الا اللہ کہا تو یوں محسوس ہوا کہ مدینہ منورہ جنبش میں آگیا۔ لوگوں کا گریہ شدید تر ہو گیا اور جب فرمایا اشعد ان محمد رسول اللہ تو گویا قیامت پھا ہو گئی۔ مدینہ طیبہ میں کوئی مرد، عورت، چھوٹا، بڑا ایسا نہ تھا جو گریہ و زاری نہ کر رہا ہو۔ گویا یوم وصال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد تازہ ہو گئی اور فرط غم سے اذان کھل کئے بغیر حضرت بلالؓ نیچے تشریف لے آئے (سیرۃ بلالؓ از مولوی وجاہت حسین صفحہ ۸۸) (محبوب القلوب صفحہ ۳۳۶ تا ۳۳۸) (فضائل حج صفحہ ۱۷۳)

حضرت بلالؓ نے ایک شب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ ایک روایت میں آپؐ کے ارشاد گرامی کے یہ الفاظ بتائے گئے ہیں ”بلال تم نے مجھ پر زیادتی کی، میری ہمسائیگی کو ترک کر دیا۔ اب تم میری زیارت کو حاضر ہو“ (بلالؓ از مورخ اسلام مولانا آغا رفیق بلند شہری صفحہ ۹۲)

موزن اول حضرت بلالؓ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس درجہ محبت تھی کہ آپؐ کی طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ وہ آواز جو خاص آپؐ کے لئے بلند ہوتی تھی اور جسے سن کر آپؐ نماز کے لئے مسجد تشریف لاتے تھے آپؐ کے وصال کے بعد کوئی دوسرا اسے سنے۔ مدینہ منورہ اور شام کے دوران قیام کئی بار لوگوں نے آپ سے اذان دینے کو کہا مگر آپ نے ہر مرتبہ انکار کر دیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ جب دمشق تشریف لے گئے تو آپ نے لشکر کی شدید خواہش کے پیش نظر حضرت بلالؓ سے فجر کی اذان دینے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد یہ آپ کی پہلی اور آخری اذان تھی۔ حضرت عمرؓ اور آپ کے ساتھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ سب کی ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو چکی تھیں۔ سچ

ع ملا کی ازاں اور ہے مجاہد کی ازاں اور

کاش اس زمانے میں کوئی ایسا آلہ ہوتا جس سے حضرت بلالؓ کی ازاں محفوظ کی جا سکتی تو اس دور کا انسان بھی وہ دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے نعمات سن سکتا۔ یہ طے شدہ امر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک تمام انسانوں کی آواز کا ہر ہر لفظ فضا میں موجود ہے۔ عین ممکن ہے کل کوئی ایسا آلہ ایجاد ہو جائے جس سے حضرت بلالؓ کی آواز جو فضائے بسیط میں موجود ہے ریکارڈ کی جا سکے۔

دمشق کے جنوب میں ”مقبرہ باب الصغیر“ کا مقدس قبرستان واقع ہے جس میں صحابہ اکرامؓ، تابعینؓ، تبع تابعینؓ، علماء، حکماء، آئمہ، اولیاء اور مقبولان الہی کے اس قدر مزارات ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے۔ ان میں چند یہ ہیں، مؤذن اول اور جلیل القدر صحابی سیدنا بلالؓ ۱۹ھ میں وصال ہوا۔ روضہ بلالؓ کی ۶۳۵ھ میں تجدید ہوئی تھی جس کا کتبہ دروازہ پر لگا ہے۔ آپ کا روضہ انور السجابت دعا کے لئے بہت مشہور ہے۔ مشہور صحابی سیدنا ابو الدرداءؓ جو حضرت بلالؓ کے خسر بھی تھے اسی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ یہیں حضرت سعید بن خالد بن ولیدؓ کا مزار ہے اور اسی جگہ سیدنا امیر معاویہؓ مدفون ہیں۔

۲۳- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں ناراض دیکھا۔ عرض کیا! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ سے کیا قصور سرزد ہو گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ بحالت روزہ اپنی اہلیہ کو بوسہ نہ دے۔ اگرچہ یہ امر حرام نہیں لیکن اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے تازیست پھر کبھی ایسا نہ کیا۔ (کیمیائے سعادت از حضرت امام غزالیؒ صفحہ ۷۴۸، ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور)

۲۴- حکیم الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کتاب ”ازالتہ الخفا عن خلافت الخلفاء“ میں تحریر فرماتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ خلافت میں ایک بار بارش کی کمی ہوئی۔ اس سال آپ جہاد کے لئے لشکر اسلام آراستہ کرنے اور فوج کی روانگی میں مشغول تھے۔ نماز استسقاء ادا کرنے کا آپ کو

مطلق خیال نہ آیا۔ اس دوران ایک صحابی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر انوار کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور صلوٰۃ و سلام عرض کر کے وہیں سو گئے۔ ان صحابی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزار مبارک سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ جاؤ عمرؓ سے کہا کہ صلوٰۃ استسقاء ادا کرو کیونکہ بندگان خدا کی حالت تنگ ہو گئی ہے۔ خوشی سے ان صحابی کی آنکھ کھل گئی اور حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیام سن کر حضرت عمرؓ روئے اور دوسرے دن نماز استسقاء ادا کی اور بارش کے لئے بارگاہ الہی میں نہایت عاجزی سے ہاتھ پھیلائے۔ فوراً ابر ظاہر ہوا اور جل تھل ایک ہو گئے بارش موقوف ہونے پر ہر طرف سے لوگ مدینہ طیبہ آئے۔ ان میں سے ایک نے بیان کیا کہ فلاں فلاں ساعت میں اپنے کھیت میں کھڑا تھا کہ یک بیک ابر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا آسمان پر ظاہر ہوا اور تیزی سے بڑھنے لگا۔ یکایک اس ابر میں سے آواز آئی کہ اے ابر چل اور بارش برس کیونکہ فریاد عمرؓ آسمان پر پہنچ گئی۔ اس بیان کو مطابق کیا گیا تو خاص وہی وقت تھا جب کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے بارش کے لئے دعا کر رہے تھے۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ بندہ مومن جب دعا کرتا ہے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ اس کو مقبولیت کا جامہ پہنا دیتا ہے۔ (معراج المومنین صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۲) (محبوب القلوب صفحہ ۳۲۸) (وفاء الوفا)

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں فتوحات ہوئیں۔ بعد میں سخت قحط پڑا، چاروں طرف سے لوگ مدینہ شریف آ گئے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے انتظام شروع کیا اور دعا کی کہ یہ لوگ مرنے نہ پائیں۔ زبردست انتظام تھا۔ حضرت عمرو بن العاص کو مصر لکھا کہ جلدی سے غلہ بھیجو۔ جواب دیا کہ کھانے پینے کا سامان لاد کر اونٹوں کا اتنا بڑا قافلہ بھیجوں گا جس کا ایک اونٹ مدینہ طیبہ اور آخری اونٹ مصر میں ہو گا۔ چنانچہ غلہ آیا اس وقت چالیس پچاس ہزار آدمی تو صرف حضرت فاروق اعظمؓ کے دستر خوان پر روزانہ کھانا کھاتے تھے۔ دیہات میں اگر ایک گھر بھی ہوتا تو کھانا وہاں بھی بھیجا جاتا تھا۔ نہایت لمبے چوڑے انتظام کے باوجود قحط بڑھتا ہی جاتا تھا۔ اسی زمانہ میں حضرت بلالؓ بن الحارث منی کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ انہوں نے ایک بکری ذبح کی تو اس

میں سوائے ہڈی، خون اور کھال کے کچھ نہ نکلا۔ یہ دیکھ کر ان کی چیخ نکل گئی اور کہا ”واہ محمدؐ“ (ہائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ سوئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عمرؓ سے میرا سلام کہو اور کہو کہ تو تو عقلمند تھا کیا ہوا؟ آنکھ کھلی تو عمرؓ کے دروازہ پر جا کر عرض کیا ”یا امیر المومنین اجیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ (یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام لانے والے کو جواب دیں)۔ حضرت عمرؓ دروازے کی طرف دوڑے۔ ان کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ یاد آگیا۔ خواب سن کر لرز گئے۔ روئے اور فرمایا کہ کیا میری زندگی میں فرق آگیا مگر یا اللہ! حتی المقدور میں کوتاہی نہیں کرتا۔ سارے مدینہ منورہ کے لوگوں کو جمع کر کے دریافت کیا کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کی زندگی سے بدلا تو نہیں۔ سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا نہیں۔ فرمایا کہ یہ شخص کیا کہتا ہے؟ خواب سنا تو سب نے جان لیا صرف حضرت عمرؓ نے نہ سمجھا۔ مطلب یہ تھا کہ جب تمہاری نماز اور دعا مقبول ہے تو محض انتظام کے چکر میں کیوں پڑے ہو دعا کیوں نہیں مانگتے؟ حضرت عمرؓ نے وہیں بارش کی دعا مانگی۔ قحط دور ہونے کی دعا مانگی، مختصر سی دعا تھی۔ منہ پر ہاتھ پھیرنے سے پہلے بارش شروع ہو گئی۔ جانوروں میں جان پڑنے لگی۔ دیہاتیوں نے کہا چاروں طرف بادلوں سے آواز آرہی ہے ”اے عمرؓ تو نے بارش مانگی آگئی“۔ علامہ شہاب خفاجی مصریؒ ”نسیم الریاض“ شرح ”شفاء“ امام قاضی عیاضؒ میں فرماتے ہیں کہ یہ قحط ۱۸ھ میں ہوا۔ اس کا نام ”قحط عام الرمادہ“ ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت کا واقعہ ۲۵ھ میں پیش آیا۔ (”آخری تقریر“ از حضرت اقدس مولانا شاہ محمد یوسف نور اللہ مرقدہ۔ ملک برادرز۔ اردو بازار۔ لاہور صفحہ ۸ تا ۹) (حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آخری تقریر ۲۹ ذیقعد ۱۳۸۳ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۶۵ء شب جمعہ بعد نماز مغرب مسجد بلال پارک لاہور میں کی تھی۔ دوسرے دن بعد نماز جمعہ آپ کا وصال ہو گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت شاہ صاحب تبلیغی جماعت کے سربراہ اور بانی تبلیغی جماعت حضرت شاہ محمد الیاس کاندھلوی قدس سرہ کے صاحبزادے (تھے)

۲۵- امیر المومنین سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کے فرزند ابو ثمہؓ جن کا نام عبدالرحمن الاوسط تھا کی وفات کے چالیس روز بعد حضرت حذیفہ بن یمان حضرت فاروق اعظمؓ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ گزشتہ شب میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ ابو ثمہؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے اور سبز رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا ”اے حذیفہ! عمر سے میرا سلام کہنا“ واقعی اس نے قرآن مجید پڑھا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کا حق ادا کر دیا۔“ سیدنا فاروق اعظمؓ کی آنکھوں سے یہ سن کر آنسو بہ نکلے۔ حضرت حذیفہؓ نے مزید فرمایا ”ابو ثمہؓ نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ میرے والد کو میرا یہ پیام دینا کہ آپ نے حد جاری کر کے مجھے گناہوں سے پاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے (ابو ثمہؓ نے ایک بار نبید (کھجور کا شربت) پیا جو حلال تھا اور جس کا عام رواج تھا مگر دھوپ میں رہ جانے سے اس میں خمیر پیدا ہو چکا تھا جس سے ہلکا سا خمیر پیدا ہو گیا تھا مگر یہ بات بھی پرہیزگاری کے خلاف تھی پس آپ نے محض اللہ کے ڈر سے اپنے آپ کو قانون کے حوالہ کر دیا تھا۔ حضرت فاروق اعظمؓ کو علم ہوا۔ آپ نے یہ لحاظ کئے بغیر کہ یہ میرا بیٹا ہے شرعی سزا کا حکم سنا دیا۔ بقول علامہ طنطاوی ابو ثمہؓ دروں کی سزا پا کر صدمہ سے ایک ماہ بعد وفات پا گئے تھے) (یہ تھے فاروق اعظمؓ از مولانا نور احمد خاں فریدی، صفحہ ۱۸ تا ۲۱ مطبوعہ ہفت روزہ چٹان لاہور)

۲۶- حضرت اویس قرنیؓ نے گو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا لیکن ضعیف، ناپینا اور بے حد کمزور ماں کی خدمت کے باعث ظاہری طور پر آپ کی قدم بوسی نہ کر سکے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روحانیت کے طریق پر آپ سے بے حد محبت تھی۔ کئی بار ارشاد فرمایا کہ مجھ کو یمن کی طرف سے پاک محبت اور سچے عشق کی بو آتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا میری امت میں ایک ایسا شخص ہے جس کی شفاعت سے قیامت کے دن اتنے گنہگار بخشے جائیں گے جتنی قبیلہ ربیعہ اور معزہ کی بکریوں کے بال ہیں۔ ان دو قبیلوں کے اندر عرب میں

سب سے زیادہ بکریاں تھیں۔ آپ کا لقب ”سید التابعین“ ہے۔ روایت میں آپ کی بابت آیا ہے کہ اگر وہ کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما دے گا۔ ایک حدیث کے مطابق ہے کہ جو کوئی حضرت اویس قرنیؓ سے ملے اپنے لئے مغفرت کی دعا کرائے۔ اونٹ چرا کر گذر بسر کرتے تھے۔ جب آپ نے حج بیت اللہ کر کے مسجد نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) میں حاضری دی تو کسی نے اشارہ سے بتایا کہ یہ ہے قبر اطہر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب غشی سے افادہ ہوا تو فرمایا مجھے لے چلو مجھے اس شہر میں چین نہیں ہے جس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدفون ہیں (اتحاف) (دستان اویسیہ المعروف بہ فیوضات عبدیہ) (فضائل حج صفحہ ۲۸۶ از شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی ثم مہاجر مدنی)

بغیر کسی ظاہری پیر یا استاد کے کسی روح کو کسی کامل روح سے استفادہ کی اہلیت و طاقت عطا فرمائے اور روحانی ربط سے روحانی مدارج میں ترقی عطا فرمائے تو ایسے انسان کو اصطلاح عرفا میں ”اویسی مشرب“ کہتے ہیں (مینائے مصطفائی دور اول از اعلیٰ حضرت خواجہ مصطفیٰ صبغت اللہ شاہ ایرانی صفحہ ۲۹۷، ادارۃ المصطفیٰ گنج بخش شاہ پیر حیدر آباد سندھ) حضرت اویس قرنیؓ کا وصال ۳۳ھ میں ہوا۔

۲۷- حضرت عبداللہ بن مسعود کا سن مبارک ۶۰ برس سے تجاوز کر چکا تھا تو ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی آخری زیارت سے محروم نہ فرمائے۔ میں نے گزشتہ رات خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بلند منبر پر تشریف فرما ہیں اور آپ سامنے حاضر ہیں۔ اسی حالت میں ارشاد ہوا ”ابن مسعود میرے بعد تمہیں بہت تکالیف دی گئیں آؤ میرے پاس چلے آؤ“۔ فرمایا اللہ کی قسم تم نے یہ خواب دیکھا ہے؟ بولا جی ہاں۔ فرمایا ”شاید تم میرے جنازے میں شریک ہو کر مدینہ منورہ سے کہیں جاؤ گے“۔ یہ خواب واقعہ بن کر پیش آیا۔ چند روز بعد ہی آپ اس طرح بیمار ہوئے کہ جانبر نہ ہو سکے اور انتقال فرمایا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا وصال مدینہ شریف میں ۳۹ھ میں ہوا (سیرۃ الصحابہ مہاجرین) حصہ اول از مولوی حاجی معین الدین ندوی صفحہ ۷۳)

۲۸- یار غار، رفیق جانثار، صدیق المہاجرین حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں ایک نوجوان لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ لوگ اس کا جنازہ لے کر چلے۔ راستہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شریک ہو گئے۔ بعد فراغت جب لوگ واپس جانے لگے تو اس کی ماں نوحہ کرنے لگی اور حضرت علیؓ کے قدموں پر گر پڑی کہ میں نے اپنے لڑکے کا منہ نہیں دیکھا مجھ کو اس کا منہ دکھا دیجئے۔ ہرچند آپ نے منع فرمایا مگر وہ عورت باز نہ آئی۔ آپ نے حاضرین کو اجازت دے دی کہ قبر کو کھول کر اس کو اس کے لڑکے کا منہ دکھا دو۔ انہوں نے تعمیل ارشاد کی۔ جوں ہی چہرہ اس کا کفن سے باہر آیا معلوم ہوا گویا آفتاب مشرق سے طلوع ہو گیا۔ اس کی چمک سے حاضرین کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ حضرت علیؓ نے لوگوں سے دریافت کیا ایسا کون سا نیک عمل مقبول یہ کرتا تھا جس کی برکت سے ایسا ہوا۔ سب نے عرض کیا ظاہراً "سوائے فسق و فجور اور لہو و لعب اس کا کوئی اور مشغلہ نہ تھا۔ حضرت علیؓ کو اس پر اور بھی زیادہ حیرت ہوئی۔ رات کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نوجوان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں دست بستہ حاضر ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا "اے علیؓ تم نے اس شخص کے دونوں رخساروں کے نور و روشنی کا معائنہ کیا کہ کس قدر درخشاں و تاباں ہیں" حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے دیکھا یہ کس عمل حسنہ کی تابانی ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر ارشاد فرمایا۔ "یہ آب چشم کا نور ہے۔ آنسوؤں کی برکت ہے۔ جب اس سے گناہ سرزد ہوتا تھا تو خوف، سزا اور شرم و ندامت سے آنسو بہاتا تھا۔ حق جل شانہ نے نہ صرف اس کو بخش دیا بلکہ یہ نور اور رتبہ بھی عطا فرمایا۔"

موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لئے

قطرے جو تھے مرے عرق انفعال کے

(انیس الواظمین از شیخ ابوبکر واعظ سندھی، اردو ترجمہ معین الناصحین صفحہ ۹۱)

۲۹- حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے وصال کے بعد میں نے ایک خواب دیکھا گویا میں نماز فجر آپ کے پیچھے پڑھ رہا ہوں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دیکھا کہ ایک لڑکی چھوڑے لائی۔ آپ نے اس میں سے ایک چھوڑا لے کر میرے منہ میں دے دیا۔ پھر دوسرا چھوڑا لے کر بھی یوں ہی کیا۔ میں جب یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوا تو چھوڑوں کی حلاوت میری زبان پر باقی تھی۔ میں اسی طرح نماز فجر پڑھنے مسجد کی طرف روانہ ہو گیا اور حضرت فاروق اعظم کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس وقت میرا ارادہ ہوا کہ حضرت عمر سے اپنے خواب کی تعبیر لوں کہ اتنے میں دیکھتا کیا ہوں کہ ایک لڑکی مسجد کے دروازے پر کھڑی ہے اور اس کے ہاتھ میں چھوڑوں کا ایک طبق ہے۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے چھوڑوں کا یہ طبق حضرت عمر کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے اس میں سے ایک چھوڑا اٹھا کر میرے منہ میں دیا اور پھر دوسرا دیا اور باقی حاضرین میں تقسیم کر دیئے۔ چونکہ میرے دل میں خواہش تھی کہ میں کچھ اور چھوڑے آپ سے لوں لہذا آپ نے بغیر میرے کچھ کہے ارشاد فرمایا کہ اے علی (کرم اللہ وجہہ) اگر گزشتہ شب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں زیادہ دیتے تو میں بھی تم کو زیادہ دیتا۔ مجھے حضرت عمر کے اس بیان پر سخت تعجب ہوا۔ اس پر آپ نے فرمایا اے علی (کرم اللہ وجہہ) ایمان دار آدمی نور دین سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین آپ بجا فرماتے ہیں۔ واقعی یہی بات ہے میں نے آج شب کو یوں دیکھا تھا اور آپ کے ہاتھ سے وہی مزا اور وہی لذت پائی جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے عطا کردہ چھوڑوں سے پائی تھی (خیر الموائس اردو ترجمہ نزہت المجالس مصنفہ حضرت مولانا عبدالرحمن صفوری شافعی صفحہ ۳۱۲)

۳۰- حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں علی الصبح امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس گیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں ابھی گھر والوں کو نماز کے لئے بیدار کر رہا تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا حالانکہ میں اس وقت بیٹھا ہوا تھا۔ اسی عالم میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ کی امت نے بڑا دکھ دیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بارگاہ الہی

میں دعا کرو کہ مجھے ان سے بہتر لوگ عطا فرمادے۔ اسی اثنا میں مسجد کوفہ کے موزن ابن النباح آئے اور اطلاع دی کہ جماعت تیار ہے۔ حضرت علیؑ اس طرح کھڑے ہوئے کہ آپ کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا اور پھر مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کے آگے آگے ابن النباح موزن تھے۔ پیچھے پیچھے میں چل رہا تھا۔ جب دروازے سے برآمد ہوئے تو آپ نے آواز دی کہ لوگو ”نماز نماز“ یہ آپ کا معمول تھا جب گھر سے نکلتے تھے تو درہ ہاتھ میں ہوتا تھا اور آپ لوگوں کو نماز کے لئے اٹھاتے جاتے تھے۔ آگے بڑھ کر دو شخص آپ کے سامنے آئے۔ ایک نے کہا ”اے علی حکم اللہ کا ہے نہ کہ تمہارا“ یہ کہہ کر دونوں نے حضرت امیر المومنین پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے ایک خارجی شخص کا نام شیب تھا اس کی تلوار محراب پر پڑی اور دوسرے خارجی شخص عبدالرحمن ملبم کی تلوار آپ کی پیشانی کو کاٹتی چلی گئی۔ اس واقعہ کے بعد آپ جمعہ اور سنچر کے دن زندہ رہے اور اتوار ۱۹ رمضان المبارک ۴۰ھ کو وصال فرمایا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون (طبقات ابن سعد جز ثالث صفحہ ۲۳ تا ۲۵) (حیات حسن از پیام شاہ جہاں پوری صفحہ ۱۲۳۔ ملک دین محمد اینڈ سنز۔ اشاعت منزل، بل روڈ۔ لاہور) (تذکرہ حصہ دوم از شیخ محمد صغیر حسن۔ پرنسپل۔ ایم اے (ہسٹری) ایم اے (اکنامکس) علیگ۔ خادم درگاہ عالیہ صدیقیہ آلومہار شریف۔ صفحہ ۱۶) (کامل ابن ایثر) (نہج البلاغہ صفحہ ۳۶ تا ۳۷)

۳۱۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور خواب ہے آپ نے فرمایا کہ میں نہیں لڑوں گا کیونکہ میں نے یہ خواب دیکھ لیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور حضرت عمر فاروقؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور حضرت عثمان غنیؓ حضرت عمر فاروقؓ کے کندھوں پر ہاتھ ٹکائے ہوئے ہیں اور میں نے خون دیکھا اور اس کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ حضرت عثمان غنیؓ کا خون ہے جو اللہ تعالیٰ سے بدلہ چاہ رہا ہے۔ ابو شجاع و سلمیٰ نے اپنی کتاب ”مستی“ میں اس صحیح الروایت خواب کا ذکر کیا ہے (تحفہ اثنا عشریہ از حضرت شاہ عبدالعزیز

محدث دہلویؒ اردو ترجمہ از مولانا سعد حسن خاں صفحہ ۵۱۳)

۳۲- حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بیوگی کے عالم میں چالیس سال گزارے۔ آپ کا وصال ۵۵ھ میں ہوا۔ جب تک آپ زندہ رہیں قبر نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس ہی سوتی تھیں۔ ایک دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اسی دن سے وہاں سونا چھوڑ دیا۔ (سیرۃ عائشہؓ از مولانا سید سلیمان ندویؒ صفحہ ۱۰۰)

۳۳- حضرت سعید بن منصورؒ نے حضرت سعید ابن المسیبؓ سے روایت کیا کہ ام المومنین 'مریم امت حضرت بی بی عائشہؓ نے خواب دیکھا کہ آپ کے حجرہ مبارک میں تین چاند غروب ہوئے ہیں اور اس کی تعبیر اپنے والد بزرگوار حضرت صدیق اکبرؓ سے دریافت فرمائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے حجرہ میں دنیا کی تین بہترین ہستیاں دفن ہوں گی چنانچہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال مبارک کے بعد آپ کے حجرہ مبارک میں دفن ہوئے تو حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ ان تین چاندوں میں سے یہ پہلا چاند تمہارے حجرہ میں غروب ہوا۔ پھر جب حضرت صدیق اکبرؓ کا وصال ہوا اور آپ بھی اسی حجرہ مبارک میں دفن ہوئے تو یہ دوسرا چاند تھا جو اس حجرہ میں غروب ہوا اور تیسرا چاند اس وقت اس حجرہ میں غروب ہوا جب حضرت فاروق اعظمؓ وصال کے بعد اس حجرہ میں دفن ہوئے اور اس طرح اس خواب کی تعبیر آپ کی زندگی ہی میں پوری ہو گئی۔ (حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جو ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نہ کیا ہے سب تعبیر خواب کے تھا کہ حضرت عائشہؓ نے تین چاند دیکھے تھے کہ وہی آپ کے سامنے دفن ہونے والے تھے جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبیت حضرت عائشہ صدیقہؓ میں دفن ہوں گے۔ (خیر الموائس جلد دوم صفحہ ۲۳۳) (ملفوظات حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ صفحہ ۲۱) (علم لدنی یا علم الہی مولفہ سید محمد ریاض الدین سروردی صفحہ ۸۷) (سیرت عائشہؓ از علامہ سید سلیمان ندویؒ صفحہ ۱۰۰) (حج معظّم از الحاج قاضی ابو المعظّم سید عبدالغفار صفحہ ۲۷۲)

۳۴- حضرت کعب بن احبار کا بیان ہے کہ مجھے اس سے زیادہ کسی چیز کا شوق نہ تھا کہ والد بزرگوار کی تعزیت کے دن ختم ہوں تو میں ان رقعوں کو کھول کر دیکھوں جو انہوں نے دیئے تھے۔ بعد ایام تعزیت دیکھا تو یہ لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین، یعنی اللہ جل شانہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں جو آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں۔ آپ کے پیدا ہونے کی جگہ مکہ مکرمہ ہے اور دار ہجرت مدینہ طیبہ ہے آپ نہ بد خو ہوں گے نہ درشت مزاج نہ بسیار گو۔ آپ کی امت شکر و حمد کرنے والی ہوگی جس کے افراد ہر حالت میں اللہ کا شکر اور تعریف کرنے والے ہوں گے۔ ان کی زبانیں تکبیر و تحلیل کی آوازوں سے تر رہیں گی۔ وہ ہر ایک دشمن سے جو ان کے ساتھ معاندت سے پیش آئے گا فاتح اور منصور ہوں گے۔ وہ شرمگاہوں کو دھوئیں گے۔ پردہ کی چیزوں کو چھپائیں گے۔ ان کے سینوں میں ان کی انجلیس ہوں گی۔ آپس میں مہربان ہوں گے جیسے انبیا علیہم السلام اپنی امتوں پر۔ قیامت میں وہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ وہ ایمان میں سبقت کرنے والے ہیں۔ مقربین شفاعت کرنے والے ہیں جن کی شفاعت قبول ہوگی۔ اس کے پڑھنے کے بعد میں اس خیال میں تھا کہ اس سے بہتر اور اعظم چیز میرے والد نے مجھے نہیں سکھائی۔ اسی خیال میں تھا کہ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ آسمانوں کے دروازے کھل گئے اور فرشتے گروہ در گروہ اتر رہے ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے اور زمین والوں سے سلسلہ وحی منقطع ہو گیا۔ اس خواب کے بعد مجھے خبر ملی کہ آپ کے بعد آپ کے خلیفہ مقرر ہوئے ہیں جن کا اسم گرامی حضرت ابوبکر صدیقؓ ہے۔ ان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے سوچ رہا تھا کہ ان کا بھی وصال ہو گیا اور ان کی فوجیں ہمارے پاس شام آگئیں۔ پھر حضرت عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے اور بیت المقدس تشریف لائے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہودی سے مسلمان ہو گیا۔ وہ مجھ کو مدینہ طیبہ اپنے ساتھ لے گئے اور اہل مدینہ کے سامنے میری تقریر کرائی جس میں میں نے رقعہ جات وغیرہ کا حال بیان کیا۔ آپ کا وصال ۳۳ھ میں ہوا (فتوح الشام کا ترجمہ فیوض

۳۵- حضرت ام الفضلؓ بنت حارث فرماتی ہیں کہ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آج رات ایک بہت ہی برا خواب دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹا گیا ہے اور میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ انشاء اللہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ایک لڑکا جنے گی جو تیری گود میں رکھا جائے گا۔ چنانچہ حضرت فاطمہ کے یہاں حضرت امام حسینؓ پیدا ہوئے اور میری گود میں رکھے گئے جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ پھر میں ایک روز آپ کی خدمت میں گئی۔ حضرت امام حسینؓ کو آپ کی گود میں دے دیا اور خود دوسری طرف دیکھنے لگی۔ اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ یہ کیا بات ہے آپ نے ارشاد فرمایا ابھی ابھی جبرئیل میرے پاس آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ عنقریب آپ کی امت آپ کے اس بیٹے کو شہید کر دے گی۔ میں نے کہا اس بیٹے کو انہوں نے کہا ہاں اور میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لائے تھے جہاں شہید کیا جائے گا اور وہ مٹی سرخ تھی (بیہفتی) حضرت ام الفضلؓ ام المومنین حضرت میمونہؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ آپ نے حضرت امام حسینؓ کو دودھ پلایا تھا (صحابیات و عارفات مرتبہ یونس قریشی و طالب ہاشمی) (سوانح کربلا صفحہ ۵۶)

۳۶- حارث بد بخت کی نیک بخت بیوی نے حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت کے بعد پیران مسلم یعنی محمدؐ (بڑے صاحبزادے) اور ابراہیمؑ (چھوٹے صاحبزادے) کو امان دے دی تھی۔ شہادت کی شب محمد بن مسلم نے خواب دیکھا کہ اباجان، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت سیدہ فاطمہ زہراؑ اور حضرت امام حسنؓ کے ساتھ بہشت بریں میں ٹہل رہے ہیں کہ

اچانک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ مبارک ہم دونوں پر پڑی۔ آپ نے اباجان سے فرمایا کہ مسلم کیا تمہارے دل نے یہ گوارا کر لیا کہ خود باغ نعیم میں آگئے اور ان دونوں بچوں کو ظالموں کے پاس چھوڑ آئے۔ اباجان نے پھر ہماری طرف دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب یہ بھی آنے والے ہیں۔ کل تک قدم بوسی کریں گے۔ صبح حارث خبیث نے ان دونوں کو شہید کر دیا (اوراق غم از علامہ ابو الحسنات قادری صفحہ ۱۹۸) (رویائے صالحہ حصہ اول صفحہ ۳۲)

۳۷۔ کوفہ روانہ ہونے سے چند روز پہلے ایک شب حضرت امام حسینؑ نے دربار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دی۔ مزار مقدس کے پاس آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت ناناجان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فوج ملائکہ کے ساتھ رونق افروز ہیں اور سر امام اٹھا کر سینہ سے لگا کر آنکھیں چوم رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے لخت جگر! عنقریب تم کربلا میں پہنچنے والے ہو اور وہاں سے بھوکے پیاسے شہوت شہادت پی کر مجھ سے ملو گے۔ تیسری رات پھر آپ روضہ اطہر پر حاضر ہوئے اور ایسا ہی خواب دوبارہ دیکھا۔ (اوراق غم صفحہ ۱۸۱) (کامل ابن اثیر صفحہ ۱۷ جلد ۴)

۳۸۔ ساتویں محرم ۱۱ھ حضرت امام حسینؑ نے خواب میں ملاحظہ فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ کو اپنے پہلو میں لے کر پیشانی چوم کر فرما رہے ہیں۔ بیٹا حسینؑ مرضی موٹی یہی ہے کہ تم تیغ جفا سے شہید ہو اور عنقریب مجھ سے آکر ملو۔ بیٹا تمہارے قاتل میری شفاعت سے محروم ہیں۔ تمہارے لئے بہشت آراستہ ہے۔ تمہارے والدین تمہارے منتظر ہیں۔ پھر آپ کو سینے سے لگا کر دعا فرمائی کہ الٰہی میرے لخت جگر کو صبر جمیل اور جزائے جزیل عطا فرمائیے۔ آپ نے اس خواب سے تمام اہل بیت کو مطلع فرما دیا اور انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھتے رہنے کی تلقین فرمائی (اوراق غم صفحہ ۲۲۰)

۳۹۔ سیدنا و سید شباب اہل الجنۃ حضرت امام حسینؑ نے تمام شب عاشورا تسبیح و تہلیل میں گزار دی اور خواب میں دیکھا کہ بہت سے کتوں نے آپ پر حملہ کیا

ہے اور ایک سگ ابلق آپ کے سینہ بے کینہ پر آ بیٹھا اور اچانک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے لخت جگر! دیکھ یہ تمام ارواح تیرے خیر مقدم کو حاضر ہیں۔ بیٹا آج رات کا کھانا ہمارے ساتھ آ کر کھاؤ، تمہاری مفارقت اب زیادہ گوارا نہیں۔ صبح لشکر ابن سعد کی میدان کر بلا میں آمد شروع ہو گئی۔ (اوراق غم صفحہ ۲۲۵)

۴۰۔ حضرت ابو رافع کی بیوی حضرت سلمہ سے روایت ہے کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ کے پاس آئی تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا آپ کیوں روتی ہیں۔ فرمایا میں نے ابھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حالت میں خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر مبارک اور ریش مبارک پر خاک پڑی ہوئی تھی۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا ہوا۔ آپ خاک آلود کیوں ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قتل میں موجود تھا یعنی ان کی شہادت کے واقعہ کو دیکھ رہا تھا۔ یہ واقعہ میدان کر بلا میں ۱۰ محرم الحرام ۱۱ھ کو پیش آیا اور ام المومنین حضرت ام سلمہ نے یہ خواب ۱۰ محرم الحرام ۱۱ھ کو دیکھا تھا (ترمذی شریف) حضرت امام حسینؑ نے ۵۵ سال جام شہادت نوش فرمایا تھا۔ (امت کی مائیں از ہاجرہ فرحت اکبر آبادی صفحہ ۵۱)

۴۱۔ جب یزید حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک لے کر رونے لگا تو اس کی بیوی ہندہ نے کہا اب رونا بیکار ہے۔ میں شام کو جب سوئی تو خواب میں دیکھا کہ آسمانوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ملائکہ کی جماعتیں نازل ہو رہی ہیں اور وہ سب حضرت امام حسینؑ کے سر مبارک پر حاضر ہو کر کہہ رہی ہیں ”السلام علیک یا ابا عبد اللہ“ اتنے میں ایک ابر آسمان سے اترا اس میں بہت سے آدمی ہیں جن میں ایک کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن ہے وہ آگے بڑھے اور حضرت امام حسینؑ کے سر مبارک کے قریب پہنچ کر فرمایا۔ سلام تجھ پر اے میرے لخت جگر! افسوس کہ تجھے قتل کیا گیا اور ایک ایک گھونٹ پانی تجھ پر بند کیا گیا۔ تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ لوگ تجھے نہیں پہچانتے۔ میں تیرا نانا مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔ یہ تیرے باپ علی (رضی

اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔ یہ تیرے بھائی حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور یہ تیرے چچا جعفر طیار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔ اس واقعہ کو دیکھتے ہی میں خواب سے چونک پڑی۔ یزید یہ خواب سن کر متفکر ہو کر سوچتا رہا۔ بعدہ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہایت تعظیم و تکریم سے بٹھا کر کہنے لگا ”امام جو ہونا تھا ہو چکا“ اب اگر آپ چاہیں تو بڑی خوشی سے یہاں رہیں، میں آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں اور اگر آپ تشریف لے جانا چاہتے ہیں تو بھیجنے کے لئے تیار ہوں۔“ (اوراق غم صفحہ ۲۹۷)

۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ دوپہر کا وقت ہے اور آپ پریشان حال، غبار آلود ایک شیشی ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں جس میں خون بھرا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے جس کو میں صبح سے اس وقت تک شیشی میں جمع کرتا رہا ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خواب میں جو وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا تھا میں نے اس کو یاد رکھا اور پھر دریافت کیا تو حضرت امام حسینؓ ٹھیک اسی وقت شہید کئے گئے تھے۔ (بیہقی - احمد)

۴۳۔ حضرت کلبہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک سنایا کہ جو مجھے خواب میں دیکھے وہ مجھ ہی کو خواب میں دکھاتا ہے اس لئے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ حضرت کلبہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا حضرت ابن عباسؓ سے ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت حاصل ہوئی ہے۔ میں نے اس خواب کی صورت کو حضرت امام حسنؓ سے بہت مشابہ پایا۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے اس کی تصدیق فرمائی کہ واقعی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسنؓ سے بہت مشابہ تھے۔ (مصدرک حاکم) (شمائل ترمذی مع اردو شرح ”فضائل نبوی“ از حضرت مولانا محمد زکریا، شیخ الحدیث

۴۴- روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہ ایک بار حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور خلافت میں قحط پڑا۔ سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا امیر المؤمنینؓ کچھ فکر کیجئے کہ تمام مخلوق بھوک سے ہلاک ہوئی جاتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آج انشاء اللہ تعالیٰ کوئی تدبیر ہو جائے گی۔ جاؤ خاطر جمع رکھو، شام کے وقت دو سو اونٹ ملک شام سے غلہ لے کر آئے۔ یہ حضرت عثمان غنی کے تھے، دلال حاضر خدمت ہوئے اور نرخ لگانے لگے حضرت عثمان غنی نے اس پر فرمایا کہ مجھے ایک اور جگہ سے زیادہ نفع ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک کے بدلے میں سات بلکہ بے شمار دیتا ہے۔ ہم ایسی منفعت چھوڑ کر کیوں کسی اور کے ہاتھ بیچ کر نقصان اٹھائیں۔ میں یہ غلہ اللہ کے ہاتھ بیچوں گا اور کسی تاجر کو ایک دانہ بھی نہ دوں گا۔ اس کے بعد تمام غریب، فقرا و مساکین کو جمع کر کے غلہ ان میں تقسیم کر دیا۔ بہت خوش ہوئے اور نماز مغرب سے پہلے فارغ ہو گئے۔ اسی رات حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا کہ نہایت ہشاش و بشاش آپؐ ایک شاندار براق پر سوار ہیں۔ میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ عبداللہ تو مدت سے مشتاق دیدار تھا۔ آج اللہ تعالیٰ نے اس کی آرزو پوری فرمائی۔ ارشاد فرمایا آج عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا اللہ غریب میں غلہ تقسیم کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا۔ اس کے بدلے میں عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بہت سی حوریں نہایت جمیلہ و شکیلہ حلہ بہشتی سے آراستہ عطا فرمائیں۔ مجھ کو بھی ارشاد ہوا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم بھی تزک و شان اپنے عثمانؓ کی دیکھو جو اس کے مالک نے اس کو عنایت کی۔ سو اس رحمت اور دولت خداداد کی رونق دیکھنے جا رہا ہوں۔ (خیر الموائس جلد اول صفحہ ۲۲۱) (حکایات الصالحین از حضور احمد سوانی بدایونی صفحہ ۶۳ تا ۶۴) (وعظ بینظیر صفحہ ۵۷)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ایک گھوڑے پر سوار نور کا عمامہ باندھے جنت کی

ایک چھڑی ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں تو آپ کے دیدار کا مشتاق ہوں اور آپ کہیں تشریف لے جانے میں عجلت فرما رہے ہیں۔ اس پر آپ نے میری جانب توجہ فرمائی اور مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عثمان غنی ابھی صبح ہمارے پاس جنت میں آئے ہیں جیسے کوئی بادشاہ یا دولہا آتا ہے اور ہم کو ان کے ولیمہ میں بلایا گیا ہے اس لئے میں جلدی کر رہا ہوں۔ حسین بن عبد اللہ النبأ الفقیہ نے اس کی روایت کی ہے۔ ابو شجاع و یلمی نے جو مشہور محدثین میں سے ہیں کتاب ”مستی“ میں ابن عباس سے یہی خواب اس انداز میں بیان کیا ہے۔ حضرت ابن عباس کا وصال ۶۶ھ میں ہوا تھا (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۵۱۳)

۴۵۔ حضرت یزید فارسی کلام اللہ شریف لکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ حیات تھے۔ پس آپ سے یہ خواب بیان کیا۔ آپ نے اول ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سنایا کہ جو مجھے خواب میں دیکھتا ہے وہ حقیقتاً مجھے ہی دیکھتا ہے اس لئے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ یہ ارشاد سنا کر پوچھا کیا خواب میں دیکھی ہوئی صورت بیان کر سکتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن اور آپ کی قامت دونوں چیزیں معتدل اور درمیانی (یعنی جسم مبارک نہ زیادہ موٹا نہ زیادہ دبلا) اسی طرح قد مبارک نہ زیادہ لمبا نہ زیادہ پست بلکہ معتدل) آپ کا رنگ گندمی مائل بہ سفیدی، آنکھیں سرگیں، خندہ دہن، خوبصورت گول چہرہ، ریش مبارک نہایت گنجان جو پورے چہرہ انور کا احاطہ کئے ہوئے تھی اور سینہ کے ابتدائی حصہ پر پھیلی ہوئی تھی۔ حضرت عوفؓ جو اس روایت کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ میرے استاد حضرت یزید فارسیؓ نے جو اس خواب کے دیکھنے والے ہیں ان مذکورہ صفات کے ساتھ اور کیا کیا صفتیں بیان فرمائیں تھیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم اگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم حیات میں دیکھتے تو اس سے زیادہ حلیہ اقدس نہ بتا سکتے گویا بالکل ہی صحیح حلیہ مبارک بیان کیا (شمال ترمذی مع اردو شرح خصائل نبویؐ صفحہ ۳۸۹ تا ۳۹۰)

حضرت یزید فارسیؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان میری مشابہت اختیار کر ہی نہیں سکتا اس لئے جو مجھے خواب میں دیکھے وہ مجھے ہی دیکھے گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اچھا تم وہ حلیہ مبارک تو بتاؤ جو تم نے خواب میں دیکھا تو حضرت یزید فارسیؓ نے فرمایا کہ میں نے دو آدمیوں کے درمیان ایک آدمی کو دیکھا کہ آپ کا رنگ گندی تھا۔ گورے پن کا غلبہ تھا سرمہ لگی ہوئی آنکھیں، مسکراتا ہوا چہرہ، چہرہ کی گولائی خوبصورتی لئے ہوئے، ڈاڑھی زخرفے تک بھری ہوئی، حضرت عوفؓ جو اس روایت کے راوی ہیں نے یہ بھی کہا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے زیادہ اور کیا تعریف ہو سکتی ہے۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر تم نے بیداری میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہوتی تب بھی اس سے زیادہ بیان نہ کر پاتے۔ (مسند امام احمد)

۴۶۔ حضرت ابن عباسؓ نے ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ بیدار ہوئے تو اس حدیث کی توجیہ میں متفکر تھے (جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھ کو بیداری میں دیکھے گا)۔ حضرت ابن عباسؓ کو امید تھی کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بحالت بیداری بھی مشرف ہوں گا۔ اتنے میں آپ اپنی حقیقی خالہ ام المومنین حضرت میمونہؓ کے گھر میں داخل ہوئے۔ انہوں نے ایک آئینہ نکال کر حضرت ابن عباسؓ کو اپنا چہرہ دیکھنے کے لئے دیا۔ یہ وہ آئینہ تھا جس کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استعمال کرتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے جوں ہی وہ آئینہ دیکھا تو اس میں انہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک نظر آئی اور اپنی صورت مطلق نظر نہ آئی۔ شیخ ابن ابی جمرہؓ نے مذکورہ بالا حدیث کی یہی توجیہ کی ہے کہ اس طرح آپؐ کا بحالت بیداری مشاہدہ کرنا مراد ہے بشرطیکہ یہ ممکن ہو۔ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ سب سے زالی اور بعید ترین توجیہ یہ ہے۔ بعض علما نے توجیہ یہ کی ہے کہ ممکن ہے بعض گنہگار ان امت کو آخرت میں یہ سزا دی جائے کہ آپؐ کے دیدار انوار سے ان کو محروم رکھا جائے لیکن جن لوگوں کو اس عالم میں بحالت خواب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار حاصل ہو گیا وہ آخرت میں اس

عذاب سے مامون ہوں گے۔ (مناقب الحسن حضرت رسول نما اوسکی دہلوی)

۴۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے آپ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ دیکھا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے ایک گھر بنایا جو مجھے بارش سے بچاتا ہے اور دھوپ میں سایہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی نے اس میں میری اعانت نہیں کی (بخاری شریف) حضرت ابن عمرؓ نے مدینہ طیبہ میں ۷۷ھ میں وصال فرمایا۔

۴۸۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اگرچہ ظاہری آنکھیں محبوب کو ترس گئی تھیں مگر محبت کی معنوی آنکھوں پر باب فیض ابھی تک بند نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ کشتہ عشق نبوت حضرت انسؓ بن مالک اکثر خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا کرتے تھے اور صبح کو واقعات شبینہ کی یاد تازہ کر کے گریہ و زاری کرتے تھے۔ آپؐ کا ذکر خیر کرتے تو فرط محبت سے بے قرار ہو جاتے تھے۔ جوش محبت کا یہ عالم تھا کہ صبح اٹھ کر سب سے پہلے کاشانہ نبوت (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کی زیارت کرتے۔ آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم خاص تھے۔ ۹۳ھ میں وصال فرمایا۔ (سیر النصار حصہ اول از مولوی سعید انصاری صفحہ ۱۲۷) (تاریخ الاولیاء جلد اول از امام الدین صفحہ ۱۲۷)

۴۹۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے حسن اگر تو ماہ محرم میں یوم عاشورہ (۱۰ محرم الحرام) کو نفل پڑھ کر ثواب میری بیٹی کے بیٹوں کو بخشے تو میں تیری بخشش کا ضامن ہوں گا۔ حضرت بصریؒ کا وصال بصرہ میں یکم رجب ۱۱۰ھ کو ہوا۔ (نافع الخلائق از حاجی محمد زردار خاں صفحہ ۳۲۳)

حضرت علامہ شبلی نعمانیؒ نے ایک مقام پر تحریر فرمایا ہے کہ میں یکم تا دس محرم ہر شب بیس رکعت نفل پڑھ کر ان کا ثواب حضرت امام حسینؑ کی روح پر فتوح کو بخشا کرتا تھا۔ ایک رات آپ نے خواب میں مجھ سے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے تجھے جنت

میں داخل کروں گا۔ سبحان اللہ ہم سب کو یہ عمل اختیار کرنا چاہئے اور شہدائے کربلا بالخصوص سید الشہدا حضرت امام حسینؑ کی خدمت عالیہ میں زیادہ سے زیادہ ثواب پیش کر کے اپنے لئے توشہء آخرت جمع کر لینا چاہئے کہ یہ عمل کا وقت ہے۔ موت کے بعد تو نتیجہ نکلے گا۔

۵۰- ابی ہاشم تاجر انار سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا اور کہا میں نے دیکھا کہ بنی ہاشم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیز کہاں ہیں (کہ ان کے بجائے مجھ سے شکایت کر رہے ہو۔) (طبقات کبیر جلد ہشتم صفحہ ۴۴۲)

۵۱- خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ بیٹھے ہیں اور میں اس مجلس میں حاضر ہوں کہ اتنے میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاضر کیا گیا اور پھر ان کو ایک مکان کے اندر بند کر کے اس کا دروازہ لگا دیا گیا۔ پھر میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ باہر نکلے اور فرمایا ”قضى لى ورب الكعبته“ یعنی واللہ میرا ہی حق ثابت ہوا۔ پھر ان کے بعد امیر معاویہؓ بھی جلدی سے باہر نکل آئے اور فرمایا ”غفر لى ورب الكعبته“ یعنی اللہ نے مجھ کو بھی بخش دیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ ۶۳ھ میں پیدا ہوئے اور صرف ۳۹ سال کی عمر پائی۔ (کیمیائے سعادت از حضرت امام غزالیؒ صفحہ ۷۴۸ ترجمہ پروفیسر ملک محمد عنایت اللہ ایم اے، حاجی ملک دین محمد اینڈ سنز۔ تاجران کتب و پبلشرز لاہور)

۵۲- ایک نیک مرد تین سال تک دعا کرتے رہے کہ حج نصیب ہو جائے۔ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ ان کو حج کی تاکید فرما رہے تھے۔ انہوں نے عذر کیا کہ میرے پاس خرچ نہیں ہے پھر دوسری اور تیسری مرتبہ بھی یہی خواب دیکھا۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مکان میں فلاں مقام کھودو، وہاں تیرے باپ دادا کی ایک

زرہ دفن ہے۔ صبح وہ مقام کھودا تو زرہ مل گئی اس کو چار سو درہم میں فروخت کر کے حج کو گئے۔ بعد اوائے ارکان حج عازم مدینہ منورہ ہوئے وہاں پہنچ کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے فرمایا اللہ نے تیری سعی قبول فرمائی۔ اب عمر بن عبدالعزیز کے پاس جا کر کہہ کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے ہیں کہ میرے یہاں تیرے تین نام ہیں۔ عمر، امیر المؤمنین، ابوالیتامی۔ بیدار ہونے کے بعد اپنے قافلے والوں سے کہا تم لوگ جاؤ میں ملک شام جاؤں گا۔ اس کے بعد شامی قافلے کے ساتھ ہو لئے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں پورا خواب بیان کیا۔ انہوں نے ان کو چالیس اشرفیاں دینی چاہیں لیکن انہوں نے کہا واللہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پہنچانے کی کوئی اجرت نہیں لوں گا بعدہ رخصت ہوئے۔ ان کو رخصت کرنے کے لئے امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز خود پھانک تک تشریف لائے، آنکھوں میں آنسو تھے۔ (غیتہ ذوی الاحلام)

۵۳ حضرت رومی بن حراش تابعی تھے۔ آپ کے ایک بھائی بڑے عابد تھے۔ بازار سے سامان لے کر گھر آئے تو معلوم ہوا کہ بھائی کا انتقال ہو گیا۔ فوراً "بھائی کے گھر پہنچے اور سرہانے بیٹھ کر رونے لگے۔ دفعتاً چادر کے اندر سے ہاتھ نکلا۔ اپنے چہرہ پر سے چادر ہٹا دی اور کہا السلام علیکم! حضرت رومی نے حیرت سے کہا بھائی موت کے بعد یہ زندگی کیسی؟ فرمایا ایسا بھی ہوتا ہے۔ میں نے پروردگار کی زیارت کی اس نے بڑی رحمت اور عظیم الشان نعمتوں سے میرا استقبال کیا اور مجھے جنت کے سبز ریشمی کپڑے پہنائے پھر تین بار فرمایا کہ "میں نے آخرت کا معاملہ اس سے بہت آسان پایا جیسا کہ تم سمجھتے ہو" اور پھر تین بار فرمایا "عمل کرتے رہو اور دھوکا نہ کھاؤ"۔ پھر فرمایا میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے قسم کھائی کہ اس وقت تک نہ جائیں گے جب تک میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو جاؤں اس لئے آپ لوگوں کو چاہئے کہ میری تجبیز و تکفین میں بہت جلدی کریں۔ یہ گفتگو کرنے کے بعد آپ پر موت طاری ہو گئی۔ (صغوة الصفوہ جلد تین صفحہ ۱۹) آپ نے تمام عمر جھوٹ نہیں بولا۔ ایک بار حجاج بن یوسف آپ کے دو بیٹوں

سے سخت خفا ہو گیا۔ دونوں گھر میں روپوش ہو گئے۔ حجاج کے آدمیوں نے حضرت ریحیٰ سے دریافت کیا۔ انہوں نے صحیح بات بتا دی۔ جب حجاج نے آپ کے سچ کو سنا تو محض اس سچائی کی بنا پر آپ کے دونوں بیٹوں کو معاف کر دیا۔

۵۴- ملا واقدی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ پر بڑی تنگی خرچ کی ہوئی اور رمضان المبارک سر پر آ گیا۔ ایک علوی دوست کو لکھا کہ مجھے ایک ہزار درہم قرض دے دے۔ اس نے بھیج دیئے اسی روز میرے ایک دوست نے مجھ سے ایک ہزار درہم قرض مانگے۔ میں نے وہ درہم اسے دے دیئے۔ چند روز بعد وہ علوی دوست جس نے قرض دیا تھا اور وہ دوست جس نے قرض لیا تھا دونوں میرے پاس آئے۔ علوی دوست نے کہا ماہ رمضان المبارک آ گیا اور میرے پاس وہی ہزار درہم تھے جو تم نے قرض لے لئے۔ جب تینوں دوستوں کو اصل واقعہ کا علم ہوا تو ایک ہزار درہم کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک ایک حصہ تینوں نے لے لیا۔ جب ملا واقدی کا حصہ ختم ہونے کے قریب آیا تو مضطرب ہوئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ان کو کشائش کی بشارت دی، صبح ہوئی تو یحییٰ بن خالد برکی کا آدمی ان کو بلانے آیا۔ وہ اس کے ساتھ ہو لئے۔ یحییٰ نے مجھ سے پوچھا واقدی تیرا کیا حال ہے۔ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ تو نہایت پریشان حال ہے۔ اس پر میں نے اپنا پورا واقعہ بیان کر دیا۔ یحییٰ برکی نے اسی وقت مجھ کو تیس ہزار اور میرے دونوں دوستوں کو بیس بیس ہزار درہم دیئے اور مجھ کو عہد قضا پر معمور کیا۔ یحییٰ بن خالد برکی بغداد کے مشہور برا مکہ خاندان کا فرد تھا۔ (بغیتہ ذوی الاحلام)

۵۵- سید ملا محمد واقدی نے ”فتوح الشام“ کے واقعہ ”فتح تسرین“ میں لکھا ہے کہ جس صبح یہ واقعہ پیش آیا اسی رات حضرت ابو عبیدہؓ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں سختی سے فرمایا ”اے ابن جراح ایک بزرگ قوم دشمنوں کے ہاتھوں میں پھنس گئی ہے اور تم سو رہے ہو۔ جلدی اٹھ کر جاؤ انشاء اللہ وقت پر پہنچ جاؤ گے۔ چنانچہ حضرت ابو عبیدہؓ فوراً اٹھے اور عالم اضطراب میں کہا

”النفر النفر“ یعنی دوڑو دوڑو لوگوں نے کہا خیر تو ہے۔ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اطلاع دی ہے کہ موحدین کی ایک جماعت کو کفار نے گھیر لیا ہے چنانچہ اسی وقت فوج لے کر آپ روانہ ہوئے اور عین ضرورت کے وقت ان کے پاس پہنچ گئے۔ (مقاصد الاسلام حصہ دہم صفحہ ۱۰۵) (حقائق و معارف از مولوی حاجی حافظ محمد انور اللہ خاں قدس سرہ)

۵۶- سید ملا محمد واقدی نے ”فتوح الشام“ صفحہ ۱۹۳ پر لکھا ہے کہ جب مسلمانوں کو شام میں فتح پر فتح ہونے لگی تو ہر قل نے مدد کے لئے فوجیں جمع کیں۔ فلنطنوس بادشاہ روم نے بھی ارادہ کیا اور چاہا کہ سلاطین سابقہ نے جو خزانہ جمع کیا ہے اس کو اس کام میں لائے۔ اس غرض سے اس مقفل مکان کو کھولنے کا ارادہ کیا جو طلسم سے بنایا گیا تھا۔ وہاں کے محافظین نے کہا اے بادشاہ اس مکان کو سات سو برس سے کسی بادشاہ نے نہیں کھولا۔ بلکہ ہر ایک نے وصیت کی کہ کوئی نہ کھولے۔ فلنطنوس نے بہر حال اسے کھولا تو دیکھا کہ ایک تختی پر بہت سے نصیحتیں لکھی ہوئی ہیں اور یہ بھی تحریر ہے کہ جب زمین پر گمراہی پھیل جائے گی تو زمین تمامہ میں ایک چراغ ہدایت روشن ہو گا جس سے جہل کی تاریکی دور ہو گی۔ ان کی سواری اونٹ ہو گی۔ وہ توحید کی طرف بلائیں گے۔ ان کا دین تمام دینوں پر غالب آ جائے گا۔ پھر جب وہ عالم روحانی کو جائیں گے تو ایک نحیف شخص والی ملک ہوں گے جن کا دل منور بہ نور صدق ہو گا۔ ان کے بعد ایک شخص جن کا حملہ سخت ہو گا، عدل ان کی صفت، حق ان کی منقبت اور جبہ ان کا پیوند لگا ہوا ہو گا، درہ ان کا تلوار کا کام کرے گا۔ ان کے زمانہ میں بہت سی فتوحات ہوں گی۔ ان کے زمانہ میں یہ مکان جو حکمت سے بنایا گیا ہے کھولا جائے گا۔ اس شخص کو خوشخبری ہے جس کے دل میں حکمت مستحکم ہے۔ عقل اور حکمت کے چراغ روشن ہوں۔ حق سمجھ کر پیروی کرے اور باطل سے دور رہے، فلنطنوس نے یہ پڑھ کر عظمتوں سے جو اس کا متولی تھا دریافت کیا کہ اس حکمت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں۔ کہا اے بادشاہ کیا کہوں جس کو بڑے بڑے لوگوں نے بنایا ہے اور حکمانے اسے معلوم کر لیا ہے مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ہر قل کی دولت معرض زوال ہے۔ فلنطنوس تیس ہزار فوج لے کر انطاکیہ پہنچا جہاں ہر قل

نے اس کا خیر مقدم کیا۔ اور بھی دشمنان اسلام کی کثیر فوجیں وہاں جمع ہونے لگیں۔ حضرت ابو عبیدہؓ دعا میں مشغول تھے کیونکہ مسلمانوں کو ظاہری اسباب کے لحاظ سے کسی کامیابی کی امید نہ تھی بس اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ تھا۔ فلنظنونوس کا دل اسلام کی طرف راغب ہو چکا تھا اور وہ خفیہ طور پر مسلمانوں کی مدد کر رہے تھے۔ اسی دوران ایک رات امیر لشکر حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ فرما رہے ہیں کہ اے ابو عبیدہؓ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور رحمت کی تمہیں بشارت ہو کہ کل انطاکیہ صلح سے فتح ہو جائے گا اور جو واقعات بادشاہ روم یعنی فلنظنونوس پر اس موقع پر گذرے اور جو پیش آنے والے ہیں وہ سب بیان کر دیئے اور فرمایا کہ یوقنا اور فلنظنونوس تم سے قریب ہیں ان کو اس سے مطلع کر دو۔ فلنظنونوس نے جب واقعات سنے تو ان پر وجد طاری ہو گیا اور توحید و رسالت کی شہادت دے کر کہا کہ بے شک یہی دین حق ہے۔ فتح کے بعد یوقنا اور فلنظنونوس اور ان کے رفقا جب حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس آئے تو سب ان کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو گئے۔ ان کا پورا خاندان مسلمان ہو گیا اور کفار کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ تمام شہر فتح ہو گئے۔ اس کے بعد فلنظنونوس حج کر کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ پہنچے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اور دیگر مسلمانوں نے ان سے مصافحہ کیا پھر وہ بیت المقدس جا کر عبادت میں مشغول ہو گئے اور وہیں انتقال کیا۔

۵۷- ”فتوح الشام“ اور ”تاریخ التواریخ“ میں تحریر ہے کہ حلب ایک مستقل سلطنت تھی۔ اس میں دو بھائی تھے ایک یوقنا اور دوسرے یوحنا۔ یوحنا زاہد و عابد اور یوقنا جوانمرد سپاہی تھا۔ جب حضرت ابو عبیدہؓ نے حلب کی جانب رخ کیا اور یوقنا جنگ پر آمادہ ہوا اور یوحنا کی صلح کی رائے کو نہ مانا، جس پر انہوں نے مسکرا کر کہا بھائی شاید آپ کی موت قریب ہے جو آپ مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اس عرصہ میں حضرت کعب بن جحرہ ایک ہزار فوج لے کر حلب کے قریب آ پہنچے۔ یوقنا پانچ ہزار فوج کے ہمراہ بہ ارادہ شب خون ایسے وقت پہنچا کہ مسلمان نماز فجر کی تیاری میں مشغول تھے۔

اس کے باوجود مسلمان نہایت دلیری سے لڑے یہاں تک کہ دشمن کی فوج کیشرد کے لئے آگئی۔ ایک دن ایک رات اسی حالت میں معرکہ کارزار گرم رہا۔ اسی اثنا میں اہل حلب نے حضرت ابو عبیدہ کے پاس جا کر صلح کر لی۔ جب وہ شہر واپس آئے تو یوقنا کو خبر ہوئی کہ اہل حلب مسلمانوں سے صلح کر کے ان کے طرف دار ہو گئے ہیں۔ یوقنا کمال غصہ سے فوج لے کر شہر میں داخل ہوا اور قتل عام شروع کر دیا۔ یوقنا نے پاس آ کر خیر خواہانہ صلح کرنے کی گفتگو کی جس سے طرف داری اہل اسلام کی معلوم ہوتی تھی۔ چونکہ یوقنا نہایت غضبناک ہو رہا تھا یوقنا سے کہا تو پہلے واجب القتل ہے۔ جب اس نے سکوار کھینچی تو یوقنا نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا ”یا اللہ تو گواہ رہو کہ میں اس قوم کے دین کا مخالف ہوں“ اور اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ پڑھ کر اپنے بھائی سے کہا اب جو جی چاہے کر لے۔ چنانچہ یوقنا نے اس کا سر قلم کر دیا اور اہل حلب کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ کسی کا عذر یا فریاد نہ سنتا تھا۔ تین سو آدمی قتل ہوئے کہ حضرت ابو عبیدہ آن پہنچے اور شہر میں سخت جنگ ہوئی۔ یوقنا راہ فرار نہ پا کر فوج کے ہمراہ قلعہ بند ہو گیا۔ اہل اسلام نے چار پانچ ماہ اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ یوقنا بطریق شجاعت میں بے نظیر تھا۔ قلعہ حلب سے رات کو مسلمانوں پر شب خون مارا اور دن کو قلعہ بند ہو رہا۔ مسلمان اس کے ہاتھ سخت تنگ تھے یہاں تک کہ حضرت ابو عبیدہ نے لشکر سے نامی گرامی تیس اشخاص کا انتخاب کیا جنہوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر کسی صورت ایک رات قبیل قلعہ طے کی اور چار ہزار کے لشکر سے آہنی دیواروں کی طرح صبح تک مقابلہ کیا یہاں تک کہ علی الصبح خالد بن ولید ایک ہزار سوار لے کر ان کی مدد کو پہنچے اور قلعہ فتح کر لیا۔ حضرت ابو عبیدہ نے سب کو جمع کر کے ان پر اسلام پیش کیا چنانچہ سب سے پہلے یوقنا نے سچے دل سے اسلام قبول کیا اور کہا رات مجھے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار پر انوار حاصل ہوا اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تورات اور انجیل میں آپ کی بشارت موجود ہے۔ فی الواقعہ آپ وہی پیغمبر ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔ مسلمان ہو کر یوقنا نے اسلام کی بے نظیر خدمت انجام دی۔ (مقاصد الاسلام

۵۸- یوقتا مسلمانوں کا سخت دشمن تھا اور اپنے بھائی یوحنا کو محض اس وجہ سے قتل کر دیا تھا کہ اس نے مسلمانوں سے جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ وہی یوقتا بعد فتح حلب مسلمان ہو گیا۔ زبان یوقتا کی رومی (گریک) تھی۔ مسلمانوں نے اس کے اسلام کا پورا اعتبار نہ کیا۔ جب حلب سے فراغت ہوئی تو مسلمانوں نے انطاکیہ کا قصد کیا اور یوقتا کے دل کو ٹٹولا تو یوقتا نے مسلمانوں سے عربی زبان میں گفتگو شروع کر دی اور ایسی عربی بولتا جیسے ٹھیٹھ عرب حالانکہ حلب کو فتح ہوئے زیادہ دن نہ گذرے تھے کہ زبان سیکھ لی ہو۔ عربوں کو سخت تعجب ہوا اور یوقتا سے کہا تمہاری زبان تو رومی ہے تم نے عربی کب سیکھ لی۔ یوقتا نے کہا میں نے گزشتہ شب ایک نورانی شخص کو خواب میں دیکھا جنہوں نے اپنا نام محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتایا۔ میں آپ پر ایمان لے آیا اور خواہش ظاہر کی کہ مجھے عربی زبان آجائے۔ آپ نے اشارہ فرمایا۔ میں جب بیدار ہوا تو مکمل طور پر عربی دان تھا۔ بعد کو یوقتا اتنا ہی مفید ثابت ہوا جتنا کہ پہلے مسلمانوں کے لئے مضر تھا۔ (اردو ترجمہ "فتوح الشام" صفحہ ۳۲۸) (شفا الجنان من شہات الشیطان لقطب بہ شہاب ثاقب از سید مہدی علی ابن سید حمایت علی معروف بہ سید عمر دراز علی متوطن میرٹھ۔ در مطبع مفید عام آگرہ ۱۸۹۹ء۔ صفحہ ۸۷)

۵۹- حضرت ملا واقدی نے "فتح ممص" میں لکھا ہے کہ ایک قیس نے جو ہرقل کا معتمد تھا ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور صبح کو مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ (مقاصد الاسلام حصہ دہم صفحہ ۹۰)

۶۰- حضرت ملا واقدی ذکر "فتوح میافارتمین" میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت بطریق میافارتمین یعنی اسلا عورس حاکم میافارتمین نے حضرت حکم بن ہشام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا مع اپنی جماعت اور بعد کو اپنے اکابر و صنادید کو طلب کیا اور اپنے مسلمان ہونے کی ان کو خبر دی اور ان کے سامنے بھی اسلام پیش کیا تو انہوں نے غور کرنے کے لئے تین دن کی مہلت طلب کی۔ پھر تین دن کے بعد اسلام نہ لانے کا فیصلہ کیا۔ چاہے قتل کر دیئے جائیں۔ پس اسلا عورس نے صحابہ کرام کے ہمراہ

ان سے جنگ کی۔ شدید جنگ ہوئی رات ہوئی تو اسلعا عورس نے صحابہ کرام سے کہا کہ اپنے امیر سے جا کر کہو فوراً "مزید کمک بھیجے۔ ایک صحابی کو بھیجا۔ وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ دیکھا تو پانچ سو مسلمان مجاہدین کا لشکر تھا اور حضرت خبیثہ بن عدی اس کے افرتھے۔ سبب ان کے آنے کا یہ تھا کہ حضرت عیاض بن غنم اشعریؓ نے رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تھی۔ آپؐ نے قصد میافارتین کا فرمایا اور ماجرا ان لوگوں کو سنا کر لشکر کی روانگی کا حکم فرمایا۔ پس حضرت عیاضؓ نے بیدار ہوتے ہی حضرت خبیثہ کے ہمراہ پانچ سو سوار روانہ کئے۔ حکم خداوندی سے طے الارضی ہوا یعنی زمین ایسی سمٹ گئی کہ وہ لوگ اسی رات میافارتین پہنچ گئے۔ وہ صحابیؓ ان سواروں کو خفیہ راستوں سے اندر لائے اور سب کو شہر کے اندر داخل کر دیا۔ سواروں نے کہا ہمارے آنے کی تم کو کس نے خبر دی؟ صاحب بلد اسلعا عورس نے جواب دیا کہ تمہاری خبر مجھ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی۔ جب میں سویا تو آپؐ کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ تمہارے آنے کی مجھے خوشخبری دے رہے ہیں۔ غرض یہ سب پہنچ گئے تو قتال اہل بلد پر آمادہ ہوئے اور مسلمانوں نے ان کو للکارا تو اہل بلد نے امان کی درخواست کی اور بعد کو سب مسلمان ہو گئے۔ (فتوح العجم از ملا واقدی اردو ترجمہ غزوة عرب صفحہ ۹۵ تا ۹۷)

۶۱۔ حاکم ومیاط (مصر) کا بیٹا مسلمانوں کے ہاتھ قتل ہوا۔ حاکم نے شہر کے ایک عاقل انسان حکیم زبرقان سے مشورہ کیا۔ حکیم نے مشورہ دیا کہ شہر ومیاط مسلمانوں کے حوالے کر دو۔ حاکم کو اس بات پر غصہ آگیا کہ میرا بیٹا مارا گیا اور اب یہ مشورہ دیتا ہے کہ یہ شہر بھی مسلمانوں کے حوالے کر دوں۔ پس حکیم کی گردن اڑوا دی۔ حکیم کا مکان شہر پناہ سے ملا ہوا تھا۔ اس کے ایک عقلمند بیٹے نے راتوں رات ایک سرنگ وہاں سے کھودی اور مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ گیا اور مسلمانوں کو شہر میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ حضرت ضارث نے اس میں دھوکا سمجھا اور فرمایا برا ہو تیرا جس نے تجھ کو اس کام پر بھیجا اور اس کو مار ڈالنا چاہا کہ حضرت مقداث نے ان کو روکا اور فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ

آپ اپنے دست مبارک سے اس کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ میں نے اس کو خواب میں اسی حالت میں دیکھا۔ اس کی کمر میں ایک کمر بند چمڑے کا دیکھا جس میں چاندی کی کڑیاں تھیں۔ حضرت مقداڑ نے پھر فرمایا اے لڑکے اپنی کمر کو کھول۔ لڑکے نے اپنی کمر کو کھول دیا تو ویسا ہی کمر بند موجود تھا۔ لڑکا یہ واقعہ سن کر فوراً "مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت مقداڑ اور حضرت ضراڑ نے اس لڑکے سے معانقہ کیا۔ بہت خوش ہوئے اور اس کی مدد سے شہر ومیاط فتح کر لیا پھر شہر ومیاط اسی حکیم کے اس لڑکے کے سپرد کر کے خود اس دروازے سے جس کو باب التراخیم یعنی باب الجہاد کہتے تھے اور جو آج بھی اسی نام سے مشہور ہے نکل گئے۔ (فتوح المصراذ علامہ واقدی اردو ترجمہ از مولوی سید مہدی حسن مطبع نول کشور سے شائع ہوئی صفحہ ۸۵)

۶۲۔ مسلمانوں نے جب مصر پر حملہ کیا تو وہاں کے بادشاہ نے صحابہ اکرام سے لڑائی کا قصد کیا۔ رات جو سویا تو خواب میں دیکھا کہ سامنے ایک شخص آئے جو نہایت خوبصورت ہیں۔ رنگ سفید اور سینہ چوڑا ہے ان کے ساتھ ایک اور شخص ہیں ظاہری خوبی اور پاکیزگی کا مجسمہ، نورانی نمکین صورت، صاحب ہیبت و بزرگی۔ ارسطولیس بادشاہ سے پہلے شخص نے کہا میں مسیح عیسیٰ (علیہ السلام) بیٹا مریم (علیہا السلام) کا ہوں اور یہ حضرت نبی عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں جن کی بشارت میں نے قبل آپ کے مبعوث ہونے کے دی۔ پس جو ایمان لائے گا آپ پر ہدایت پائے گا اور جو انکار کرے گا گمراہ ہو جائے گا۔ ہم حضرت نبی عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب کی مدد کرنے آئے ہیں اور ہمارا مقام اس قبہ میں ہے جو برج پر ہے۔ راوی کہتا ہے کہ وہ قبہ ایک بلند برج پر قریب باب الاخضر کے ہے۔ جب سکندر مقدونی نے شہر اسکندریہ آباد کیا اور اپنے نام پر اس شہر کا نام رکھا تو برج اور اس پر قبہ بھی بنایا جس میں حضرت خضر علیہ السلام رہتے تھے اور سکندر نے اس دروازہ کا نام باب الاخضر رکھا۔ یہ دروازہ قیامت تک باقی اور مشہور رہے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے ارسطولیس تو میری امت سے ہے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی نبوت پر ایمان لا۔ جب بادشاہ بیدار ہوا تو خوفزدہ تھا۔ صبح امرا و اکابرین دولت سے خواب کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا اے بادشاہ یہ شوریدگی اور

پریشانی کی وجہ سے ہے کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام ان لوگوں میں سے نہیں ہو سکتے جو چلیں ساتھ نبی عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے۔ وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دشمن ہیں مسیح (علیہ السلام) کے۔ یہ سن کر بادشاہ نے لشکر قبضہ کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ادھر حضرت خالد بن ولید نے اپنے لشکر کو آراستہ کیا اور ان کے لشکر کی صفیں دریا اور باب الاخضر کے قریب تھیں۔ بادشاہ ارسطولیس اپنی صلیب کے نیچے ٹھہرا۔ اس نے جب قبہ پر نظر ڈالی تو وہ روشن تھا اور اس میں سے نور پھوٹ رہا تھا۔ یہ دیکھتے ہی بادشاہ کو رات والا خواب یاد آگیا اور اس نے کہا قسم اللہ کی جو خواب میں نے رات دیکھا وہ سچ ہے۔ اس دن اس نے جنگ نہ کی اور راتوں رات خزانہ اہل و عیال اور اپنی لونڈیاں باندیاں ساتھ لے کر بھاگ گیا۔ صبح شہر اسکندریہ میں بادشاہ کے فرار ہونے کا شور ہوا۔ قبضیوں نے یہ دیکھ کر ہتھیار ڈال دیئے اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ (فتوح المصر صفحہ ۷۸ تا ۸۰)

۶۳۔ خلفاء بنی عباس کے دوسرے خلیفہ تھے ابو جعفر عبداللہ منصور العباسی الهاشمی (خلیفہ منصور ہوں یا دوسرے خلفاء ان میں خلفا والی صفات کہاں تھیں یہ سب تو بادشاہ تھے) جو ۹۵ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ خلیفہ منصور نے خلافت ملنے سے پہلے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ میں رونق افروز ہیں اور بیت اللہ شریف کا دروازہ کھلا ہے۔ اندر سے آواز آئی عبداللہ کہاں ہے، یہ سن کر میرے بھائی ابو العباس عبداللہ سفاح کھڑے ہوئے اور اندر گئے۔ تھوڑی دیر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہ کر باہر آئے۔ دیکھتا ہوں کہ ان کے ہاتھ میں ایک سیاہ علم ہے جس کا طول چار ہاتھ کا ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد آواز آئی۔ عبداللہ کہاں ہے۔ یہ سن کر میں حاضر خدمت ہوا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین آپ کے ہمراہ ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر عمامہ باندھا جس کے ۲۳ بیج تھے اور پھر آپ نے امت محمدیہ کے لئے عدل و انصاف کی ہدایت فرمائی اور ارشاد فرمایا لو مبارک ہو تم قیامت تک جتنے خلیفہ ہوں گے ان کے باپ ہو

یعنی تمہاری اولاد میں خلافت رہے گی۔ یہ خواب سچا ثابت ہوا اور آپ کو خلافت ملی۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۱) (سیرت آل عباس جلد دوم مولفہء مولوی حکیم سید فرید احمد عباسی الهاشمی۔ پرنسپل زنانہ میڈیکل کالج۔ دہلی صفحہ ۱۲۹۔ مطبع افضل المطابع، دہلی)

نبی امیہ کی خلافت کے خاتمہ پر بنی عباس کے خاندان میں خلافت آئی۔ ابو العباس پہلا خلیفہ ہوا جو ۱۳۶ھ میں مرا۔ اپنی سفاکیوں کی وجہ سے سفاوح مشہور ہوا۔ اس نے خاندان بنی امیہ کا نام و نشان مٹا دیا۔ ہزارہا قتل کئے، سینکڑوں جلاوطن اور قید کئے۔ گورستان بنی امیہ کھودوا ڈالا۔ حضرت امیر معاویہؓ سے لے کر مروان آخری خلیفہ بنی امیہ تک کسی کی قبر کو نہ چھوڑا۔ جسم کے ڈھانچے نکلا کر کوڑے لگوائے۔ پیروں سے رندھوائے اور ہڈیاں جلا کر دریا برد کر دیں یا خاک ہوا میں اڑا دی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر معاویہؓ کی قبر کی حفاظت فرمائی۔ جب کھودا گیا وہ خالی تھی کیونکہ آپ کے کفن کے ساتھ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطا کردہ کرتا شامل تھا۔ ناخن مبارک کا تراشہ اور موئے مبارک تھے۔ آپ کاتب وحی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برادر نسبتی بھی تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اغیار کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور ان کی بے ادبی سے بچا لیا۔ ابو العباس نے مرض الموت میں اپنے بھائی ابو جعفر منصور کو خلیفہ مقرر کیا جس نے ۲۲ سال حکومت کر کے ۶۳ برس کی عمر میں ۱۵۸ھ میں وفات پائی۔ خلیفہ منصور نے ۴۵ھ میں شہر بغداد کی بنیاد رکھی اور زر کثیر سے پر رونق بنایا۔ قبرص اس کے زمانہ میں فتح ہوا۔ اس وقت روم کا بادشاہ جرچین تھا۔ اس کے بعد قسطنطین (کونستانتائن) آیا جس نے قسطنطنیہ آباد کیا۔ منصور بہت بہادر اور اچھا منتظم تھا۔ اہلکاروں سے کوڑی کوڑی کا حساب لیتا تھا۔ بڑا بھاری خزانہ چھوڑا۔

۶۴۔ ایک شخص شام میں تھا اس کا منہ سور کا ہو گیا تھا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ہر روز ہزار مرتبہ اور جمعہ کے دن چار ہزار مرتبہ لعنت کرتا تھا اور ان کی اولاد کو بھی اس میں شریک کر لیتا تھا۔ ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت امام حسینؓ آپ سے میری شکایت کر رہے ہیں۔ آپ نے مجھ پر لعنت

کر کے میرے منہ پر تھوک دیا۔ جس مقام پر آپ کا تھوک پڑا اتنا جسم سور کا سا ہو گیا۔ (الصواعق)

۶۵- مسند خوارزمی میں تحریر ہے عبداللہ بن مبارک بن یسعد سے روایت ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقد مبارک کو کھود کر آپ کی استخوان مبارک (مبارک ہڈیوں) کو لحد سے جمع کر رہے ہیں اور بعض کو بعض سے جدا کر رہے ہیں یعنی ان کو چھانٹ رہے ہیں۔ اس خواب کی ہیبت سے آپ کی آنکھ کھل گئی۔ صبح بصرہ جا کر حضرت محمد بن سیرینؒ سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تو اس خواب کا صاحب نہیں بلکہ اس کا صاحب تو ابو حنیفہ ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ابو حنیفہ میں ہی ہوں۔ فرمایا اپنی پیٹھ اور بائیں جانب دکھاؤ۔ امام صاحب نے اپنی پیٹھ اور جانب چپ کو آپ کے سامنے ننگا کر دیا۔ آپ کے شانے یا بائیں بازو پر خال دیکھ کر حضرت ابن سیرینؒ نے فرمایا تحقیق کہ تم ہی وہ ابو حنیفہ ہو جن کے حق میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت میں ایک شخص پیدا ہو گا جس کو لوگ ابو حنیفہ کہیں گے اور اس کے شانوں کے درمیان اور ایک روایت میں اس کے بائیں بازو پر تل ہو گا۔ اللہ میری سنتوں کو اس کے ذریعہ زندہ کرے گا۔ اسی روایت کا وہ اثر ہے جس کی طرف حضرت امام جعفر صادقؒ نے اشارہ فرمایا ہے اور جس کو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تحفہ اثنا عشریہ کے باب گیارہ کے خاتمہ پر لکھا ہے کہ اگر اہل شیعہ اس بارے میں اہل سنت کی روایت پر اعتبار نہ کریں تو روایات امامیہ تو ان کو ضرور قبول کرنی چاہئیں۔ جیسا کہ حضرت ابو الحسن بن علیؒ نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت امام ابو حنیفہؒ حضرت امام عبداللہ جعفر صادقؒ کے پاس آئے۔ امام صاحب نے امام ابو حنیفہؒ کی طرف نظر کر کے فرمایا کہ میں تم کو ایسا دیکھتا ہوں کہ تم میرے دادا کی سنت کو جب کہ وہ گم ہو گئی ہوگی زندہ کرو گے۔ ہر ایک مغموم و مہموم کے مددگار و فریاد رس ہو گے۔ تم ان کو صحیح راستہ کی ہدایت کرو گے اور تم کو اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق حاصل ہوگی۔ یہاں تک کہ علمائے ربانی تمہاری وجہ سے راستہ پائیں گے۔ یہ مضمون بعینہ

وہی ہے جو عروس العارفین علی بن عثمان الجلالی المعروف بہ حضرت داتا گنج بخشؒ نے کشف المحجوب میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت یحییٰ معاذ الرازیؒ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں کون سی جگہ آپ کی جستجو کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ابو حنیفہؒ کے علم و فہم (فقہ) کے پاس۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے رسالہ ”فیوض الحرمین“ میں تحریر فرمایا ہے کہ مجھ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مطلع فرمایا کہ مسلک حنفی میں ایسا پسندیدہ طریقہ ہے جو اور مسالک سے اس سنت معروفہ کو جو بخاری اور اس کے اصحاب کے زمانہ میں جمع اور پختہ ہوئی ہے موافق تر ہے۔ (کشف المحجوب ترجمہ اردو از عبدالرحمن طارق صفحہ ۱۱۹) (حدائق الحنفیہ از مولوی فقیر محمد جہلمی ثم لاہوری صفحہ ۷۳ تا ۷۴)

”امام اعظمؒ“ (سیرۃ النعمان) میں حضرت علامہ شبلی نعمانیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ اس خواب میں ابن سیرینؒ کی تعبیر گوئی محض غلط ہے کیونکہ وہ تو ۱۱۰ھ میں قضا کر چکے تھے جب کہ امام اعظمؒ نے یہ خواب اس وقت دیکھا تھا جب آپ اپنے استاد حضرت حماد کی وفات کے بعد ان کی مسند پر بیٹھے تھے اور حضرت حماد کا وصال ۱۲۰ھ میں ہوا تھا۔ (”امام اعظمؒ“ صفحہ ۷۲، ناشر ایم ثناء اللہ خاں، ۲۶ ریلوے روڈ، لاہور)

امام اعظمؒ یہ خواب دیکھتے ہی گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ابن سیرینؒ کے ایک رفیق (اور بقول بعض اپنے استاد) سے اس کی تعبیر دریافت کی (”خواب و تعبیر“ صفحہ ۲۱۳ ادارہ تصنیف و تالیف، کتاب منزل۔ کشمیری بازار لاہور)

۶۶- بعض حنابلہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خواب میں عرض کیا کہ مسلک کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا مسلک تین ہیں۔ انہوں نے خیال کیا کہ مسلک ابی حنیفہ کو نکال دیں گے مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شمار فرمایا اور ارشاد فرمایا ابو حنیفہ و شافعی و احمد کا اور پھر فرمایا کہ مالک بھی یعنی مسلک چار ہیں۔ (خیرات الحسان فی مناقب النعمان)

۶۷- مسدود بن عبدالرحمن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قبل فجر رکن

و مقام ابراہیم کے درمیان سو گیا۔ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا اور عرض کیا کہ آپ نعمان بن ثابتؓ (ابو حنیفہ) جو کوفہ میں رہتے ہیں ان کی بابت کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ کیا میں ان کا علم حاصل کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا علم حاصل کرو اور اس کے موافق عمل کرو یعنی نعمان بن ثابت بہت اچھا مرد ہے۔ جب مسدوٰ بیدار ہوئے تو لوگوں کو نعمان بن ثابتؓ کے علم کی طرف متوجہ کیا۔ (خیرات الحسان فی مناقب النعمان)

۶۸۔ فضل بن خالدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خواب میں عرض کیا کہ آپ امام ابو حنیفہؒ کے علم کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس کا ایسا علم ہے کہ تمام آدمی اس کے محتاج ہیں۔ (خیرات الحسان فی مناقب النعمان)

۶۹۔ ازہر بن کیانؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے حضرات شیخین یعنی حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ میں نے ان دونوں بزرگوں سے عرض کیا کہ مجھ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سوال کرنا ہے۔ انہوں نے فرمایا دریافت کر لو مگر آواز بلند نہ کرنا۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو حنیفہؒ کا علم کیسا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ علم خضرؑ سے نکلا ہے۔ (خیرات الحسان فی مناقب النعمان)

۷۰۔ ”روض الافکار“ میں تحریر ہے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے اجتہاد کا منکر تھا۔ میرے ہاتھ میں زخم پیدا ہو گیا اور وہ گل سڑ کر بالکل خراب ہو گیا۔ اسی اثناء میں میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواب میں کی اور آپ سے حضرت امام اعظمؒ کے قول کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا کلام لقمان کے کلام سے مشابہت رکھتا ہے بلکہ اس نے اس پر کچھ زیادہ ہی کیا ہے۔ (خیرالموائس جلد دوم صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۴)

۷۱۔ امام اعظمؒ امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ فرض نماز کی تشہد اول میں

جو کوئی ایک حرف بھی درود وغیرہ کا زیادہ کرے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔
امام صاحبؒ اس وجہ سے سجدہ سہو واجب نہیں کرتے کہ درود بھیجا حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بلکہ اس وجہ سے کہ درود پڑھنے کی وجہ سے تیسری رکعت
کے قیام میں جو فرض ہے تاخیر ہوئی۔

روایت ہے کہ امام اعظمؒ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوحنیفہ کیونکر تو نے واجب کیا سجدہ
سہو کو اس پر جس نے مجھ پر درود بھیجا۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم) واجب کیا سجدہ سہو میں نے اس واسطے کہ اس نے آپؐ پر سہو اور بھول سے
درود بھیجا پس مستحسن مانی امام اعظمؒ کی یہ بات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے (بحر الرائق) (صلوت ناصری از مولانا ناصر علی صفحہ ۲۳)

۷۲- امام اعظم حضرت ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت نوفل بن حیانؓ
نے وفات پائی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت پنا ہے اور تمام مخلوق حساب گاہ
میں کھڑی ہے۔ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ
ایک حوض کے کنارے کھڑے ہیں اور آپؐ کے دائیں و بائیں بہت سے مشائخ کھڑے
ہیں اور دیکھا کہ ایک سفید بالوں والے بزرگ ہیں جو آپؐ کے رخساروں پر منہ رکھے
ہوئے ہیں اور حضرت نوفلؓ آپؐ کے سامنے کھڑے ہیں۔ جب حضرت نوفلؓ نے مجھے
دیکھا تو میرے پاس آئے اور میں نے آپؐ سے پانی طلب کیا۔ حضرت نوفلؓ نے فرمایا
کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت حاصل کر لوں۔ آپؐ
نے انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا کہ پانی پلا دو۔ حضرت نوفلؓ نے مجھے پانی دیا اور
میرے ماننے والوں کو بھی دیا۔ سب نے پی لیا مگر اس پیالہ کا پانی کم نہ ہوا ویسے ہی کا
ویسا رہا۔ میں نے کہا اے نوفلؓ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں
جانب جو بزرگ کھڑے ہیں وہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ
السلام ہیں اور آپؐ کی بائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں
جس طرح پوچھتا جاتا تھا اسی طرح انگلیوں پر شمار کی گریں کرتا جاتا تھا۔ میں نے سترہ
آدمیوں کی بابت دریافت کیا۔ جب بیدار ہوا تو ٹھیک سترہ عدد ہاتھ کی انگلیوں پر گنے

ہوئے تھے۔ (کشف المحجوب از حضرت سید علی ہجویریؒ ترجمہ از عبدالرحمن طارق بی
اے صفحہ ۱۲۱) (خیرات الحسان فی مناقب النعمان)

۷۳۔ امام اعظم امام ابو حنیفہ جب تمام علوم میں کامل ہو گئے تو صوف پہن
کر گوشہ نشینی کا قصد کیا اس پر ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خواب میں آپ کو ملے اور ارشاد فرمایا ”اے ابو حنیفہ آپ کو اللہ نے میری سنت زندہ
کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ آپ کو عزت نشینی چھوڑ کر تبلیغ و ارشاد کا فریضہ ادا کرنا
چاہئے۔ یہ بشارت پاتے ہی آپ افادت و افاضت خلاق اور اجتہاد و استنباط مسائل
شرعیہ میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ آپ کا مسلک شہرہ آفاق ہو گیا۔ (کشف
المحجوب صفحہ ۱۱۹) (معدن البواقیت)

۷۴۔ حضرت سید علی ہجویریؒ (حضرت داتا گنج بخش) ”کشف المحجوب“ میں
فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم جس وقت روضہ رسول (علی صاحبہا الف الف صلوة و
الف الف سلام) پر حاضری دیتے اور فرماتے ”السلام علیک یا رسول اللہ“ تو اندرون
روضہ مقدسہ سے جواب آتا ”وعلیکم السلام یا امام المسلمین“ ولادت کوفہ میں ۸۰ھ
میں ہوئی۔ ۱۵۰ھ/۷۶۷ء میں وصال ہوا۔ مزار مبارک بغداد کہنہ (قدیم) میں زیارت
گاہ عالم ہے۔ مصنف ”خیرات الحسان فی مناقب النعمان“ فرماتے ہیں کہ آپ کے
جنازہ پر سات لاکھ آدمیوں نے نماز پڑھی تھی۔ ایران کے بادشاہ نوشیروان عادل سے
بقول بعض آپ کا سلسلہ نسب جا ملتا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے امام ابو حنیفہ کو بخطاب ”سراج الامتہ“ یاد فرمایا ہے۔ ”مفتاح السعادة“ میں آپ
کے بچپن میں ایک دہریہ سے مناظرہ کا ذکر ہے جو اس وقت کے کئی جید علماء کو چیلنج کر
چکا تھا۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ کسی موجود چیز کا نہ اول ہو نہ آخر (اللہ تعالیٰ کی صفت
ازلیت و ابدیت کی طرف اشارہ ہے) جواب میں امام اعظم نے فرمایا کنتی میں ایک سے
پہلے کیا عدد ہے۔ دہریہ نے کہا ایک سے پہلے کوئی عدد نہیں۔ امام اعظم نے اس پر
فرمایا ”واحد مجازی“ سے پہلے کچھ نہ ہو تو ”واحد حقیقی“ سے پہلے کیونکر کچھ ہو گا۔
جب ہر چیز کسی نہ کسی سمت میں ہے تو اللہ تعالیٰ کا چہرہ کس سمت میں ہے؟ جواب

روشن چراغ کا رخ کدھر ہوتا ہے۔ دہریہ نے اس پر کہا روشنی کے لئے تمام رخ اور سمت برابر ہیں۔ اس پر حضرت اعظمؑ نے فرمایا کہ جب ”نور مجازی“ کے لئے سب سمت برابر ہیں تو ”نور حقیقی“ کے لئے کیوں نہیں۔ دہریہ نے پوچھا کہ جب ہر موجود شے کے لئے کوئی نہ کوئی جگہ ہوتی ہے تو بتائیے اللہ کون سی جگہ ہے؟ اس پر امام اعظمؑ نے دہریہ کو دودھ دکھا کر کہا بتاؤ اس میں گھی کہاں ہے؟ دہریہ نے اس پر کہا اس میں گھی کی کوئی مخصوص جگہ نہیں وہ دودھ کے ہر قطرہ میں ہے۔ اس پر امام اعظمؑ نے فرمایا کہ جب ایک فانی چیز ہر قطرہ میں موجود ہے تو خالق کائنات جو ہمیشہ باقی رہنے والا کیوں نہ ہر جگہ ہو گا۔ دہریہ نے چوتھا اور آخری سوال دریافت کیا کہ اس وقت اللہ کیا کر رہا ہے؟ اس پر امام اعظمؑ نے دہریہ سے کہا آپ منبر سے نیچے اتر آئیں اور جواب دینے کے لئے مجھے منبر پر بیٹھنے دیں۔ دہریہ اتر آیا اور آپ نے منبر پر بیٹھ کر فرمایا اس وقت اللہ تعالیٰ میرے درجات بلند کر رہا ہے اور تجھے ذلیل کر رہا ہے۔ دہریہ امام اعظمؑ کے یہ پر مغز اور شانی جوابات سن کر لاجواب ہو گیا اور اسے اپنی شکست کا اعتراف کرنا پڑا۔ یہ ایک واقعہ ہے جو آپ کے عہد طفولیت اور تعلیمی دور کا ہے جس سے مستقبل کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات!

۷۵۔ علم و فضل کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عونؓ کے مکارم اخلاق کا طغرائے امتیاز زہد و ورع تھا۔ بکار بن محمدؓ کا بیان ہے کہ میں نے ابن عونؓ کو کبھی کسی سے مذاق کرتے، شعر پڑھتے اور جھگڑتے نہیں دیکھا۔ انہیں اپنے کام سے کام تھا۔ میں نے ان سے زیادہ زبان پر قابو رکھنے والا نہیں دیکھا۔ وہ اپنی لونڈی، غلاموں بلکہ مرغی و بکری تک کو برا نہ کہتے تھے۔ عبادت زیادہ کرتے تھے۔ لسن سے اجتناب تھا کہ اس کے استعمال سے منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے (اگر لسن میں بدبو نہ ہوتی تو یہ سونے کے بھاؤ بکتا کہ یہ سب سے قدیم ”Anti Biotic“ ہے۔) لوگوں پر احسان کرتے مگر چھپ کر، اوقات کے سخت پابند تھے۔ میانہ روی کے قائل تھے۔ پیر میں چوٹ لگی جو موت کا سبب بنی۔ آپ بیماری میں نہایت صابر و شاکر تھے۔ زبان پر حرف شکایت نہ لاتے تھے۔ آخری سانس تک قبلہ رو ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہے۔ ۱۵۱ھ میں واصل الی اللہ ہوئے۔ جنازہ اٹھا تو اس شان سے کہ بے شمار خلقت شریک تھی۔ مسجد

کا صحن اور اس کی عمارت ناکافی ثابت ہوئے اور محراب میں رکھ کر نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ خوشبو کا بہت استعمال کرتے تھے۔ نہایت صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو والہانہ شیفتگی تھی۔ اس کی مقبولیت کی سند یہ ہے کہ آپ کی زندگی میں بعض لوگوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں ”ابن عون کی زیارت کرو“۔ آپ خود بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ (”غلامان اسلام“ از مولانا سعید احمد ایم اے۔ فاضل دیوبند۔ ندوہ المصنفین یہ کتاب دہلی میں ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی صفحہ ۲۱ تا ۲۵)

حضرت ابن عون کی سب سے بڑی تمنا یہ تھی کہ ایک مرتبہ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواہش پوری فرمائی۔ وفات سے کچھ دن پہلے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پاک سے مشرف ہوئے۔ اس شرف پر ایسے وارفتہ ہوئے کہ بالاخانہ سے اتر کر فوراً ”مسجد میں آئے اور انتہائی مسرت کے عالم میں گر پڑے۔ پیروں میں چوٹ آئی لیکن ایک بابرکت یادگار کی حیثیت سے اس چوٹ کا علاج نہ کیا۔

زخم دل منظر مباداہ شود ہشیار باش

کیں جراحت یادگار ناوک مرگان اوست

بالاخر یہی چوٹ مرض الموت کا سبب بن گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (تالیفین)

از شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی صفحہ ۲۳۷

۷۶۔ حضرت امام موسیٰ علی رضا کی دادی حضرت حمیدہ خاتون نے جو حضرت

امام موسیٰ کاظم کی والدہ تھیں نجمہ کو خرید فرمایا تھا اور یہ عجم کی شریف ترین خواتین

میں تھیں اور عقل و شعور، معرفت ایمان اور ذاتی اعزاز کے اعتبار سے تمام عورتوں

سے افضل تھیں اور حضرت حمیدہ کی بہت تعظیم کرتی تھیں۔ حضرت حمیدہ خاتون نے

ایک مرتبہ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا

”یا حمیدہ ہی نجمہ لا ینک موسیٰ لئن ولد منہا خیر اهل الارض“ (اے حمیدہ نجمہ

کو اپنے بیٹے موسیٰ کاظمؑ کو ہیہ کر دو یعنی ان کی زوجیت میں دے دو کیونکہ اس کے بطن سے ایک ایسا فرزند پیدا ہونے والا ہے جو تمام روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہو گا) اور اس طرح حضرت نجمہؑ کے بطن سے آٹھویں امام حضرت موسیٰ رضاؑ پیدا ہوئے ۱۲۸ھ میں مدینہ شریف میں اور ۲۰۲ھ میں مشهد (جائے شہادت) ایران میں شہادت پائے۔ وہیں شاندار روضہ ہے۔ (تذکرہ اکرام صفحہ ۴۱۰) (تحفہ رضویہ یعنی سوانح عمری حضرت امام موسیٰ رضاؑ مولفہ و مرتبہ عالی جناب خان بہادر السید اولاد حیدر فوق بلگرامی رئیس کواتھ ضلع آره صفحہ ۱۱) (رویائے صالحہ حصہ اول صفحہ ۳۹)

۷۷۔ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات تمام پیغمبروں کو اس شان میں دیکھا کہ ہر پیغمبر کے ساتھ چار چار چراغ ہیں اور ان کے حواریں کے ہمراہ ایک ایک مگر ایک پیغمبر کے ہر رونگٹے میں ایک چراغ ہے اور اس کی روشنی سے تمام جہان منور ہے اور اس کے ساتھیوں کے پاس چار چار چراغ ہیں۔ میں نے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ جواب ملا یہ پیغمبر آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضرت کعب بن احبار نے دریافت کیا کہ یہ روایت تمہیں کہاں سے ملی ہے؟ میں نے جواب دیا خواب سے، آپ نے جواب دیا یہ تو تورات شریف کے مضمون سے ملتا جلتا ہے۔ (خیر الموائس جلد دوم صفحہ ۴۴۴)

۷۸۔ سید عبداللہؑ ابراہیم بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے جد بزرگوار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خواب میں دیکھا اور دریافت فرمایا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے اہل میں سے کون آپ سے قریب تر ہے؟ آپ نے فرمایا جس نے دنیا کو پس پشت ڈال دیا اور آخرت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا اور ایسی حالت میں مجھ سے ملا کہ اس کا نامہ اعمال گناہوں سے پاک تھا۔ (نعمت عظمیٰ حصہ اول ترجمہ سید عبدالغنی وارثی صفحہ ۲۶۹)

۷۹۔ ”نزہۃ المجالس“ میں حافظ ابو نعیم، حضرت سفیان ثوریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ باہر جا رہا تھا۔ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ جب قدم

اٹھاتا یا رکھتا ہے تو یوں کہتا ہے ”اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد“ میں نے اس سے پوچھا کیا کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے یا محض اپنی رائے سے۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ میں نے کہا سفیان ثوریؒ اس نے کہا کیا عراق والے سفیان میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگا تم کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے۔ میں نے کہا ہاں ہے۔ اس نے پوچھا کس طرح؟ میں نے کہا رات سے دن نکالتا ہے اور دن سے رات نکالتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔ اس نے کہا کچھ نہیں پہچانا۔ میں نے کہا پھر تو کس طرح پہچانتا ہے۔ اس نے کہا کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں اور نہیں کر پاتا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتی ہے۔ میں نے پوچھا یہ تیرا درود کیا ہے؟ اس نے کہا میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا۔ میری ماں کا وہاں انتقال ہو گیا اور اس کا منہ کالا ہو گیا اور پیٹ پھول گیا جس سے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا گناہ اس سے سرزد ہوا ہے۔ دکھ بھرے دل کے ساتھ میں نے اللہ جل شانہ کے حضور میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو دیکھا کہ تمام (حجاز) سے ایک ابر آیا اور اس میں سے ایک شخص ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا دست مبارک میری ماں کے چہرے پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہو گیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو وہ بھی قدرتی حالت پر آ گیا۔ میں نے اس شخص سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری ماں کی مصیبت کو دور کر دیا۔ انہوں نے فرمایا میں تیرا نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔ میں نے عرض کیا مجھے کچھ وصیت فرمائیے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی قدم اٹھایا کرے یا رکھا کرے تو اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد پڑھا کر (یوں بھی ہے کہ ہر وقت درود پڑھا کر) حضرت سفیان ثوریؒ کا وصال ۱۲۰ھ میں ہوا۔ (تحفۃ الحسین از علامہ احمد سعید سابق ناظم اعلیٰ جمعیت علمائے ہند، دہلی) تحفۃ الحسین میں درود شریف کے فضائل مذکور ہیں اور ان کے ورد کے وہ طریقے جن سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت نصیب ہوتی ہے۔

۸۰- عبدالعزیز بن عبداللہ الماجشونؒ فارس کے رہنے والے تھے۔ ابو سلمہ

آل ہریر کے غلام تھے۔ ان کے رخسار شراب کی طرح سرخ تھے اس لئے انہیں ”میگوں“ کہا جاتا تھا جس کو اہل مدینہ طیبہ نے ”ما جشون“ کر دیا تھا۔ نہایت متقی و پرہیزگار تھے۔ ان کے علم و فضل اور دیگر کمالات کی وجہ سے خلفاء ان کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ ان کی وفات کے سلسلے میں ان کے صاحبزادے نے ایک عجیب واقعہ بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں ”میرے والد کی روح جسم سے پرواز کر گئی تو ہم سب نے ان کو غسل کے لئے تختہ پر لٹایا۔ غسل غسل دے رہا تھا کہ یکایک اس نے دیکھا کہ ان کے ٹکڑے میں ایک رگ پھڑک رہی ہے۔ اس نے لوگوں سے یہ واقعہ بیان کیا۔ سب کی رائے ہوئی کہ اس وقت غسل دینا ملتوی کر دیا جائے۔ دوسرے دن بھی یہی صورت پیش آئی۔ غرض اس طرح تین دن گذر گئے۔ اس کے بعد ابن الما جشون یکایک اٹھ کر بیٹھ گئے اور لوگوں سے ستو طلب کیا۔ ارشاد کی فوراً تعمیل ہوئی۔ ستو پی چکے تو لوگوں نے کہا آپ پر ان تین دنوں میں جو کچھ واردات گذری اس کو سنائیے۔ انہوں نے بطیب خاطر اس درخواست کو منظور کر لیا اور یہ واقعہ بیان کیا ”میری روح کو فرشتہ لے کر روانہ ہوا۔ اس نے آسمان دنیا کو عبور کیا اور اسی طرح گزرتا ساتویں آسمان تک پہنچ گیا۔ وہاں اس فرشتہ سے پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ فرشتہ بولا ”الما جشون“۔ کہا گیا ”ابھی تو ان کی عمر میں اتنے برس اتنے مہینے اتنے دن اور اتنے گھنٹے باقی ہیں تم ان کو ابھی سے کیوں لے آئے؟“ اس کے بعد فرشتے نے مجھ کو لے کر نیچے اترنا شروع کیا یہاں تک کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ کی دائیں جانب حضرت صدیق اکبرؓ اور بائیں جانب حضرت فاروق اعظمؓ اور سامنے حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ تشریف رکھتے تھے۔ یہ دیکھ کر میں نے فرشتہ سے پوچھا کہ یہ حضرت جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بیٹھے ہیں کون ہیں؟ تو جواب ملا عمر بن عبدالعزیزؓ میں نے کہا یہ تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ قریب ہیں۔ فرشتہ نے جواب دیا یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے ظلم و ستم کے زمانے میں حق پر عمل کیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے حق کے زمانے میں حق پر عمل کیا۔ اس طرح ان کو دنیا میں رہنے کی کچھ اور مہلت مل گئی اور ۶۴ھ میں جب کہ وہ مدینہ

طیبہ سے واپس آ کر بغداد شریف میں مقیم ہوئے وفات پائی۔ نماز جنازہ خلیفہ وقت
مہدی نے پڑھائی اور قریش کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ (غلامان اسلام از مولانا سعید
احمد ۱۹۳۸ء کے ایڈیشن میں صفحہ ۳۶۳ تا ۳۶۵ اس کے ایک اور ایڈیشن میں صفحہ
۳۵۵ تا ۳۵۶)

۸۱- حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ایک روز نہایت شان و شوکت کے ساتھ
مسجد سے جو باہر نکلے تو ایک علوی (سیدزادے) نے کہا اے کافر زادے یہ کیا بات ہے
کہ میں فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہوں اور دن بھر محنت بھی کرتا
ہوں جب کہیں جا کر مجھے روزی ملتی ہے اور تمہاری شان و شوکت یہ ہے۔ آپ نے
فرمایا تمہارے باپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور میرا باپ گمراہ
تھا۔ تمہارے بزرگ ترین باپ نے جو میراث چھوڑی ہے میں نے اسے حاصل کر لیا
اور یہ مرتبہ پایا جبکہ تم نے میرے ماں باپ کی میراث حاصل کی اور خوار ہوئے۔ اسی
شب خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خفا دیکھا۔ آپ نے
پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفا ہونے کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے ارشاد
فرمایا کہ تم ہمارے فرزند پر نکتہ چینی کرتے ہو۔ آپ بیدار ہوتے ہی اس سیدزادے
کی تلاش میں روانہ ہوئے تاکہ اس سے معذرت چاہیں۔ اس سیدزادے نے بھی اسی
شب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ فرما رہے
ہیں کہ اگر تو ایسا ہوتا جیسا کہ تجھے ہونا چاہئے تھا تو تو کاہے کو دوسروں کے طعنے سنتا۔
سیدزادہ جب بیدار ہوا تو اس نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی خدمت میں حاضر ہو
کر معذرت کا ارادہ کیا۔ راستہ میں دونوں کی ملاقات ہو گئی۔ دونوں نے ایک دوسرے
کو خواب سنائے اور توبہ کر لی۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ حضرت امام اعظمؒ کے
مشہور شاگرد اور بہت بڑے محدث و بزرگ تھے مرو (خراسان) کے رہنے والے
تھے۔ ۱۸۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۸ھ میں بمقام ہیبت وصال فرمایا۔ (ہفتاد اولیا از
حضرت شاہ مراد سروردیؒ۔ صفحہ ۱۶ حمیدیہ پریس۔ دہلی)

۸۲- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ اکثر اشراف

مذہب باطل کی طرف مائل ہو گئے۔ میں نے ان سے بغض اختیار کیا۔ ایک رات مقابلہ روضہ مبارک سوتا تھا۔ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ فرما رہے ہیں کہ تو میری اولاد سے بغض کیوں رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میری کیا مجال ہے۔ ہاں صرف ان کے اعتقاد بد کی وجہ سے بغض رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا فقہ کی کتابوں میں ہے کہ نافرمان لڑکا اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ میں نے کہا سچ ہے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ آپ نے فرمایا پس یہ لوگ بھی مثل نافرمان فرزندوں کے ہیں۔ (الصواعق) منشا یہ ہے کہ آل رسول کی تعظیم و تکریم عوام پر لازم ہے۔ اس وجہ سے کہ ان کا انتساب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے اگرچہ اپنی بد اعمالی و عقائد باطلہ کی وہ سزا پائیں گے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اولاد نبوی باوجود ارتکاب افعال قبیحہ عذاب الہی میں گرفتار نہ ہوگی بلکہ حضرت حسن بن حسن نے فرمایا کہ بخدا میں ڈرتا ہوں اس بات سے کہ اگر ہم اہل بیت سے کوئی گناہ سرزد ہو گا تو ہم کو دگنا عذاب دیا جائے گا۔

۸۳۔ فلک عبادت عبداللہ بن مبارک کے پاس ایک غلام تھا جس نے آپ سے یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ میں آپ کو ایک درہم روزانہ دیا کروں گا اور جب معینہ رقم پوری ہو جائے گی تو آزاد ہو جاؤں گا۔ چنانچہ وہ آپ کو ایک درہم روزانہ دیتا تھا۔ ایک روز ایک شخص نے حضرت عبداللہ سے شکایت کی کہ آپ کا یہ غلام رات کو کفن چراتا ہے اور ان کی فروخت سے آپ کو رقم دیتا ہے۔ چنانچہ آپ اسی شب چپ چاپ اس کے پیچھے روانہ ہوئے اور وہ واقعی قبرستان پہنچ کر ایک قبر کو کھودنے لگا۔ آپ نے دیکھا کہ قبر کے اندر سے ایک محراب برآمد ہوئی اور وہ نماز میں مشغول ہو گیا۔ اب تو آپ قریب آگئے اور دیکھا کہ گلے میں زنجیر اور جسم پر ٹاٹ کا لباس ہے اور یہ بہ خشوع و زاری مصروف عبادت ہے۔ آپ یہ حالت دیکھ کر دور ہٹ گئے اور بہت روئے۔ صبح ہونے کے قریب اس نے قبر کا منہ اسی طرح بند کر دیا اور مسجد میں آکر نماز ادا کی۔ پھر دعا مانگی کہ اے بار الہا صبح ہو گئی اور میرا مالک مجازی مجھ سے ایک درہم مانگتا ہے۔ میں مفلس ہوں اور مفلس کو دینے والا تیرے سوا کوئی نہیں۔ جہاں سے مناسب سمجھے عطا فرما دے۔ آپ نے دیکھا کہ اسی وقت ایک شعلہ

نور رونما ہوا اور ایک درہم اس غلام کے ہاتھ میں آگیا۔ اب تو آپ کو تاب ضبط نہ رہا۔ دوڑ کر گئے غلام کو سینے سے لگا لیا اور کہا کاش تم آقا ہوتے اور میں تمہارا غلام، غلام نے راز فاش ہوتے ہی دعا کی کہ الہ العالمین تیرے بندے کا راز انشاء ہو گیا بہت رسوائی ہو گی۔ تجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اب تو میری روح قبض کر لے۔ اسی وقت وہ ٹھنڈا ہو گیا اور آپ نے اسی ٹاٹ میں اس کو دفن کر دیا۔ اسی شب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں آپ نے دیکھا کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ٹھلتے چلے آ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے عبداللہ تم نے ہمارے دوست اور اللہ کے محبوب کو ٹاٹ میں کیوں دفن کیا۔ (ہفتاد اولیا صفحہ ۱۶ تا ۱۷)

۸۴۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج بیت اللہ کو گیا اور بعد طواف حطم کعبہ شریف میں سو گیا تو خواب میں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے عبداللہ جب تو بغداد جائے تو میرا سلام بہرام مخ کو پہنچانا اور بشارت جنت میں داخل ہونے کی دینا۔ میں خواب سے بیدار ہوا اور خواب کا خیال کر کے لاجول پڑھا کہ کہاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کہاں آپ کا سلام بہرام مخ (بہرام مجوسی) پر۔ تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر پھر سو رہا۔ حج سے فارغ ہو کر جب بغداد پہنچا تو وہ خواب یاد آیا۔ بہرام مخ سے ملا اور دریافت کیا کہ کہاں سے کھاتا ہے، کیا کرتا ہے، کس کو دیتا ہے۔ اس نے جواب دیا سو کھاتا ہوں۔ دس دیتا ہوں تو بارہ لیتا ہوں۔ میری ایک حسینہ و جمیلہ لڑکی ہے جسے میں نے اپنی بیوی بنایا ہوا ہے۔ دوسری لڑکی اس کے حقیقی چار بھائیوں کو دے دی ہے کہ وہ باری باری اس سے زوجیت کا کام لیں۔ یہ چاروں مل کر اس کو نان و نفقہ دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ نے کہا تو نے اب تک جتنی باتیں کہیں یہ سب حرام ہیں۔ کوئی سخاوت یا کار خیر بھی تمام زندگی میں تیرے ہاتھ سے انجام پایا۔ جواب دیا غور کر لوں تو بتاؤں۔ پھر بعد تامل کہا ایک مرتبہ ایام جشن میں ایک عورت میرے گھر آئی سراسیمہ و پریشان۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آئی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میرے بچے خورد سال گر سنگی سے سخت مجبور قریب

المرگ ہیں۔ کھانے کی خوشبو سونگھ کر اندھس آئی ہوں۔ میں نے ترس کھا کر جو کھانا موجود تھا اس کو دے دیا اور کہا اے نیک بخت اپنے بچوں کے لئے روز نان و نمک بلا تکلف یہاں سے لے جایا کر۔ وہ لے جایا کرتی ہے۔ میں نے یہ سن کر کہا تیرا یہ فعل شاید مقبول بارگاہ رسالت ہوا ہے اسی لئے تجھ کو سلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے اور خوشخبری جنت کی دی ہے۔ وہ فوراً میرے قدموں پر گر پڑا اور کلمہ پڑھ کر تائب ہوا اور کہا کہ گواہ رہو میں نے سود خوری چھوڑ دی، دختر کا نکاح کر دوں گا اور لڑکوں کے لئے بہوئیں لاؤں گا۔ دوسرے روز اس نے ایسا ہی کیا اور ایک ہفتہ کے اندر گناہوں کی شرم کی وجہ سے روتے روتے مر گیا۔ میں نے جب سنا اس کو غسل دیا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا۔ (خیر الموائس جلد اول صفحہ ۳۹۶ تا ۳۹۷) (معین الناصحین ترجمہ اردو "انیس الواطین" صفحہ ۲۸۳ تا ۲۸۵)

۸۵۔ علامہ سید سمہودی نے "جوہر" میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کا یہ معمول تھا کہ ایک سال حج کرتے تھے اور ایک سال جہاد۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا حج کا سال تھا۔ میں پانچ سو اشرفیاں لے کر حج کے لئے چلا۔ کوفہ میں اونٹ خریدنے منڈی پہنچا۔ وہاں ایک عورت کو دیکھا کہ مری ہوئی بطنخ جو کوڑے پر پڑی تھی اس کے پر نوچ رہی تھی۔ میں نے کہا یہ کیا حرکت ہے۔ بولی جس کام سے تمہیں غرض نہیں اس کے پوچھنے کی ضرورت کیا۔ میں نے اصرار کیا۔ اس پر اس نے کہا کہ تمہارے اصرار نے مجھ کو مجبور کر دیا ہے۔ میں ایک سیدانی ہوں۔ میری چار لڑکیاں ہیں۔ ان کا باپ مرچکا ہے۔ آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا ہم پر ایسی حالت میں مردار بھی حلال ہے۔ میں یہ بطنخ لے جا کر لڑکیوں کو کھلاؤں گی۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں یہ سن کر مجھے سخت ندامت ہوئی اور میں نے وہ پانچ سو اشرفیاں اس کی گود میں ڈال دیں اور گھر چلا آیا اور حج کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ جب حجاج فراغت کے بعد واپس ہوئے تو میں ان سے ملا۔ میں جس سے ملتا کہتا تھا اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائے۔ وہ بھی یہی کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا بھی حج قبول فرمائے اور جب میں کوئی بات کرتا تو وہ کہتے فلاں مقام پر تم سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں حیرت زدہ تھا کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ اسی اثناء میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

بابرکت سے مشرف ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ”عبداللہ“ تعجب کی بات نہیں۔ تو نے میری اولاد میں سے ایک مصیبت زدہ کی مدد کی۔ میں نے اللہ پاک سے دعا کی کہ تیری طرف سے ایک فرشتہ مقرر کر دے جو قیامت تک تیری طرف سے حج ادا کرتا رہے۔ اب تجھے اختیار ہے چاہے حج کرے یا نہ کرے (خیر الموائس جلد دوم صفحہ ۳۹۳) (رشتہ السادی) (”داستان حرمین“ از محمد منیر قریشی صفحہ ۱۰۷ تا ۱۰۸)

۸۶۔ حافظ ابو نعیم اصفہانی نے کتاب ”حلیۃ الاولیاء“ میں حضرت امام مالکؒ کا ذکر کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ حضرت مطرفؒ سے منقول ہے کہ یشین کے غلاموں میں سے ایک شخص ابو عبداللہ نامی جو نہایت خدا پرست اور پرہیزگار تھے بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ مسجد نبوی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) میں جلوہ افروز ہیں اور حضرت امام مالکؒ آپؐ کے سامنے کھڑے ہیں اور چاروں طرف لوگوں کا حلقہ بندھا ہوا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مشک رکھا ہوا ہے اور آپؐ اس میں سے لپ (مٹھی) بھر بھر کر حضرت امام مالکؒ کو مرحمت فرما رہے ہیں اور وہ اسے لوگوں میں تقسیم کر رہے ہیں (اس خواب کی تعبیر میرے دل میں یہ آئی کہ علم نبویؐ نے حضرت امام مالکؒ کے سینے میں ظہور فرمایا۔ اس کے بعد حضرت امام مالکؒ کے واسطے سے دوسرے لوگوں کو پہنچا) (بستان المحدثین اردو صفحہ ۱۸ تا ۱۹) (سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام از صاحبزادہ محمد کرم شاہ صاحب بی۔ اے فاضل از قاہرہ۔ مصر۔ صفحہ ۱۳۸) (شاہ صاحب نہایت بزرگ شخصیت ہیں اور اب تو ماشا اللہ جسٹس صاحبزادہ محمد کرم شاہ ہیں)

۸۷۔ محمد بن ریح تجیبی مصریؒ جو حضرت امام مسلمؒ مولف ”صحیح مسلم“ کے استاد ہیں نقل کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پاک سے مشرف ہوا اور خواب ہی میں میں نے آپؐ سے عرض کیا کہ ہم آپس میں حضرت امام مالکؒ اور حضرت یسٹؒ کی افضلیت پر جھگڑتے رہتے ہیں اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا مالکؒ میرے تخت کے وارث

ہیں۔ میں اسی وقت سمجھ گیا کہ اس سے آپ کی مراد ہے کہ امام مالکؒ میرے علم کے وارث ہیں (بستان المحدثین اردو صفحہ ۱۹) (تاریخ المشاہیر از قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ - نیشنل پبلیشرز - ریاست پٹیالہ صفحہ ۲۱)

۸۸- حضرت عبداللہ بن یوسفؒ نے خلف بن عمروؒ سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اتنے میں حضرت ابن کثیر قاریؒ مدینہ طیبہ آگئے اور انہوں نے حضرت امامؒ کی خدمت میں ایک رقعہ پیش کیا۔ حضرت امام مالکؒ نے رقعہ پڑھا اور جانماز کے نیچے رکھ دیا۔ جب سب چلے گئے اور میں نے بھی جانے کا ارادہ کیا تو حضرت امامؒ نے فرمایا ”خلف لہمو“ پھر وہ رقعہ نکال کر مجھے دیا۔ اس میں تحریر تھا ”میں نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ جلوہ افروز ہیں اور آپؐ کے سامنے ہجوم ہے۔ کوئی عرض کر رہا ہے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے کچھ عنایت ہو۔ کوئی کہہ رہا ہے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے لئے بھی کچھ حکم ہو۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے منبر کے نیچے بہت بڑا خزانہ جمع کر دیا ہے اور میں نے مالکؒ کو حکم دیا ہے کہ وہ تم میں اس کو تقسیم کر دے۔ اب تم مالک (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے اٹھ کر چلے گئے۔ ان میں سے کوئی کہہ رہا ہے دیکھیں مالک کیا کریں گے۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ جو حکم نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اس کی تکمیل کریں گے۔“

حضرت امام مالکؒ رقعہ پڑھا جانے کے بعد رونے لگے۔ وہ روتے رہے اور میں وہاں سے اٹھ کر چلا آیا۔ (تاریخ المشاہیر از قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ - مدنی ”رحمۃ اللعالمین“ صفحہ ۲۰ تا ۲۱)

۸۹- محمد بن ربیعؒ فرماتے ہیں کہ میں کم عمری میں اپنے والد کے ہمراہ حج کو گیا۔ مسجد نبویؐ میں بحالت خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ یعنی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہما پر سہارا کئے ہوئے مرقد مبارک سے نکلے۔ میں نے ابوب سے سلام کر کے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ

علیہ وسلم) کہاں کا عزم ہے۔ فرمایا کہ مالک کے لئے ایک سڑک بنائی گئی ہے۔ جب بیدار ہوا اور امام مالکؒ کے پاس گیا تو دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اور امام مالکؒ نے ان کے سامنے اپنی تالیف ”موطا“ کو کھولا ہوا ہے (تعلیق المجد شیخنا از محمد عبدالحی لکھنوی)

۹۰۔ سیدنا امام مالکؒ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ حج کے لئے کیوں تشریف نہیں لے جاتے۔ فرمایا حج فرض ادا کر چکا ہوں۔ اب اس خیال سے مدینہ طیبہ کے باہر نہیں جاتا کہ کہیں باہر موت آجائے۔ اس پر حضرت امام مالکؒ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ آپ نے ان کی طرف دایاں ہاتھ کھول کر پانچوں انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا حضرت امام مالکؒ نے اس خواب کی تعبیر کے لئے صبح آدمی ابن سیرینؒ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں ارشاد ہے کہ پانچ چیزوں کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں اور ان کو ”مفاتیح الغیب“ فرمایا گیا ہے اور یہی بات قرآن مجید کے اندر سورہ لقمان کی آخری آیات میں موجود ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ..... عَلَيْهِمْ حَبِيرٌ ○ (ترجمہ: بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارنا ہے بارش اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں اور کسی کو علم نہیں کہ کل کیا کرے گا اور کسی کو خبر نہیں کہ وہ کس سرزمین میں مرے گا۔ تحقیق اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔) (خواب نامہ حضرت ابن سیرینؒ) (حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ۔ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے بھی ایک مرتبہ اپنے وعظ کے دوران اس خواب کو بیان کیا تھا)

۹۱۔ امام عبد اللہ مالک بن انسؒ بن مالک بن ابو عامر بن عمر کا تاریخی نام ”نجم“ ہے۔ مدینہ طیبہ میں عبد اللہ بن مسعود کے مکان میں مقیم تھے اور آپ کی نشست گاہ حضرت عمرؓ کی جائے جلوس تھی۔ ہمیشہ خلوت میں کھاتے تھے۔ حصول علم کے حریص تھے۔ سترہ برس کی عمر میں درس دینے لگے تھے۔ جب سترہ اماموں نے اہل قرار دیا تو فتویٰ دینے لگے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے لئے خاص اہتمام فرماتے تھے۔ غسل کر کے بیش بہا اور فاخرہ لباس پہن کر نہایت پروقار انداز

میں مسند پر بیٹھتے۔ مجلس میں عود وغیرہ آخر تک جلائے اور اپنے بدن پر خوشبو ملتے۔ تب حدیث شریف پڑھتے اور درس حدیث شریف کے وقت کوئی کلام مجلس میں خلاف شان نہ ہوتا۔ حضرت امام کے دروانہ پر جب کوئی طالب علم دستک دیتا تو خادمہ کو بھیج کر دریافت کراتے کہ کوئی مسئلہ پوچھنا ہے یا حدیث شریف سننے کے لئے آیا ہے۔ اگر وہ کہتا مجھے مسئلہ دریافت کرنا ہے تو اسی وقت دروانہ پر تشریف لا کر کھڑے کھڑے جواب دے دیتے۔ لیکن اگر حدیث شریف سننے کا خواہش مند ہوتا تو اسے بیٹھنے کو فرماتے۔ خود تازہ غسل کرتے، پاکیزہ لباس زیب تن فرماتے، خوشبو لگاتے۔ پھر آپ کی نشست گاہ میں گاؤنگیہ رکھا جاتا۔ نہایت شان و شوکت سے وہاں رونق افروز ہوتے اس کے بعد اس طالب علم کو شرف باریابی بخشتے اور اسے حدیث شریف سناتے اور فرماتے میری دلی خواہش ہے کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی کی ہر ممکن تعظیم و تکریم کروں اور باوضو پورے سکون و وقار کے ساتھ حدیث شریف بیان کروں۔ راستے میں کھڑے کھڑے یا جلدی جلدی میں حدیث شریف بیان کرنا ناپسند فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت امین حازم درس حدیث دے رہے تھے حضرت امام مالکؒ پاس سے گزرے کسی نے پوچھا آپ اس درس میں کیوں شامل نہیں ہوئے تو فرمایا وہاں بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی اور میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ کھڑے ہو کر حدیث شریف سنوں۔ ایک مرتبہ دوران درس حدیث شریف پچھو نے آپ کو تین بار (دوسری روایت کے مطابق ۷ بار) ڈٹک مارا۔ تکلیف کے آثار چہرہ سے ظاہر ہو رہے تھے مگر ادب کی وجہ سے درس جاری رکھا۔ غرض درس حدیث کے وقت ایسا ادب ملحوظ رکھتے گویا خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما ہیں۔ جب آپ نے ”موطا“ تالیف فرمائی تو حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب ”موطا“ سے اصح نہیں ہے۔ حضرت ابن عربیؒ نے فرمایا ”موطا“ اصل ہے اور ”صحیح بخاری“ اصل ثانی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فرمایا ”موطا“ صحیحین کی اصل و جڑ ہے۔ آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درالقدس پر حاضری کو شانیں دربار کی اعلیٰ کرسی پر ترجیح دی۔ مدینہ طیبہ سے والہانہ محبت تھی۔ تمام عمر میں صرف ایک بار فریضہ حج ادا کرنے مکہ مکرمہ تشریف

لے گئے ورنہ تمام عمر اس اندیشہ سے کہ کہیں موت اس سرزمین سے باہر نہ آجائے
مدینہ طیبہ سے غیر حاضر نہ ہوئے۔ آپ کے پاس بہترین گھوڑے اور مصر کے بہترین
نچرتھے۔ گھڑ سواری ان پر کبھی نہ کی۔ فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ اس سرزمین پر
گھوڑے کی سواری کروں جس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استراحت
فرما رہے ہیں۔ یہ سب جانور حضرت امام شافعیؒ کو بطور ہدیہ دے دیئے۔ پوری زندگی
مدینہ شریف کی سرزمین پر رفع حاجت نہ کی اس کے لئے علیحدہ برتن رکھ چھوڑا تھا جو
علی الصبح دور جا کر پھینک آتے تھے۔ غایت درجہ کی محبت اور ادب کا یہ نتیجہ تھا کہ
آپ نے فرمایا کہ کوئی شب مجھ پر ایسی نہیں گزرتی جس میں حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی زیارت با برکت سے مشرف نہ ہوتا ہوں۔ آپ مدینہ منورہ میں جنت
البتیح میں مدفون ہیں۔ اب تک لوگ آپ کے مرقد مبارک سے فیضیاب ہوتے ہیں
(علمائے حق اور ان کی مظلومیت کی داستانیں) از مفتی انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی
صفحہ ۷۰) (سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام تالیف صاحبزادہ محمد کرم شاہ)

حضرت ثنی بن سعید زارغ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ کو فرماتے سنا کہ
کوئی رات ایسی نہیں جاتی جب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار
پاک نہ کرتا ہوں اور اس کے بعد روتے۔ (حیۃ الصحابہ حصہ پنجم صفحہ ۳۹۲ از مولانا
محمد یوسف کاندھلوی قدس سرہ۔ اردو ترجمہ)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک زبان پر آتے ہی حضرت
امام مالکؒ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ لوگ پوچھتے تو فرماتے کہ میں نے جن
بزرگوں کی زیارت کی ہے ان کی حالت مجھ سے بھی برہ کر تھی (حیات مالکؒ از علامہ
سید سلیمان ندوی قدس سرہ صفحہ ۸۳)

۹۲۔ حضرت امام موسیٰ کاظمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عالم رویا میں دیکھا۔ آپؐ
نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ یہ تمہارا فرزند (امام موسیٰ رضاؑ) اللہ کے انوار معرفت
کا بیٹا اور حکمت الہی کے مطابق گویا ہے۔ ہمیشہ ثواب پانے والا ہو گا نہ خطا کرنے
والا۔ عالم زمانہ ہو گا نہ جاہل کیونکہ یہ علم و حکمت سے پر اور مملو ہے۔ حضرت امام

موسیٰ کاظمؑ کا وصال ۱۸۲ھ میں ہوا (تحفہ رضویہ یعنی سوانح عمری جناب امام موسیٰ رضاؑ صفحہ ۹)

۹۳- علامہ ابن حجر مکیؒ، علامہ شبلیؒ اور علامہ عبداللہ رقمطراز ہیں کہ عیسیٰ بن حبیبؒ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شہر کی اس مسجد میں دیکھا جہاں حاجی اترتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے آپؐ کو سلام کیا اور آپؐ کے پاس طباق دیکھا جس میں نہایت عمدہ کھجوریں تھیں۔ میرے سلام پر آپؐ نے مجھ کو ۱۸ دانہ کھجور کے مرحمت فرمائے۔ میں اس خواب سے بیدار ہوا تو سمجھا کہ اب ۱۸ سال اور زندہ رہوں گا۔ اس خواب کے بیس دن بعد حضرت امام موسیٰ رضاؑ مدینہ طیبہ تشریف لائے اور اس مسجد میں اترے جس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ حضرت کے سامنے ایک طباق دیکھا جس میں کھجوریں رکھی تھیں۔ لوگ حضرتؐ کو سلام کرنے کے لئے دوڑے۔ میں بھی گیا تو دیکھا کہ حضرت امامؑ اسی جگہ تشریف فرما ہیں جہاں میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف فرما دیکھا تھا۔ میں نے سلام عرض کیا تو حضرت امامؑ نے جواب دیا اور اپنے قریب بلا کر ایک مٹھی کھجوریں اس طباق میں سے مجھے مرحمت فرمائیں۔ میں نے گنیں تو ۱۸ تھیں۔ اسی قدر کہ جتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عنایت فرمائی تھیں۔ میں نے عرض کیا کچھ اور مرحمت ہوں تو حضرت امامؑ نے فرمایا اگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو خواب میں اس سے زیادہ کھجوریں دی ہوتیں تو میں بھی دیتا۔ (صواعق محرقة صفحہ ۱۳۲) (انوار الابصار صفحہ ۱۳۴) (ازحج ارطال صفحہ ۲۵۶) (تاریخ ائمہ صفحہ ۲۷۱) (سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ مرتبہ مولوی عبداللہ بسمل امرتسری صفحہ ۲۵۶)

۹۴- حضرت رابعہ بصریؒ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ”اے رابعہ! مجھے دوست رکھتی ہے“ میں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہو گا جو آپؐ کو دوست نہ رکھتا ہو لیکن حق تعالیٰ کی محبت نے مجھ پر غلبہ کر رکھا ہے کہ سوائے اس کے کسی کی دوستی اور دشمنی کی جگہ

میرے دل میں باقی نہیں رہی ہے۔ (آپ کا وصال ۱۸۵ھ میں ہوا۔ مزار جبل قدس پر ہے (تذکرہ اولیاء از خواجہ فرید الدین عطار صفحہ ۶۸)

۹۵۔ حضرت معروف کرخیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا۔ پوچھا آپ کون ہیں۔ فرمایا موسیٰ بن عمران (علیہ السلام) پھر مکان کی چھت سے تین آدمیوں کو اترتے دیکھ کر سوال کیا۔ جواب ملا کہ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) دوسرے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تیسرے حضرت امام احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہ) ان کے ساتھ حاملان عرش اور دیگر فرشتے بھی موجود تھے۔ یہ جماعت شہادت دے رہی تھی کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے غیر مخلوق (خیر الموائس جلد دوم صفحہ ۴۴۷)

۹۶۔ حضرت معروف کرخیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ شمیم سے فرما رہے تھے کہ اے شمیم اللہ تعالیٰ تمہیں میری امت کی جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے (تہذیب التہذیب)

پیکر جذب و استغراق حضرت معروف کرخیؒ زبردست مقتدائے طریقت گذرے ہیں۔ والدین آتش پرست تھے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کو برا لگتا ہے کہ اس کا بندہ ہو کر کوئی اس کے بندوں کو ستائے اور اچانک پکڑ لیتا ہے۔ مگر جب دیکھتا ہے کہ کوئی اس کے بندوں کی فلاح کے لئے کوشاں ہے تو بہت خوش ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان دین نے اللہ کے بندوں کی خدمت کو ہمیشہ پیش نظر رکھا اور کبھی بھی کسی کے لئے بددعا نہیں کی۔ مصیبت کا علاج اس کے چھپانے اور پوشیدہ رکھنے میں ہے۔ ایک بار وضو ساقط ہو گیا فوراً تیمم کر لیا۔ لوگوں نے کہا دریائے دجلہ پاس ہی تو ہے۔ تیمم کی کیا ضرورت ہے۔ فرمایا وہاں پہنچنے سے پہلے موت آ کر میرا گلا دبا دیتی تو۔ آپ کا وصال ۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ کو ہوا۔ بغداد میں مزار مرجع خلافت ہے۔ آپ کی قبر ”ترباق مجرب“ کے نام سے مشہور ہے۔ جو لوگ وہاں آپ کے توسط سے دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے ضرور پوری فرماتا ہے۔

۹۷۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے دریافت فرمایا اے لڑکے تم کون ہو۔ آپ نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کا امتی ہوں۔ پھر آپ نے مجھے قریب ہونے کو فرمایا۔ میں آپ کے بالکل قریب ہو گیا تو آپ نے اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈال دیا۔ اور فرمایا جا حق تعالیٰ تجھ پر فضل فرمائے۔ پھر میں نے اسی وقت مدینۃ العلم حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے اپنی انگلی سے انگوٹھی اتار کر میری انگلی میں ڈال دی۔ اس انگوٹھی کی برکت سے حضرت شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ کے علم نے مجھ میں سرایت کیا (الیافی والولی الخلیب فی الاکمال) (سیرت ائمہ اربعہ صفحہ ۳۴۷) (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۸۱)

حضرت امام شافعیؒ ۱۵۰ھ مطابق ۷۶۷ء میں پیدا ہوئے اور بروز جمعہ آخری ماہ رجب ۲۰۴ھ مطابق ۸۱۹ء میں وصال فرمایا۔ مزار عالیہ مصر کے مضافات میں ہے۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ اگر امام شافعیؒ کی عقل کو نصف مخلوقات کی مجموعی عقل کے ساتھ وزن کیا جائے تو امام شافعیؒ کی عقل کا پلڑا بھاری رہے گا۔

۹۸- مشائخ میں سے ایک صاحب روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے آپ سے ایک روایت پہنچی ہے کہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے اوتار، اولیاء اور ابرار رہتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری طرف سے یہ روایت بالکل درست ہے اور اس کی صحت میں کوئی شبہ نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں ان حضرات میں سے ایک ہستی کو دیکھنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے زمانہ میں محمد ادریس شافعی کو دیکھ لے۔ وہ ان ہی میں سے ایک ہیں اور اس کے علاوہ ان کے بہت سے مناقب ہیں (کشف المحجوب صفحہ ۱۳۶)

۹۹- ویلی نے ابو جعفر قانی سے روایت کیا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں بہت سے مسائل دریافت کئے۔ منجملہ ان کے یہ بھی پوچھا کہ اماموں کا اختلاف کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر امام اپنے اجتہاد

میں سچا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سب مجتہد سچے ہیں مگر حق ایک پر منحصر ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک سب مجتہد سچے ہیں اور خطا کرنے والے بھی ہیں مگر وہ معاف ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اگرچہ ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے قول میں اختلاف لفظی ہے مگر معنی متحد ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ ان دونوں اماموں میں سے کسی کی تقلید زیادہ عمدہ ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ دونوں حق پر ہیں (الخیرات الحسان فی مناقب النعمان)

۱۰۰۔ حضرت سیدہ نفیہؒ حضرت ابو محمد حسن بن زید بن حسن بن علی کرم اللہ وجہ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کا نکاح حضرت امام جعفر صادقؑ کے صاحبزادے حضرت اسحاقؒ سے ہوا تھا۔ حضرت امام شافعیؒ آپ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے اور حدیث شریف میں آپ سے استفادہ کیا۔ حضرت سیدہؒ کا وصال رمضان المبارک ۲۰۸ھ میں ہوا۔ انتقال کے بعد آپ کے شوہر کا ارادہ ہوا کہ آپ کی نعش مبارک کو مدینہ منورہ لے جائیں اور وہاں دفن کریں۔ مصر والوں نے استدعا کی کہ یہیں اس مقدس ہستی کو رہنے دیجئے۔ رات کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ نفیہؒ کو یہیں رہنے دو۔ نفیہ اہل مصر کے لئے باعث رحمت ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے حضرت سیدہؒ کی قریب ۱۵۰ کرامات بیان کی ہیں۔ آپ کی قبر کے پاس اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو اس کے مقبول ہونے کی شہرت عام ہے۔ بارہا تجربہ کیا تو درست ثابت ہوا۔ (مشارق الانوار) (سیرت ائمہ اربعہ صفحہ ۵۳۹)

۱۰۱۔ ابو عبد الرحمن عبد اللہ المعروف بالقعینیؒ کی ولادت ۳۰ھ میں ہوئی۔ اصل آپ کی مدینہ منورہ سے ہے۔ بصرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ عبد اللہ ابن الحکیمؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں علم حدیث سیکھنے عبد الرزاقؒ کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا تو علم حدیث شریف نہ سیکھ میں ہرگز نہ سکھاؤں گا۔ اس رات میں مغموم سو رہا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ میں نے یہ ماجرا عرض کیا جس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ چار

اشخاص سے تو علم حدیث سیکھ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے تعین کی کہ وہ سر دفتر اہل حدیث سے ہے۔ اسی طرح تین اور نام بتائے۔ آپ کو اکثر اہل زمانہ ابدالوں میں شمار کرتے تھے اور کثرت عبادت کی وجہ سے راہب مشہور تھے۔ آپ کا وصال ۶ محرم الحرام ۵۲۲ھ بروز جمعہ بصرہ میں ہوا۔ (تاریخ الاولیاء جلد اول از امام الدین ص ۳۹۳)

۱۰۲- حضرت ابو زکریا یحییٰ بن معین الرقی الحافظ امام وقت عالم اور متقی تھے۔ والد سے ۵۰ ہزار درم ورثہ میں ملے جو سب علم حدیث حاصل کرنے میں خرچ کر دیئے۔ لوگوں نے پوچھا کس قدر احادیث آپ نے تحریر کیں تو فرمایا اپنے ہاتھ سے میں نے دس لاکھ احادیث لکھی ہیں۔ بعض دوسرے محدث نے چھ لاکھ احادیث لکھی ہیں ۵۲۳ھ میں بغداد شریف سے حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔ حج کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور دو تین دن بعد جب روانگی کا ارادہ کیا تو پہلی ہی منزل میں خواب میں بشارت ہوئی کہ اے ابو زکریا میری ہمسائیگی چھوڑ کر کہاں جاتا ہے۔ بیداری پر اپنے رفقاء کو رخصت کیا اور فرمایا کہ روح مبارک سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خبردار کیا ہے۔ اب میں یہیں قیام کروں گا اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ تین دن بعد ہی وصال ہو گیا اور یہ سعادت نصیب ہوئی کہ جس تختہ مبارک پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا تھا اسی پر آپ کو غسل دیا گیا اور وائی مدینہ منورہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ عمر ۷۷ سال پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے (ستان المحدثین) (تاریخ الاولیاء جلد اول صفحہ ۳۹۳) (علامان اسلام صفحہ ۲۶۸)

۱۰۳- حضرت قتبہ بن سعید الشعمی کے والد سعید بن جمیل نہایت نیک بزرگ تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے دست مبارک میں ایک رجز ہے۔ حضرت سعید نے دریافت کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا ”اس میں علماء کے نام درج ہیں“ حضرت سعید نے عرض کیا ”رجز ذرا مجھ کو مرحمت فرما دیجئے تاکہ میں

دیکھ لوں کہ اس میں میرے فرزند کا نام بھی درج ہے یا نہیں۔“ اس درخواست پر رجسٹر دے دیا گیا۔ انہوں نے کھول کر دیکھا تو اس میں ان کے فرزند حضرت قتبہ کا اسم گرامی شامل تھا۔ ایک ایسے نیک اور حوصلہ مند باپ کے فرزند ہونے کی وجہ سے حضرت قتبہ کو اسلامی علوم و فنون سے قلبی لگاؤ تھا۔ طلب علم میں ان کے شہر بہ شہر پھرنے اور اکابرین امت کے فیض التفات نے انہیں علم و فضل کا دریا بنا دیا تھا۔ ۹۱ برس کی عمر پر ۲۴۰ھ میں اپنے وطن غلان میں وصال فرمایا۔ ان کے دادا جمیل بن ظریف مشہور اموی گورنر حجاج بن یوسف کے غلام تھے۔ انتہائی جابر اور تند خو ہونے کے باوجود جمیل کی بہت تکریم کرنا تھا (غلامان اسلام صفحہ ۱۳۲۔ ندوۃ المصنفین۔ دہلی)

۱۰۴۔ ابو جعفر قاضی کوئی کی یہ عادت تھی کہ جو شخص اولاد علی بن ابی طالب میں سے ان سے کوئی چیز طلب کرتا اگر قیمت دے دیتا تو لے لیتے ورنہ اپنے ملازموں سے کہہ دیتے کہ جو چیز مانگے دے دو اور حضرت علیؑ کے ذمہ مطالبہ قیمت لکھ دو۔ کچھ عرصہ یہی حال رہا۔ اتفاق سے قاضی پھر محتاج اور غریب ہو گئے۔ ایک مسخرہ نے کہا تمہارا علیؑ جو تمہارا روپیہ دیتا تھا کہاں چلا گیا۔ یہ سن کر قاضی کو ندامت ہوئی اور رنجیدہ مکان پر آکر سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات حسنینؑ تشریف لائے ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرات حسنینؑ سے دریافت فرما رہے ہیں کہ تمہارا باپ کہاں ہے۔ اتنے ہی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تشریف لے آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضر ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے علیؑ تو اس غریب کا قرضہ کیوں ادا نہیں کرتا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں لایا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر دے دے۔ فوراً مہج جو دو سنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک تھیلی ابو جعفر قاضی کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا یہ اس کی قیمت ہے جو میری اولاد نے تجھ سے سامان لیا تھا اور تو نے بلا قیمت ان کو دے دیا تھا۔ بعدہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا جعفر اس کو لے لے اور اولاد علیؑ میں سے جو تجھ سے سامان لینے آئے اس کو دے دیا کر۔ تو کبھی محتاج نہ ہو گا۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو تھیلی میرے ہاتھ میں تھی۔ میں نے اپنی

بیوی کو آواز دی۔ وہ آئی تو اس سے دریافت کیا کہ میں سوتا ہوں یا جاگتا ہوں۔ بولی آپ جاگ رہے ہیں۔ تب مجھ کو اطمینان ہوا۔ بعد ازاں میں نے رجسٹر دیکھا جس میں اولاد علیؑ کے سامنے مطالبہ لکھا ہوا تھا مگر اب اس کو کسی نے بالکل چھیل ڈالا اور مٹا دیا تھا گویا وہاں کچھ لکھا ہی نہ تھا۔ (خیتہ ذوی الاحلام)

۱۰۵۔ ایک مرد بزرگ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ سے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا حال دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ امام احمد بن حنبل صدیقین میں سے ہیں (خیرالموائس حصہ دوم صفحہ ۲۴۷) حضرت امام احمد بن حنبلؒ ۲۴۱ھ ۶۷۹ء میں بغداد میں پیدا ہوئے اور ۷۷ برس کی عمر پا کر ۱۳ ربیع الاول ۲۴۱ھ مطابق ۸۵۵ء وصال فرمایا۔

۱۰۶۔ امام بیہقی نے اپنی سند سے ایک شخص مسلمہ بن مسیبؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں امام احمد بن حنبلؒ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک بوڑھا شخص لکڑی ٹیکتا آیا اور کہا تم میں احمد کون ہے؟ امام نے کہا میں احمد ہوں، کیا کام ہے؟ اس نے کہا میں چار سو فرسخ طے کر کے صرف تمہیں یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ احمد کے پاس جاؤ اور کہو کہ ساکنان عرش اور ملائکہ تم سے راضی اور خوش ہیں کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں غیر معمولی عزم و ثبات کا ثبوت دیا ہے (سیرت ائمہ اربعہ صفحہ ۶۱۸)

۱۰۷۔ حضرت ذوالنون مصریؒ کے نفس کو ایک روز آتش اور سرکہ کھانے کی خواہش پیدا ہوئی مگر دس سال تک آپ نے اس خواہش کی چنداں پروا نہ کی۔ عید کی شب کو نفس بولا کہ کل عید ہے رات گزر گئی اب تو مجھے آتش اور سرکہ کھلا دیں۔ فرمایا اگر اس شب دو رکعت کے اندر پورا قرآن مجید ختم کر دینے میں میری مطابقت کرے تو میں تیری یہ خواہش پوری کروں گا۔ چنانچہ یہی ہوا اور صبح آتش اور سرکہ آپ کے سامنے لایا گیا۔ آپ لقمہ اٹھا کر منہ میں لے جانا چاہتے تھے کہ کسی بات کا خیال آگیا اور لقمہ پیالے میں رکھ دیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے وجہ

دریافت کی۔ فرمایا جس وقت میں نے لقمہ اٹھایا اس وقت نفس کہنے لگا آخر دس سال بعد آپ نے میری خواہش پوری کر ہی دی اور میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے کہا کچھ ہو میں تیری یہ آرزو پوری نہ ہونے دوں گا۔ اسی وقت ایک شخص آیا اس کے سر پر آتش اور سرکہ کی دیکھی تھی بولا میرے بیٹوں کو مدت سے اس کھانے کی آرزو تھی مگر مجھے میسر ہی نہ تھا۔ آج عید کے روز میں نے کہیں نہ کہیں سے کچھ نہ کچھ کر کے یہ کھانا تیار کیا تھا۔ اتفاقاً "مجھے نیند آگئی دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اگر قیامت میں مجھے دیکھنے کی آرزو ہے تو اس دیکھی کو اسی طرح ذوالنون کے پاس لے جا اور کہہ دے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سفارش کرتے ہیں کہ ایک لحوہ کے لئے تو آپ اپنے نفس سے مصالحت کر لیں۔ آپ یہ سن کر رونے لگے۔ دیر تک روتے رہے اور فرمایا اب میں مجبور ہوں۔ اب مانے بغیر چارہ نہیں اور چند لقمے اس میں سے کھائے (ہفتاد اولیاء صفحہ ۶۲ تا ۶۳)

۱۰۸- حضرت ذوالنون مصریؒ کا ایک مرید نہایت عابد و زاہد تھا۔ یہ حالت تھی کہ پورے چالیس سال شب بیدار رہا تھا۔ چالیس حج کئے اور شب و روز عبادت و ریاضت میں مصروف رہتا تھا۔ حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ اللہ جانے کیا معاملہ ہے اب تک باری تعالیٰ کی نظر میری طرف نہیں اٹھی اور میرے باطن میں کوئی بات پیدا نہیں ہوئی۔ مجھے کوئی شکوہ تو نہیں البتہ شوق میرے قلب میں آگ لگائے ہوئے ہے۔ میری دستگیری فرمائیے۔ آپ نے یہ ارشاد فرمایا آج رات خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھاؤ، نماز عشاء بھی نہ پڑھو اور شام ہی سے سو جاؤ۔ اگر تمہاری طرف نظر رحمت نہیں اٹھتی تو نظر عتاب ہی اٹھے۔ اور تو سب کچھ اس مرید نے کیا البتہ عشاء کی نماز پڑھ لی۔ رات کو دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو استقامت پسند ہے۔ تیری آرزو پوری ہو گی۔ مگر ہمارا سلام اس راہزن مدعی ذوالنون مصریؒ کو پہنچا کر کہنا کہ اے جھوٹے مدعی! اگر میں تجھے تمام شہر میں رسوا نہ کروں تو میں تیرا خدا نہیں تاکہ تو پھر ہماری درگاہ کے عاجزوں کے ساتھ مکر نہ کرے۔ مرید بیدار ہوا تو بہت رویا اور حضرت ذوالنون مصریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا۔ آپ اپنے بابت "سلام" اور "جھوٹے مدعی" کے الفاظ سن کر

پھولے نہ سائے اور زار زار روتے رہے۔ (ہفتاد اولیاء صفحہ ۶۳ تا ۶۵)

۱۰۹۔ روایت ہے کہ حضرت ذوالنون مصریؒ کا وصال ہوا تو اس رات ستر علماء و افراد کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت با برکت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کے دوست ذوالنون پہنچ گئے۔ ہم ان کے استقبال کے لئے آئے ہیں۔ جب آپ نے وفات پائی تو لوگوں نے آپ کی پیشانی مبارک پر عنبریں حروف میں یہ لکھا دیکھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں اور انہوں نے اس کی محبت میں جان دی ہے جب جنازہ اٹھایا گیا تو سورج نہایت تیز تھا۔ ہوائی پرندے آگئے اور گھر سے گور تک پروں کو ملا کر جنازہ پر سایہ کئے رکھا۔ جس راستے سے جنازہ جا رہا تھا موزن نے برائے نماز اذان دے دی تو جب وہ کلمہ شہادت پر پہنچا تو آپ کی انگشت شہادت اٹھ گئی جو قبر تک نیچے نہ ہوئی۔ (ہفتاد اولیاء صفحہ ۶۷) (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۳۳)

قلبۃ السیاء حضرت ذوالنون مصریؒ ارض مصر کے جلیل القدر ولی و بزرگ تھے۔ خلیفہ متوکل عباسی نے بہ جرم زندہ بنیت آپ کو چالیس دن بغداد کے جیل خانے میں رکھا۔ رہائی پر جو لوگ آپ کو زندیق کہتے تھے سب تائب ہوئے اور خود خلیفہ آپ کا مرید ہو گیا۔ فرمایا جب تک بندے اللہ سے ڈریں گے کام کے رہیں گے صحت جسمانی کا راز کم خوری اور صحت روحانی کا کم گناہی میں ہے۔ عارف وہ ہے جو مخلوق میں رہتے ہوئے بھی مخلوق سے علیحدہ رہے۔ جو چیز اللہ سے غافل کر دے وہی دنیا ہے۔ صوفی وہ ہے جو تمام چیزیں چھوڑ کر صرف اللہ کا ہو رہے۔ بلا میں جھلا ہو کر صبر کرنا تعجب نہیں بلکہ اس پر راضی ہونا تعجب ہے۔ جو معدہ کھانے سے پر ہو اس میں حکمت نہیں آسکتی۔ جب تک اللہ کی طرف سے حکم نہ ہو کوئی بندہ کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اللہ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ بندہ اخلاق، افعال، بجا آوری، امونہ اور سنت نبویؐ میں ہر طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہو۔ آپ کے سن وصال میں اختلاف ہے۔ بقول صاحب نجات الانس ۲۳۳ھ میں وصال فرمایا۔ مصر میں روضہ مرجع خلائق ہے۔

۱۰۔ حضرت خواجہ حذیفۃ المرہمیؒ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے روضہ منورہ پر حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت خواجہ کو دیدار فائز الانوار سے مشرف فرمایا۔ حضرت خواجہ نے رو کر عرض کیا کہ مجھے ہر وقت خوف لگا رہتا ہے کہ کہیں قرالی کا نشانہ نہ بن جاؤں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اے حذیفہ ہمت مردانہ رکھ تو میرے ہمراہ بہشت میں جائے گا اور جو شخص تجھ سے وسیلہ اختیار کرے گا وہ بھی داخل جنت ہو گا“ آپ ہمیشہ روتے رہتے تھے۔ وجہ پوچھی تو فرمایا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے ”فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر“ اور میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے کس فرقہ سے ہوں۔ آپ کا وصال ۱۳ شوال ۲۵۲ھ میں ہوا۔ مولد و مسکن فرعش تھا جو نواح دمشق میں ایک قصبہ ہے۔ حضرت ابراہیم ادھم کے مرید و خلیفہ تھے (سیر الاقطاب از مولوی محمد علی) (”تذکرہ“ حصہ ثالث صفحہ ۱۳ از شیخ محمد صغیر حسن پرنسپل)

۱۱۱۔ حضرت شیخ محمد بن علی حکیم ترمذی ایک بزرگ گذرے ہیں۔ جوانی میں ایک عورت آپ پر عاشق ہو گئی تھی اور ہر وقت تاک میں رہتی تھی۔ آخر ایک دن ان کو تنہا ایک باغ میں پالیا اور اظہار تمنا کیا۔ یہ گہرائے اور گناہ سے بچنے کے لئے بھاگ کر باغ کی دیوار سے کود گئے۔ اس واقعہ کے بعد ایک دن بڑھاپے میں دوسو کے طور پر یہ خیال آیا کہ اگر میں اس عورت کی دل شکنی نہ کرتا اور اس کا مطلب پورا کر دیتا اور بعد کو توبہ کر لیتا تو یہ گناہ بھی معاف ہو جاتا اور اس کی دل شکنی بھی نہ ہوتی۔ اس خیال پر آپ نے غمزدہ ہو کر نفس سے خطاب کیا ”ارے خبیث عمد شباب میں یہ خیال نہ آیا۔ اب اتنی ریاضت اور مجاہدے کے بعد پشیمانی سے کیا حاصل؟ بہت روئے سخت قلق رہا۔ سمجھے کہ جو کچھ اعمال و اشغال میں نے کئے ہیں سب غارت ہو گئے۔ اسی دوران حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ارشاد فرما رہے ہیں ”اے حکیم کیوں غم کرتے ہو۔ تمہارا درجہ وہی ہے اور جو کچھ تم نے کیا وہ ضائع نہیں ہوا۔ اس دوسوہ کی وجہ یہ ہے کہ دوسوہ کا یہ زمانہ میرے زمانہ سے دور ہو گیا ہے اور اس گناہ سے بچنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ زمانہ میرے زمانہ سے قریب تھا اور قرب عمد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں برکت ہے۔ ایک بزرگ صرف اس وجہ سے باسی روٹی پسند فرماتے تھے کہ یہ حضرت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قریب ہے اور تازہ روٹی میں کسی قدر بعد اور دوری آگئی ہے۔

بعض لوگ جو شیوخ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ ہم میں کبھی برے کام کا خیال پیدا ہی نہ ہو تو یہ ان کی غلطی ہے اور وجہ ناواقفیت ہے۔ انسان جب تک زندہ ہے لوازم بشریہ سے مملو رہے گا۔ کبھی نہ کبھی کچھ نہ کچھ وسوسہ اور خیال آہی جاتا ہے اور یہ کوئی گناہ کی بات نہیں۔ گناہ تو اس وقت ہو گا جب اس وسوسہ پر عمل کرے گا۔

حکیم ترمذیؒ کا وصال ۲۵۵ھ میں ہوا (سیرت الاولیاء صفحہ ۱۵۹ از شہزادہ داراشکوہ) ”سیرت الصوفی“ از حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ صفحہ ۱۷ تا ۱۹۔ ناشر محمد عبدالمنان۔ مکتبہ تھانوی۔ دفتر الالبقاء۔ متصل مسافر خانہ۔ بند روڈ۔ کراچی)

۱۱۲۔ سید مطیرؒ اولاد سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھے۔ کبوتر اڑایا کرتے تھے۔ جب وہ انتقال کر گئے تو ایک بزرگ نے اسی وجہ سے ان کی جنازہ کی نماز نہ پڑھی۔ وہ بزرگ کہتے ہیں کہ رات کو میں نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت سیدۃ النساء کو دیکھا جو مجھ سے نہایت ناخوش ہیں۔ میں نے بہت خوشامد کی مگر وہ متوجہ نہ ہوئیں اور فرمایا کہ تو نے مطیرؒ کے جنازہ پر نماز کیوں نہیں پڑھی۔ بیدار ہونے پر میں نے ہمہ وقت سادات کی تعظیم شروع کر دی (الصواعق) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کو اپنے زہد و اتقا پر مغرور ہو کر دوسرے کو حقیر نہ سمجھنا چاہئے۔

۱۱۳۔ جریر بن حازمؒ فرماتے ہیں کہ جب زید بن علیؓ کو لوگوں نے سولی پر چڑھا دیا تو ایک رات میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ اس سولی سے آڑ لگائے فرما رہے ہیں کہ لوگ میرے فرزندوں کے ساتھ ایسی بے اعتنائی کرتے ہیں (الصواعق)

۱۱۴۔ ابو حسان زیادؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بہت تنگدست ہو گیا۔

ادھر جن کا قرضہ میرے ذمہ تھا انہوں نے تقاضے شروع کر دیئے۔ اسی اثناء میں ایک حاجی آپ سے ملنے آئے اور کہا میں ایک غریب آدمی ہوں۔ سفر حج پر جا رہا ہوں۔ یہ دس ہزار درم آپ بطور امانت رکھ لیں واپسی پر لے لوں گا۔ میں نے یہ سب رقم وصول کر لی اور یہ خیال کر کے کہ جب تک وہ حج سے واپس ہو گا اس وقت تک انتظام ہو جائے گا اور رقم واپس کر دی جائے گی۔ میں نے یہ سب رقم قرض خواہوں کو دے دی۔ دوسرے دن وہ حاجی آیا اور کہا میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے یہ خبر مجھے ابھی ملی ہے۔ اب میں گھر واپس جا رہا ہوں اور حج کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے پس میری رقم مجھ کو واپس کر دیں۔ میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی پھر بھی اپنے کو سنبھال کر جواب دیا کہ وہ رقم میں نے کسی محفوظ مقام پر بھجوا دی ہے منگوانے میں وقت لگے گا۔ کل آکر لے جانا۔ حاجی چلا گیا۔ ادھر میں انتہا درجہ پریشان اندھیری رات میں خچر پر سوار ہو کر کسی کو مطلع کئے بغیر گھر سے کہیں دور چلے جانے کا قصد کر کے نکلا۔ ابھی شہر پناہ سے باہر نکلا ہی تھا کہ شمعیں روشن ایک سواری نظر آئی۔ میں سمجھا خلیفہ مامون الرشید کی سواری ہے۔ غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ دینار بن عبداللہ ہیں۔ انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا خلیفہ نے آپ کو فوراً طلب کیا ہے۔ میں بہ عالم پریشانی خلیفہ کے حضور پہنچا۔ اس نے دریافت کیا اے اباحسان تمہارا کیا حال ہے۔ میں نے ابھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فوراً تمہاری مدد کروں۔ میں نے خلیفہ کو تمام واقعہ سنا دیا۔ خلیفہ نے اسی وقت ۳۰ ہزار درہم مجھے دیئے اور ملک رے کی حکومت بھی عطا کر دی میں گھر لوٹ کر آیا۔ نماز فجر ادا کی اور اللہ کا شکر ادا کیا اور صبح حسب وعدہ حاجی کو رقم ادا کر دی۔ (بخیت ذوی الاحلام)

مامون الرشید خلفائے عباسیہ میں ساتواں خلیفہ ہے۔ ۱۹ سال خلیفہ رہ کر ۸۲۷ھ میں وفات پائی۔ قرآن کے مخلوق و غیر مخلوق ہونے کی بحث اسی کے زمانہ میں شروع ہوئی۔ اس کے دربار میں علماء، فضلاء اور ہر فن کے ماہرین بکثرت موجود تھے۔ علم کو بہت فروغ دیا۔ دولت کی فراوانی تو اس قدر ہوئی کہ جب اپنی شادی بوران بنت حسن ابن سہیل سے کی تو لاکھوں مشک و عنبر کی گولیوں میں کاغذوں کے پر بے لپیٹ کر نثار

کئے۔ ان پرچوں میں جاگیریں، لاکھوں کی نقد انعامات، گھوڑوں، غلاموں، کنیزوں وغیرہ کی تعداد درج تھی۔ جو پرچہ جس کے ہاتھ لگا۔ اس کو وہ انعام ملا۔ شطرنج کا بہت شوقین تھا مگر اکثر ہار جاتا تھا۔ کہتا تھا میں تمام سرزمین کا انتظام کرتا ہوں لیکن دو بالشت کا یہ کپڑا مجھ سے نہیں سنبھلتا۔ نہایت عاقل و دانا تھا اور فن حکومت سے خوب آشنا تھا۔ اس کا دسترخوان عجائبات میں سے تھا۔ ایک عید کے دن مشہور عالم محمد بن حفص انماطی دوپہر کے کھانے پر مدعو تھے۔ تین سو سے زیادہ قسم کے کھانے دسترخوان پر چنے گئے۔ جو کھانا آتا مامون الرشید اس کو دیکھ کر کہتا یہ کھانا فلاں فلاں امراض میں مفید اور فلاں فلاں امراض میں مضر ہے۔ یہ دیکھ کر قاضی یحییٰ بن اکثم نے کہا اے امیرالمومنین آپ جب طب پر بحث کرتے ہیں تو جالینوس معلوم ہوتے ہیں۔ علم نجوم میں ”ہرس“ کا گماں ہوتا ہے۔ بات کی صداقت میں حضرت ابوذر غفاریؓ کی شان یاد آ جاتی ہے۔ فقہی معلومات میں حضرت علیؓ کی نقاہت کا جلوہ نظر آتا ہے۔ سخاوت میں حاتم طائی اور ایفائے عہد میں سموئل بن عاد نظر آتے ہیں۔ اس پر مامون الرشید نے کہا کہ انسان اشرف المخلوقات اسی لئے تو ہے کہ وہ جوہر عقل سے مالا مال ہے ورنہ انسان اور جانوروں کے خون و گوشت میں کیا فرق ہے۔

۱۱۵۔ خلیفہ متوکل باللہ عباسی نے ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ دیکھا کہ آپؐ فرما رہے ہیں ”اے لوگو محمد بن ادریس شافعی، اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف گیا اور عمدہ علم چھوڑ گیا۔ اس کی اتباع کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔“ (تاریخ الخلفاء)

ابوالفضل جعفر متوکل علی اللہ دور عباسیہ کا دسواں خلیفہ ہے۔ پونے پندرہ سال خلافت کر کے ۴۱ عمر ۲۳۸ھ میں قتل ہوا۔ اس کی بیگمات بے شمار تھیں اور دو ہزار کنیزیں جن سے ۴۰ توام بیٹے پیدا ہوئے اور سب زندہ رہے۔

۱۱۶۔ خلیفہ معتمد باللہ عباسی ایک رات نیند پی کر سونے کے واسطے جانے لگا اور نگہبانوں سے کہا خبردار کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ قریب آدھ گھنٹہ بعد جاگا اور کہا اسی وقت قید خانہ سے اس شخص کو لاؤ جس کا نام منصور جمال ہے۔ لوگ

منصور جمال کو فوراً لے آئے۔ خلیفہ نے دریافت کیا تو کتنے دن سے قید ہے۔ بولا تین برس سے۔ خلیفہ نے کہا اپنا حال صحیح صحیح بیان کر۔ منصور نے کہا میں شرموصل کا رہنے والا ہوں میرے پاس ایک اونٹ تھا کہ اس پر میری گذر بسر تھی۔ ایک بار مجھ پر تنگی آئی اور میں نے قصد ”سرمن رائے“ کا کیا کہ شاید وہاں کمائی زیادہ کر سکوں۔ جب سرمن رائے کے قریب پہنچا تو قزاقوں نے ایک قافلہ کو لوٹ لیا۔ خلیفہ کے سپاہیوں نے قزاقوں کو گرفتار کر لیا اور ان کی تعداد لکھ لی۔ ان میں سے ایک نے سپاہیوں کو بہت سا روپیہ دیا جس کی وجہ سے وہ چھوڑ دیا گیا اور میرا اونٹ چھین کر اس کی جگہ مجھ کو گرفتار کر لیا گیا۔ میں نے ہر چند قسمیں کھا کر اپنے حالات سے ان کو مطلع کیا لیکن انہوں نے میری ایک نہ سنی اور قزاقوں کے ہمراہ مجھے قید خانہ میں ڈال دیا۔ قزاقوں میں سے بعض مرگئے بعض چھوٹ گئے۔ صرف میں باقی رہ گیا۔ معتمد نے اپنے ملازموں سے کہا کہ پانچ سواشریاں اس کو دو اور ہمارے یہاں جتنے اونٹ ہیں ان کا نگران اور داروغہ اس کو بنا دو۔ اس کے بعد معتمد نے بیان کیا کہ میں نے ابھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اسی وقت منصور جمال کو قید خانہ سے رہائی دے کہ وہ مظلوم و بیکس ہے اور اس کے ساتھ سلوک کر لہذا میں نے اس کو رہا کر دیا اور جو سلوک ممکن تھا کیا (بخیتہ ذوی الاحلام)

المعتمد علی اللہ ابو العباس پندھواں عباسی خلیفہ تھا۔ ۲۷۹ھ میں خنق کے مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔ عیش و عشرت اور راگ رنگ کا رسیا تھا اور خود بھی فن موسیقی سے بخوبی آشنا تھا۔

۱۱- ایک بہت بڑے عالم و فاضل بزرگ نجم بن فضل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے ہیں اور آپ کے پیچھے پیچھے آپ کے قدم بہ قدم حضرت امام بخاری چل رہے ہیں (اتباع سنت کا یہ اعلیٰ ترین درجہ ہے) (امام بخاری کی مختصر سوانح عمری صفحہ ۹)

۱۱۸- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تحریر فرمایا ہے کہ بعض صلحاء نے

خواب میں دیکھا کہ جس جگہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم مبارک رکھتے ہیں اسی جگہ حضرت امام بخاری کا بھی قدم پڑتا ہے (الاکمال)

۱۱۹- حضرت امام بخاریؒ کا فتاویٰ السنۃ اور عشق نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) صاحب صلوٰۃ و سلاما میں سرشار ہونے کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے کہ بعض بزرگوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مقام پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور اسی مقام پر حضرت امام بخاریؒ آپ ہی کی جگہ نظر آتے ہیں اور تھوڑی دیر بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پھر امام بخاریؒ ہی نظر آتے ہیں (نتائج التعلیل از حکیم محمد اشرف صاحب صفحہ ۱۸۵)

۱۲۰- حضرت بشرحانیؒ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے بشر جانے ہو تمہیں اللہ جل شانہ نے کیوں اپنا محبوب بنا لیا اور تمہارے ہم عمروں پر فوقیت دی۔ حضرت بشرحانیؒ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے علم نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا تم کو میری سنت کی اتباع، صالحین کی خدمت، بھائیوں کی نصیحت اور میرے اصحاب و اہل بیت کی محبت نے ابرار کے مرتبہ پر پہنچایا۔ (سینۃ الاولیاء صفحہ ۱۵۳) نزہۃ البساتین ترجمہ اردو ”روضۃ الریاحین“ از عبداللہ بن اسعد صفحہ ۴۳۸ (مقاصد السالکین صفحہ ۱۷)

۱۲۱- ایک مرتبہ حضرت شیخ یحییٰ بن معاذ الرازیؒ پر ایک لاکھ درم کا قرضہ ہو گیا۔ یہ تمام درم آپ نے فقراء، علماء اور صوفیائے اکرام پر خرچ کئے تھے۔ قرض خواہوں نے جب اپنے قرض کا تقاضا کیا تو آپ نہایت پریشان ہوئے۔ شب جمعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا غم نہ کر تیری غمگینی سے مجھے غم ہوتا ہے۔ اٹھ خراسان کا سفر کر۔ وہاں ایک شخص تیرے واسطے تین لاکھ درم لئے بیٹھا ہے۔ آپ نے دریافت کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون شخص ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سفر میں قریہ قریہ وعظ کہتا تیرا کام ہے اور میرا کام یہ ہے کہ اس شخص کو تیرے لئے تیار کروں۔ غرض کہ آپ اس خواب کے بعد سفر روانہ ہو گئے۔ چند روز بعد خراسان پہنچے۔ لوگوں نے وہاں آپ

کو وعظ کہنے کو کہا۔ چنانچہ آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا ”اے لوگو میں اس شہر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حاضر ہوا ہوں۔ مجھے خواب میں آپ نے حکم فرمایا کہ یہاں ایک شخص میرا قرض ادا کرے گا کیونکہ مجھ پر ایک لاکھ درم قرض ہیں۔ تاوقتیکہ کوئی شخص میرا قرض ادا نہ کرے میرے علم کا حجاب دور نہیں ہو سکتا۔ حاضرین میں سے دو تین اشخاص نے آپ کے قرض ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ آپ نے فرمایا میں تم سے نہیں لوں گا کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک شخص سے ہی یہ رقم ملنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اس کے بعد آپ نے وعظ شروع کیا۔ پہلے ہی روز سات آدمی آپ کے موثر بیان کے اثر سے جاں بحق ہو گئے۔ چند روز نیشاپور ہی میں لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے رہے۔ جب وہاں ایک شخص سے اپنا قرض ادا ہوتے نہ دیکھا تو بلخ تشریف لے گئے۔ وہاں کے لوگوں نے بھی آپ کو روک لیا اور وعظ سننے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے اپنے پر تاثر وعظ میں لوگوں کو دولت کی بابت رموز سمجھانے شروع کئے جس کا اثر یہ ہوا کہ ایک شخص نے آپ کو ایک لاکھ درم دے دیئے۔ آپ کے وعظ سننے والوں میں ایک شیخ کامل بھی تھے۔ انہوں نے کہا آپ نے دولت کو درویشی پر ترجیح دے کر وعظ کیا۔ اس میں برکت نہ ہو چنانچہ جب آپ شہر سے باہر تشریف لائے تو قزاقوں نے آپ سے وہ درم چھین لئے۔ آپ نے فرمایا یہ شیخ کی بددعا کا اثر ہے۔ پھر آپ ”مرو“ پہنچے۔ وہاں بھی آپ نے لوگوں سے اپنے قرض اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان فرمایا۔ آپ کا وعظ سننے والوں میں حاکم کی بیٹی بھی تھی۔ اس نے جو یہ سنا تو عرض کرنے لگی مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا قرض ادا کرنے کا اشارہ فرمایا ہے۔ میں نے خواب ہی میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کی تھی کہ میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کا قرض ادا کروں لیکن آپ نے منع فرمایا۔ اب آپ خود تشریف لے آئے ہیں۔ میں کئی روز سے آپ کی منتظر تھی۔ میرے پاس جینز کے چاندی و سونے کے اس قدر برتن ہیں کہ ان کے فروخت کرنے سے آپ کا قرض ادا ہو جائے گا لیکن ساتھ ہی گزارش ہے کہ آپ وعظ فرمانا بند نہ کریں۔ اس امیر لڑکی کی درخواست پر آپ نے چار روز وعظ

فرمایا۔ امیرزادی نے حسب وعدہ آپ کو اتنے چاندی کے برتن دیئے جو چار اونٹوں پر لاوے گئے۔ آپ کا بیٹا بھی ہمراہ تھا۔ آپ نے یہ چاندی کے برتن اس کے سپرد کر کے یہ نصیحت فرمائی کہ پہلے اس مال سے میرا قرض ادا کرنا اور جو باقی بچے وہ سب فقراء و مساکین میں تقسیم کر دینا۔ پھر آپ خود نیلم تشریف لے آئے۔ ایک روز عبادت میں مشغول تھے کہ حالت سجدہ میں ایک پتھر آپ کے سر پر آگرا جس سے کاری زخم لگا۔ آپ نے فرمایا مال قرض خواہوں کو دے دیا جائے اور یہ کہتے ہی وصال فرما گئے۔ نیشاپور میں دفن ہوئے۔ وصال ۲۵۸ھ میں ہوا (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۵۸ تا ۲۵۹)

۱۲۲۔ احمد بن شمعونؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ احمد بن حنبلؒ اور بشرحانیؒ کی قبروں کی زیارت کرنے والا مجھ سے قیامت کے روز حج اور عمرہ کے ثواب کا مطالبہ کر سکتا ہے (خیر الموائس حصہ دوم اردو ترجمہ نزہۃ المجالس مصنفہ حضرت مولانا عبدالرحمن صفوری شافعیؒ صفحہ ۴۴۶)

حضرت بشرحانیؒ مرو میں پیدا ہوئے۔ بغداد میں توطن اختیار کیا۔ بزرگ اور صاحب دل تھے۔ حضرت خضرؒ سے اکثر ملاقات ہوتی تھی۔ فرمایا اگر تجھ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طاقت نہیں تو اس کا گناہ بھی نہ کر، سیاحت کرو کہ رواں پانی صاف رہتا ہے اور ٹھہرا پانی گدلا ہو جاتا ہے۔ تین کام سخت مشکل ہیں۔ خلوت میں پرہیزگاری، تنگدستی میں سخاوت، جس سے ڈر ہو اس سے بات کرنا۔ آپ حضرت معروف کرخیؒ کے ہم عصر تھے۔ ہمہ وقت شراب میں مخمور رہتے تھے۔ ایک روز مست چلے آ رہے تھے۔ راستہ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا نظر آیا جس پر بسم اللہ شریف لکھی تھی۔ تڑپ گئے اٹھا کر چوما اور عطر لگا کر ایک اونچی جگہ رکھ دیا۔ مولا کریم کو ان کی یہ ادا پسند آ گئی اور نواز دیئے گئے۔

۱۲۳۔ حضرت مالک بن دینارؒ ہم صحبت تھے حضرت حسن بصریؒ کے اور ریاضات و کرامات میں بہت شہرہ رکھتے تھے۔ ”روضة العلماء“ میں تحریر ہے کہ مالک

بن دینار فرماتے ہیں کہ مجھے ایک راہب نے قصہ سنایا کہ میں پہلے نصرانی تھا۔ عیسوی مذہب میرا اوڑھنا بچھونا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا نہایت تسلی بخش لہجہ میں کہتا ہے کہ اے راہب بھلا تو کب تک غیر اللہ کی عبادت میں ڈوبا رہے گا۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بندوں میں ایک برگزیدہ بندہ ہے۔ میں نے کہا آپ کون ہیں؟ فرمایا گنہگاروں کی شفاعت کرنے والا۔ پچھلی امت کا پیغمبر۔ میں وہی شخص ہوں جس کی مسیح (علیہ السلام) نے بشارت دی۔ انجیل نے پیشین گوئی کی۔ میں وہی ہوں جس کی نبوت کی موسیٰ (علیہ السلام) نے گواہی دی۔ میں وہی ہوں جس کے اوصاف تورات بیان کرتی ہے۔ میں وہی ہوں جس کے ذکر سے انجیل بھری پڑی ہے۔ یہ کہہ کر اس شخص نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ پھیرا اور یہ دعا پڑھی۔ ”اللہم اللہم عبدک الرشاد ووقفہ للسداد“ (یعنی الہی تو اپنے بندے کے دل میں ہدایت ڈال دے اور اسے راستی و سچائی کی توفیق عنایت فرما دے۔) جوں ہی میں نیند سے بیدار ہوا میرے دل میں اسلام کی محبت پڑ چکی تھی اور اس وقت میرے نزدیک اسلام سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ تھی۔ اس کی روشنی میں دیگر تمام ادیان کے نور بالکل پھیکے پڑ چکے تھے۔ سلام اور درود لامحدود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (خیرالموانس حصہ اول صفحہ ۴۱)

۱۲۴- حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں حج کو گیا تو لوگوں کو میدان عرفات میں دیکھ کر خیال آیا کہ کاش مجھ کو معلوم ہو جاتا کہ ان میں کون مقبول ہے کہ مبارکباد دوں اور کون مردود ہے کہ اس کی تعزیت کروں۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد بن ہارون بلخی کے علاوہ سب کو بخش دیا۔ فقط اس کا حج مردود ہوا۔ جب صبح ہوئی تو میں خراسان کے قافلے میں آیا اور تلاش کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ ایک عابد و زاہد آدمی ہے جس کو مکہ مکرمہ کے ویرانے میں تلاش کرو۔ میں غیر آباد جگہ آیا اور ان کو تلاش کیا۔ دیکھا کہ بیڑیاں پاؤں میں ڈالے کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر جوں ہی انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا کون؟ میں نے کہا مالک بن دینار۔ فرمایا تو نے ہی رات کو خواب دیکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا نیک آدمی ہی ہر سال ایسی باتیں دیکھا کرتے ہیں جو تو نے دیکھیں۔ میں

نے اس کا سبب پوچھا؟ فرمایا میں شراب پیا کرتا تھا ایک مرتبہ میں نے رمضان المبارک کی پہلی شب شراب پی۔ میری ماں نے مجھے جھڑکا تو میں نے اس کو بھی جھڑک دیا۔ جب مجھے نشہ سے افاقہ ہوا تو میری بیوی نے مجھ کو اس امر کی خبر دی۔ میں نے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا اور پاؤں میں بیڑی ڈالی لی اور ہر سال حج کرتا ہوں اور کہتا ہوں ”یا فارج الهم ویا کاشف الغم لرج ہی واکشف غمی وارض عنی“ اور حساب سے اب تک ۲۶ غلام اور ۲۶ لونڈیاں آزاد کر چکا ہوں۔ تو میں نے کہا قریب ہے کہ تو اپنی آگ سے زمین اور اس پر رہنے والوں کو جلا دے گا۔ پس میں نے رات کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا ”اے مالک تو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے محمد بن ہارون کی طرف دیکھ لیا ہے اور اس کے گناہوں میں تخفیف کر دی ہے۔ تو اسے خبر دے کہ وہ دنیا جیسے تین دن دوزخ میں رہے گا۔ اس کے بعد اللہ پاک اس کی ماں کے قلب میں رحمت ڈال دے گا اور وہ اپنے بیٹے کے لئے بخشش چاہے گی جس پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔ پھر ماں اور بیٹا دونوں جنت میں اکٹھے داخل ہوں گے۔“ حضرت مالک فرماتے ہیں میں نے اس کو اس امر کی اطلاع کی جس پر اسی وقت اس کی روح پرواز کر گئی اور میں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے (خیرالموائس جلد اول صفحہ ۳۷۵)

۱۲۵- حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں میں شب جمعہ قبرستان میں داخل ہوا۔ اچانک وہاں اک نور چمکتا ہوا دیکھا۔ اسی وقت ہاتف نے دور سے پکار کر کہا اے مالک بن دینار یہ ہدیہ ہے اہل مقابر کی طرف ان کے عزیزوں کی جانب سے، میں نے کہا تجھے قسم ہے اس کی جس نے تجھے نطق عطا فرمایا تو مجھے مطلع کر کہ وہ کیا ہے۔ کہا اس رات مومنین میں سے ایک شخص نے پہلے پورا وضو کیا پھر دو رکعت نماز پڑھی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ سورہ اخلاص پڑھی اور کہا یا الہی میں اس کا ثواب اہل مقابر کو بخشتا ہوں جو مومنین سے ہیں پس ہم پر ضیاء نور و سرور مشرق و مغرب سے داخل ہوا۔ حضرت مالک فرماتے ہیں میں نے اسی طرح نماز ہر شب جمعہ کو پڑھنا شروع کر

دی۔ ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ فرما رہے ہیں ”اے مالک اللہ تعالیٰ نے بخشا تجھے بعد اس نور کے جو تو نے میری امت کی طرف ہدیہ کیا اور تیرے واسطے ثواب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے محل منیف کے اندر تیرے لئے گھر بنایا۔ میں نے عرض کیا منیف کیا ہے؟ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اہل جنت پر سایہ کرنے والا (طی الفراسخ الی المنازل البرازخ از مولانا ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی در مطبع عاقلی بھوپال ۱۳۲۹ھ صفحہ ۲۵۰)

۱۲۶۔ ایک شخص کا بیان ہے کہ میرے استاد نے مجھ کو حضرات شیخین (حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ) کو برا بھلا کہنے کی تعلیم دی۔ میں اس کے مطابق عمل کرتا تھا۔ ایک رات میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور یہ کہ آپ کے دائیں و بائیں دو بزرگ ہیں اور قیامت قائم ہے۔ اتنے میں ان دونوں بزرگوں میں سے ایک نے میری جانب اشارہ کر کے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شخص مجھ کو اور میرے ساتھی کو برا کہتا ہے حالانکہ ہم نے اس کے ساتھ کوئی برائی نہیں کی۔ یہ سنتے ہی آپؐ کا چہرہ انور سرخ ہو گیا اور مجھے گرفتار کرنے کا ارادہ فرمایا۔ یکایک میں جاگ اٹھا اور اپنی داڑھی بھوس اور پلکوں کے بال بالکل جھڑے ہوئے پائے۔ کچھ دیر بعد میرا ایک دوست آیا۔ میں نے اسے یہ خواب سنایا اس نے کہا تو فوراً توبہ کر اور امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جناب میں اپنی بے ادبی کی معافی مانگ، میں نے اسی وقت غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کر کے توبہ کی اور حضرات شیخین کی فضیلت کا قائل ہوا۔ (شواہد النبوة)

۱۲۷۔ حضرت علی بن حمزہ اصفہانی حلاجؓ فرماتے ہیں کہ جب محمد بن یوسف کا انتقال ہو گیا تو میں بصرہ میں حضرت سہل بن تہریؓ کے شاگردوں کے پاس رہنے لگا۔ جو بات مجھے اچھی لگتی شاگردوں سے یہ کہہ کر لکھوا لیتا کہ میں ان پڑھ ہوں۔ مجھے یہ لکھ دو۔ ایک دن یہ کاغذات پانی میں گر کر خراب ہو گئے جس کا مجھے سخت رنج ہوا۔

اسی رات حضرت سہل بن تہریؒ کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں تم اس لئے رنجیدہ ہو کہ تمہارا دفتر پانی میں گر گیا۔ میں نے کہا جی ہاں استاد۔ فرمایا کیوں ان باتوں کا حق اللہ تعالیٰ کا حق اور اس کے دوستوں کا حق طلب نہیں کرتا۔ میں نے عرض کیا اے استاد مجھ میں یہ طاقت نہیں۔ پھر میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھا اور اصحاب صفہؓ میں سے ایک جماعت آپ کے ہمراہ تھی۔ خوشی سے دوڑ کر میں آپ کی خدمت گرامی میں حاضر ہوا۔ مجھے دیکھ کر آپ مسکرائے اور ارشاد فرمایا کہ اس صدیق یعنی سہل تہریؒ کو کیوں نہیں کہتا کہ اس گروہ کی دوستی اور یہ باتیں عین حقیقت ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے کہ حضرت سہل تہریؒ سے یہ بات فرمائیں۔ حضرت سہل تہریؒ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متبسم ہوئے اور میری خوشی سے آنکھ کھل گئی۔ (نجات الانس از مولانا عبدالرحمن جامی صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳)

لطفیہ زماں حضرت سہل تہریؒ مرید تھے حضرت ذوالنون مصریؒ کے نہایت جلیل القدر ولی گزرے ہیں۔ فرمایا جو بھوکا رہتا ہے شیطان اس سے بھاگتا ہے۔ تمام آفات سیر ہو کر کھانے سے پیدا ہوتی ہیں۔ فرمایا حرام کھانے سے سات اعضا متاثر ہوتے ہیں۔ آنکھ، کان، زبان، شکم، شرمگاہ، ہاتھ اور پاؤں اور پھر ان سے دانستہ اور نادانستہ گناہ برابر سرزد ہوتے رہتے ہیں جب کہ حلال روزی ان ساتوں اعضاء کو اطاعت کی طرف آمادہ رکھتی ہے۔ فرمایا کہ بزرگ ترین عمل یہ ہے کہ بری عادت کو نیک عادت میں تبدیل کر لیا جائے۔ فرمایا تیری نجات چار امور پر منحصر ہے۔ کم کھانا، کم سونا، خاموشی اور تنہا رہنا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے عاجزی اور انکساری سب سے نزدیک راستہ ہے۔

۱۲۸- محمد بن مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں بغداد گیا تاکہ قاری ابو بکر بن مجاہدؒ کے پاس کچھ پڑھوں۔ ہم لوگوں کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر تھی اور قرأت ہو رہی تھی کہ اتنے میں ایک بڑے میاں آئے۔ ان کے سر پر بہت ہی پرانا عمامہ

تھا۔ ایک پرانا کرتہ تھا اور ایک پرانی سی چادر تھی۔ قاری ابو بکرؓ ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنی جگہ بٹھایا اور ان سے ان کے اہل و عیال کی خیریت دریافت کی۔ بڑے میاں نے کہا رات میرے یہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ گھر والوں نے مجھ سے گھی اور شہد کی فرمائش کی ہے۔ قاری ابو بکرؓ ان کی یہ بات سن کر بہت متفکر ہوئے اور اسی حالت میں ان کی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا اتنا فکرمند کیوں ہے۔ علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جاؤ اور اس کو میرا سلام کہو اور یہ علامت بتاؤ کہ ہر شب جمعہ کو اس وقت تک نہیں سوتا جب تک مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود نہ پڑھ لے۔ اس شب جمعہ تو نے سات سو مرتبہ پڑھا تھا کہ تیرے پاس بادشاہ کا آدمی بلانے آگیا۔ تو وہاں چلا گیا اور وہاں سے آنے کے بعد تو نے باقی مقدار پوری نہیں کی۔ یہ علامت بتانے کے بعد اس سے کہنا کہ اس نومولود کے والد کو ایک سو دینار (اشرفیاں) دے دے تاکہ وہ اپنی ضرورت پر خرچ کرے۔ قاری ابو بکرؓ اٹھے اور ان بڑے میاں کو ہمراہ لے کر وزیر کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ ان بڑے میاں کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ وزیر کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنی جگہ بٹھایا اور ان سے واقعہ دریافت فرمایا۔ قاری ابو بکرؓ نے جب تمام واقعہ سنایا تو وزیر کو بے حد خوشی ہوئی۔ اپنے غلام کو حکم دیا کہ ایک توڑا (ہمیانی یعنی تھیلی جس میں دس ہزار اشرفیاں ہوتی ہیں) نکال کر لائے۔ اس میں سے ایک سو دینار نومولود کے والد کو دیئے اور سو اور نکالے تاکہ قاری ابو بکرؓ کو دے۔ قاری ابو بکرؓ نے لینے سے انکار کر دیا۔ وزیر نے اصرار کیا کہ ان کو لے لیجئے اس لئے کہ یہ اس بشارت کی وجہ سے ہے جو آپؐ نے مجھے اس واقعہ کی بابت سنائی جب کہ ہزار درود شریف کا واقعہ میرے اور میرے اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا۔ پھر سو دینار اور نکالے اور کہا یہ اس خوشخبری کے بدلے میں ہیں کہ آپؐ نے مجھے مطلع فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے درود شریف پڑھنے کی اطلاع ہے اور پھر سو دینار اور نکالے اور کہا کہ یہ اس مشقت کے بدلہ میں ہیں جو آپؐ کو یہاں آنے میں ہوئی اور اسی طرح سو سو دینار نکالتے رہے یہاں تک کہ ایک ہزار دینار ختم ہو گئے مگر قاری ابو بکرؓ

نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ ہم ایک سو دینار سے زیادہ ہرگز نہ لیں گے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم اتنے ہی کا فرمایا ہے (قول بدیع از علامہ سخاوی) (فضائل درود شریف صفحہ ۱۷۷ تا ۱۷۹)

نوٹ :- درود شریف کو مالک کی خوشنودی میں بہت زیادہ دخل ہے اس لئے کثرت سے پڑھتے رہنا چاہئے نہ معلوم کس وقت کا پڑھا ہوا اور کس محبت کا پڑھا ہوا پسند آجائے۔ ایک مرتبہ کا بھی قبول ہو جائے تو بس بیڑا پار ہے۔ ہم میں سے کون شخص ایسا ہے جس سے گناہ سرزد نہ ہوتے ہوں۔ اس کے بدرقہ کے لئے درود شریف بہترین چیز ہے۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے جتنا بھی پڑھا جائے اس میں دریغ نہیں کرنا چاہئے، کہ اکسیر اعظم ہے۔ غیبت، فضول گوئی، لغویات اور گناہوں میں اوقات ضائع کرنے کی بجائے اگر اس وقت میں درود شریف کا ورد کیا جائے تو دین و دنیا کے بے شمار فوائد حاصل ہوں گے۔ حضرت شیخ ابو سلیمان دارانیؒ سے نقل ہے کہ تمام عبادتوں میں مقبول و مردود ہونے کا احتمال ہے لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجا ہوا درود شریف قبول ہی ہوتا ہے کبھی رد نہیں کیا جاتا۔

۱۲۹- ابو القاسم خفافؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قاری ابو بکر مجاہدؒ کی مسجد میں حضرت ابو بکر شبلیؒ تشریف لے گئے۔ قاری ابو بکرؒ ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ قاری صاحب کے شاگردوں نے اپنے استاد سے عرض کیا۔ آپ کی خدمت میں وزیر اعظم آئے تو ان کے لئے آپ کھڑے نہیں ہوئے جب کہ حضرت شبلیؒ کے لئے کھڑے ہو گئے؟ آپ نے فرمایا کہ میں ایک ایسے شخص کے لئے کیوں نہ کھڑا ہوں جس کی تعظیم خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے ہیں۔ اس کے بعد قاری صاحب نے اپنا خواب بیان کیا کہ رات میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تھی۔ آپ نے مجھ سے خواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ کل تیرے پاس ایک جنتی آئے گا۔ جب وہ آئے تو اس کا اکرام کرنا۔ قاری ابو بکرؒ فرماتے ہیں اس کے دو دن بعد پھر مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکرؒ اللہ تعالیٰ تمہارا بھی ایسا ہی اکرام فرمائے جیسا کہ تم نے ایک جنتی آدمی کا اکرام کیا۔ میں نے

عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شبلیؒ کا یہ اعزاز آپ کے یہاں کس وجہ سے ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ پانچوں نمازوں کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے۔
 لقد جاءكم رسول..... رب العرش العظيم ○ (آخر سورہ توبہ) اور اس کے بعد تین مرتبہ ”صلی اللہ علیک یا محمد“ پڑھتا ہے اور برسہا برس سے اس کا یہ معمول ہے۔
 (قول بدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع مصنفہ علامہ سخاوی) (فضائل درود شریف صفحہ ۱۸۲ تا ۱۸۳)

دیوانہ ربانی حضرت ابو بکر شبلیؒ کا وصال ۷۰ عمر ۷۰ سال ۲ ذی الحجہ ۳۳۸ھ کو ہوا۔ مزار بغداد میں ہے۔ امیری چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے مرید تھے۔

۱۳۰۔ علی بن عیسیٰ وزیر کا معمول تھا کہ اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ اس قدر سلوک کرتا تھا کہ ایک سال کے لئے جملہ ضروریات کو کافی ہوتا۔ ایک شخص جو حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد میں سے تھے۔ ان کو پانچ ہزار درہم سالانہ دیا کرتا تھا۔ ایک روز وزیر نے دیکھا کہ وہ شخص نشہ شراب میں سرشار منہ کے بل زمین پر پڑا ہے۔ وزیر نے اپنے آپ کو ملامت کی کہ ایسے بد کردار کو روپیہ دینا گناہ مول لینا ہے اور غصہ ہو کر اس کو بہت لعنت ملامت کی اور کہا کہ ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ خبردار اب منہ نہ دکھانا۔ وہ ناامید ہو کر چلا گیا۔ وزیر نے رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بہت سے لوگ جمع ہیں۔ میں نے بھی قریب جانے کا ارادہ کیا مگر آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا اور ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ کا ادنیٰ خادم ہوں پھر آپ مجھ سے کیوں ناخوش ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے میرے فلاں فرزند کو کیوں دھتکارا اور اس کی امید خاک میں ملا دی۔ میں نے عرض کیا کہ چونکہ وہ شرابی تھا اس وجہ سے میں نے ایسا کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو جو کچھ اس کو دیتا تھا وہ میری وجہ سے دیتا تھا یا اس کی وجہ سے۔ جب میں بیدار ہوا تو اس شخص کو بلایا اور اس سے عذر خواہی کر کے اس کا سالانہ وظیفہ بحال کر دیا۔ (بغیتہ ذوی الاحلام)

۱۳۱- ایک شخص قرض سے عاجز ہو کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہلتی ہوا۔ خواب میں دیکھا کہ آپؐ فرما رہے ہیں کہ تو علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جا۔ وہ تجھ کو چار سو اشرفیاں دے گا۔ وہ شخص دربار میں پہنچا۔ مگر دربان نے اندر نہ جانے دیا۔ اتنے میں اس کا ایک ملاقاتی باہر آیا۔ اس نے اس سے حال بیان کیا۔ اس نے کہا کہ وزیر صبح سے تیرے انتظار میں ہے۔ غرض وزیر کے حضور حاضر ہوا۔ وزیر نے کہا اے شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ کو چار سو اشرفیاں دوں۔ اس نے کہا میں نے بھی آپؐ کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں وزیر کے پاس جاؤں وہ مجھے چار سو اشرفیاں دے گا۔ یہ سن کر وزیر بہت رویا اور حکم دیا کہ ہزار اشرفیاں لاؤ۔ اس کے بعد اس شخص سے کہا چار سو اشرفیاں تو فرمان نبوی (علی صاحبہا صلواتہ) "و سلاما" کے مطابق لے اور چھ سو اشرفیاں میں تجھے اپنی طرف سے دیتا ہوں۔ اس شخص نے کہا میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے زیادہ نہ لوں گا حالانکہ میں قرضدار چھ سو اشرفیوں کا ہوں مگر اللہ تعالیٰ ان ہی میں برکت ڈال دے گا۔ غرض چار سو اشرفیاں لے کر کچھ قرض ادا کیا اور باقی سے تجارت شروع کر دی۔ ایک سال کے اندر بہ برکت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو ایک لاکھ اشرفیوں کا فائدہ ہوا۔ تمام قرض ادا ہو گیا اور وہ خوشحال زندگی بسر کرنے لگا۔ (بعیتہ ذوی الاحلام)

۱۳۲- امام طریقت حضرت جنید بغدادیؒ فنون سپہ گری میں یکتائے زمانہ تھے۔ ایک مسافر آیا اور بادشاہ سے کہا کہ میں تمہارے پہلوان جنید (رحمۃ اللہ علیہ) سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے سمجھایا کہ وہ نہایت قوی اور ماہر فن ہے۔ اس سے کشتی لڑنا تمہارے بس کی بات نہیں مگر وہ نہ مانا۔ جب کشتی شروع ہوئی اس نے آہستہ سے کہا جنید (رحمۃ اللہ علیہ) میں سید ہوں۔ عزت سادات کا لحاظ رکھنا۔ یہ سنتے ہی حضرت جنیدؒ نقش زمین ہو گئے اور پہلوان کا نام ہو گیا۔ لوگوں نے دریافت کیا آج تمہاری طاقت اور فن کو کیا ہو گیا۔ فرمایا میں عزت سادات کے خیال میں رہا اور

خود تین مرتبہ زمین پر چپت ہو رہا۔ اسی شب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے بشارت دی کہ جیسی تو نے ہماری اولاد کی عزت رکھی اللہ تعالیٰ تیری آبرو رکھے گا۔ اس بشارت سے ایسے مسرور ہوئے کہ صبح ملازمت شاہی چھوڑ کر فقیری اختیار کی اور اپنے ماموں حضرت سری سقلی سے بیعت کی۔ (تذکرہ غویہ از حضرت مولانا شاہ گل حسن صفحہ ۳۸۷) (ریاض الفقر معروف بہ "دفتر حقیقت" دوسرا گلزار صفحہ ۶۰ تا ۶۱)

سلطان المشائخ "شیخ الشیوخ" امام طریقت حضرت جنید بغدادی عالم متبر ہونے کے ساتھ طریقت میں بھی مجتہدانہ مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے علوم طریقت کو مدون کیا اور اشارات باطنی کو علمی حیثیت سے دنیا کے سامنے لائے اور حقائق تصوف سے دنیا کو آشنا کیا۔ آپ کی مجلس وعظ میں خلقت ٹوٹی پڑتی تھی اور بے شمار انسان ہدایت پا کر واپس ہوتے تھے۔ فرمایا جو کتاب و سنت کی پروا نہ کرے اس کی تقلید ہرگز نہ کرو۔ فرمایا بندہ وہ ہے جس سے نہ خدمت میں کوتاہی ہو نہ کسی سے شکوہ کرے اور جب اس کے دوست اور بھائی اس کے پاس آئیں تو وہ اپنی نفلی عبادت کو موقوف کر دے۔ نفلی روزہ افطار کر دے کہ برادران اسلام کی موافقت نفل روزہ و نماز سے افضل ہے۔ ۲۷ رجب ۲۹۷ھ / ۹۰۹ء کو وصال فرمایا۔

۱۳۳- امام الائمہ حضرت جنید بغدادی نے ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے جنید مخلوق کو وعظ ضرور سنایا کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تیرے وعظ کو مسلمانوں کی نجات کا سبب ٹھہرایا ہے۔ تجھے میری سنت کو زندہ رکھنے کے لئے لوگوں میں رہنا چاہئے اور عزت نشینی چھوڑ کر تبلیغ و ارشاد کا فریضہ ادا کرنا چاہئے۔

جب بیدار ہوئے تو خیال پیدا ہوا کہ میرا درجہ امام تصوف حضرت سری سقلی سے بلند ہے تبھی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وعظ کی دعوت فرمائی ہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت سری سقلی نے ایک مرید حضرت جنید کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ اپنے مریدوں کے کہنے پر آپ نے وعظ شروع نہ کیا اور نہ بغداد کے مشائخ کی تلقین پر وعظ و ارشاد کا سلسلہ جاری کیا اور نہ ہی میری سفارش

اور تاکید سے وعظ کیا لیکن اب تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے فرمان جاری ہوا ہے۔ اس فرمان کی تعمیل ضروری ہے۔ یہ سن کر حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ میرے سر میں حضرت سرنی سقلیؒ پر جو برتری کا سودا سما گیا تھا وہ یکنخت نکل گیا۔ میں نے جان لیا کہ حضرت سرنی سقلیؒ تمام احوال میں میرے ظاہر و باطن پر اطلاع رکھتے ہیں اور آپ کا درجہ میرے درجہ سے بہت بلند ہے۔ آپ میرے بھیدوں کو جانتے ہیں جب کہ میں آپ کے حالات سے بے خبر ہوں۔ تب حضرت جنیدؒ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ استغفار کیا اور دریافت کیا کہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے مجھے وعظ و ارشاد کی دعوت دی ہے۔ حضرت سرنی سقلیؒ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ اس نے فرمایا کہ میں نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہے کہ وہ جنید کو فرمائیں کہ وہ مخلوقات کو وعظ و نصیحت کرے۔ (کشف المحجوب کا اردو ترجمہ صفحہ ۱۳۵)

۱۳۴- کسی بزرگ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس عالم میں خواب میں دیکھا کہ حضرت جنیدؒ بغدادی خدمت میں حاضر ہیں۔ اسی اثنا میں کسی شخص نے حاضر ہو کر فتویٰ دریافت کیا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فتویٰ جنیدؒ سے لو۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی موجودگی میں دوسرے سے فتویٰ کیوں لوں۔ ارشاد گرامی ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو جس طرح اپنی امتوں پر ناز ہے مجھے اپنے جنیدؒ پر نخر ہے۔ ان سے فتویٰ لیا کرو۔ (سینت الاولیاء صفحہ ۵۴) (بستان العارفين صفحہ ۲۱۸)

۱۳۵- حضرت خواجہ ممشاد علی دینوریؒ آپ پیشوائے چشتیاں ہیں۔ حضرت جنیدؒ بغدادیؒ کے کامل و اکمل مریدوں میں سے تھے۔ ۲۹۹ھ میں وصال ہوا۔ آپ کا شمار عراق کے مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔ ”تذکرۃ الاصفیاء“ اور ”مشائخ چشت“ کے بعض ملفوظات میں مرقوم ہے کہ شیخ علی دینوری اور شیخ ممشاد دینوریؒ دونوں ایک ہی بزرگ ہیں اور ان دونوں کو شیخ ممشاد علی دینوریؒ کہتے ہیں جب کہ ”نفحات الانس“

اور بعض دوسری کتابوں میں تحریر ہے کہ یہ دونوں الگ الگ بزرگ ہیں (نذوق العارفین ترجمہ اردو "احیاء العلوم" از امام غزالی حصہ دوم صفحہ ۳۳۶) (تحفہ الابرار مولفہ نواب مرزا آفتاب بیگ عرف محمد نواب مرزا بیگ صفحہ ۸) خواب میں آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگ مجھ کو اذیت دیتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا بروباری کر کہ وہ منکرین بھی تیرے بھائی ہیں۔ (العوارف)

۱۳۶۔ حضرت شیخ ابو سعید خراز نے ایک دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تم مجھے دوست رکھتے ہو۔ حضرت خراز نے جواب دیا کہ معاف فرمائیے حق تعالیٰ کی دوستی نے مجھے آپ کی دوستی سے باز رکھا ہے۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے وہ مجھے بھی دوست رکھتا ہے۔ آپ نے ۲۸۶ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مکہ مکرمہ میں ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۳۰۷)

۱۳۷۔ مصر میں ایک عالم تھے۔ لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے اور جو دس اشرفیاں دیتا اس کو اجازت دے دیتے تھے اور جو دس اشرفیوں سے کم دیتا اس کو اجازت نہ دیتے تھے۔ ایک غریب طالب علم جو قرآن پڑھ چکا تھا اس نے چندہ سے پانچ اشرفیاں جمع کر کے پیش کیں مگر انہوں نے اس کو اجازت نہ دی۔ مایوس ہو کر وہ طالب علم چلا آیا اور ایک قافلہ جو حج کو جا رہا تھا اس کے ہمراہ ہو لیا۔ بعد فراغت حج مدینہ طیبہ گیا۔ روضہ نبویہ کے قریب دس آیات سات قرأت سے ادا کیں۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کچھ میں نے پڑھا وہ فلاں عالم کی تعلیم ہے مگر انہوں نے مجھے اجازت مرحمت نہ فرمائی۔ اب آپ سے فریاد کرتا ہوں۔ اس کے بعد اس طالب علم نے دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اس عالم سے میرا سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میری سفارش کی ہے کہ مجھے اجازت بلا نذر کے دی جائے۔ اور اگر اس خواب کی تصدیق میں اس کو شک ہو تو کہہ دینا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کی علامت زمرا "زمرا" فرمائی ہے۔ طالب علم استاد کے پاس

واپس آیا اور خواب بیان کیا۔ انہوں نے کہا یہ خواب صحیح نہیں ہے۔ طالب عالم نے کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی علامت زمرا " زمرا " فرمائی ہے۔ یہ سنتے ہی وہ عالم غش کھا کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا لوگوں نے سبب دریافت کیا۔ فرمایا کہ ایک روز میں نے آیت "ثم اودثنا الكتب باذن اللہ" (سورہ فاطر آیت ۳۲) پڑھی۔ اس کے بعد اپنے دل میں خیال کیا کہ دیکھنا چاہئے کہ میں کس گروہ میں ہوں۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے خواب میں دیکھا "بشر قراء القرآن انهم يدخلون الجنة زمرا" "زمرا" بعد ازاں اس طالب علم کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا اے لوگو گواہ رہنا کہ میں نے اس طالب علم کو اجازت دی۔ (بغیثہ ذوی الاحلام)

۱۳۸- ایک صوفی کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک عجمی مرد جن کا سر بڑا تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہوئے جب وہ باہر نکلے تو میں ان کے پیچھے مسجد ذوالحلیفہ تک گیا۔ وہاں نماز پڑھی اور تلبیہ یعنی لبیک کہا۔ پھر میں ان کے پیچھے چلا۔ میری جانب وہ متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا چاہتا ہے۔ میں نے عرض کیا آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ انہوں نے منع کیا۔ میں نے جب اظہار عاجزی کیا تو فرمایا کہ اگر میرے ساتھ چلنا ضروری ہے تو میرے قدم پر قدم رکھو۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ وہ چلے اور مشہور راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا۔ جب کچھ رات گذر گئی تو میں نے چراغ کی روشنی دیکھی۔ کہا یہ حضرت عائشہ صدیقہ کی مسجد ہے۔ تم آگے چلتے ہو یا میں۔ میں نے عرض کیا آپ کو اختیار ہے۔ آپ آگے چلے اور میں سو گیا۔ جب صبح کے وقت مکہ معظمہ میں آیا تو طواف و سعی کی۔ پھر حضرت ابوبکر کتائی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کے پاس مشائخ کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی میں نے ان کو سلام کیا۔ شیخ نے مجھ سے پوچھا تم کب آئے۔ میں نے عرض کیا ابھی آیا ہوں۔ پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ میں نے کہا مدینہ منورہ سے۔ کہا وہاں سے کب چلے تھے میں نے کہا کل۔ وہ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ شیخ نے فرمایا تم کس کے ساتھ باہر نکلے تھے۔ میں نے کہا ایک ایسے مرد تھے اور یہ حال تھا۔ فرمایا وہ ابو جعفر و امغانی ہیں اور یہ بات ان کے حال کے لحاظ سے ممکن

ہے۔ پوچھا کہ تم نے زمین کو اپنے قدموں کے نیچے کیسا پایا۔ میں نے عرض کیا اس موج کی طرح جو کشتی کے نیچے آتی ہے۔ (روض) (نفعات الانس صفحہ ۹۵ تا ۹۶)

۱۳۹۔ شیخ ابو الحسن بن سمعون کی ولادت ۳۰۰ھ میں ہوئی۔ نام محمد بن احمد بن اسمعیل بن سمعون ہے۔ اعظم مشائخ بغداد سے ہیں اور حضرت شیخ ابو بکر شبلی کے ہم عصر۔ ابن ماطیش نے اپنی کتاب ”اثبات کرامات الاولیاء“ میں ابو طاہر محمد علان سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ابن سمعون کی مجلس وعظ میں تھا۔ ابو الفتح قواسم منبر کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ ان پر نیند غالب آگئی اور وہ سو گئے۔ ابن سمعون تھوڑی دیر کے لئے وعظ سے خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ابو الفتح قواسم بیدار ہو گئے۔ سر اٹھایا تو ان سے ابن سمعون نے دریافت کیا کہ آپ نے ابھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ فرمایا اسی وجہ سے میں وعظ سے رک گیا تھا کہ کہیں آپ جاگ نہ جائیں اور جس حال میں ہیں وہ بند نہ ہو جائے۔ وصال بروز جمعہ ۱۵ ذیقعد یا ذی الحجہ ۳۸۶ھ میں ہوا۔ قبر بغداد شریف میں ہے۔ بعد وصال آپ کو گھر میں دفن کر دیا گیا تھا۔ ۳۹ برس بعد لوگوں نے قبرستان میں دفن کرنے کے لئے نعش مبارک لحد سے نکالی تو کفن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نیا پہنا ہوا ہے اور جسم ایسا ترو و تازہ تھا جیسے ابھی وفات پائی ہے۔ (تاریخ الاولیاء جلد اول صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۴)

۱۴۰۔ حضرت ابن سمعون نے اپنی ماں سے حج اور زیارت کے لئے اجازت طلب کی مگر ماں نے فراق فرزند و بندگوارا نہ کرتے ہوئے سختی سے منع کر دیا۔ اسی وقت ماں کی آنکھ لگ گئی۔ تھوڑی دیر بعد چونک کر اٹھیں اور فرمایا بیٹا سفر حج کا سامان کر، میں ہرگز نہیں روکتی۔ ابھی جو سوئی تھی تو دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اے اللہ کی بندی اپنے بیٹے کو ایسی دولت سرمدی اور ارادہ نیک سے باز رکھتی ہے۔ اسے فوراً اجازت دے کہ اس کی دین و دنیا کی بھلائی اسی سفر پر منحصر ہے۔ والدہ کا خواب سن کر ابن سمعون پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اور وہ اسی وقت پا پیادہ عازم سفر حج ہو گئے۔ (مرآة البھتان)

۱۲۱- شیخ ابو علی کاتب مصری خلیفہ حضرت شیخ ابو علی رودباری کے تھے۔ جو کوئی بھی مشکل پیش آتی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر رفع فرما لیتے تھے۔ آپ کو رودبار کا چاند بھی کہتے ہیں۔ ۳۳۶ھ میں وصال فرمایا۔ (تاریخ الاولیاء حصہ اول) (نفعات الانس صفحہ ۲۲۹)

۱۲۲- شیخ ابو الخیر اقبال چشتی نے ساٹھ سال تک مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں مجاورت کی اور بہت سختیاں جھیلیں۔ جب آپ روضہ اطہر (علی صاحب الف الف الف صلوٰۃ و الف الف سلام) پر آکر کہتے "السلام علیک یا رسول الثقلمین" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو فوراً "جواب آتا" "وعلیکم السلام یا طاؤس الحرمین"۔ آپ کا نام اقبال لقب "طاؤس الحرمین" اور کنیت "ابو الخیر" تھی۔ ابتدا میں غلام ملک حبش سے تھے۔ آپ کے مالدار مالک نے آپ کی عبادت و ریاضت دیکھ کر آپ کو آزاد کر دیا تھا۔ ۳۸۳ھ میں وفات پائی۔ مزار ابرقوہ میں ہے۔ (نفعات الانس صفحہ ۲۳۰) (تاریخ الاولیاء حصہ اول صفحہ ۳۰۲ تا ۳۰۳)

۱۲۳- شیخ ابو علی مستوفی کا نام حسن بن علی بن موسیٰ ہے۔ مرید ابو علی کاتب اور ابو یعقوب موسیٰ کے ہیں۔ مستوفی گاؤں ہے مصر میں جہاں آپ سکونت پزیر تھے پس مستوفی کہلائے۔ فرماتے ہیں میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا اے علی تو درویشوں کو دوست رکھتا ہے اور ان پر اپنی دولت خرچ کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو درویشوں کی وکالت پر مامور کر دوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بشرط عصمت و کفایت و دیانت اس لئے کہ اگر مجھ سے کوئی قصور مرزد ہو جائے اور میں مقصور ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان شرائط کو میں نے قبول کیا۔ پس میں نے اس پیش کش کو قبول کر لیا اور یہ کام میرے سپرد کر دیا گیا کہ تمام فقراء میرے پاس آتے اور اپنی آرزوئیں پوری کرتے۔ وفات آپ کی ۳۳۰ھ میں ہوئی۔ (تاریخ الاولیاء جلد اول صفحہ ۲۸۵ تا ۲۸۶)

۱۲۴- اقبال فرحت اعجازی ۱۹۵۳ء میں گاندھی کالج شاہجہان پور (یو۔ پی) بھارت میں فرسٹ ایئر کے طالب علم تھے۔ انہوں نے اپنے مضمون ”سومنات“ میں بیان کیا ہے کہ شاہجہان پور کے محلہ محمد زئی کی ایک مسجد میں جو کافی عرصہ سے ویران پڑی تھی ایک بزرگ رہتے تھے جن کو لوگ شاہ صاحب کہتے تھے اور ایک زمانہ ان کی بزرگی کا قائل تھی۔ ان سے ایک روز اعجازی صاحب نے کہا کہ کچھ مورخین کے نزدیک سلطان محمود غزنویؒ ایک ڈاکو اور لٹیرے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ خانہ کعبہ میں تین خاص بت تھے۔ لات، عزی اور منات، فتح مکہ کے روز دیگر بتوں کے ساتھ پہلے دو بت توڑ دیئے گئے تھے جب کہ چند روز قبل کفار مکہ نے منات نامی بت خانہ کعبہ سے نکال لیا تھا جو ادھر ادھر ہوتا ہوا ہندوستان (بھارت) پہنچ گیا۔ ہندی زبان کا قاعدہ ہے کہ کسی لفظ کی خوبصورتی یا شان و شوکت بڑھانے کے لئے اس کے پہلے ”سو“ کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً ”بھاگیہ“ معنی قسمت اور سو بھاگیہ معنی اچھی قسمت، پھل معنی نتیجہ اور سو پھل معنی اچھا نتیجہ، آگتم، سو آگتم (خوش آمدید) ارگ سے سورگ (بہشت بریں) راجیہ سے سوراجیہ، آمی سے سوامی، راشتر سے سوراشر، دیش سے سودیش وغیرہ۔ حسب معمول منات سے پہلے ”سو“ کا اضافہ کر کے اسے سومنات بنا دیا گیا یعنی ”بہترین منات“ سلطان محمود غزنویؒ ڈاکو نہیں بت شکن تھے۔ انہیں آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خواب میں اس بت کو توڑ ڈالنے کا حکم فرمایا تھا اور صرف اس بت کو توڑنے کی خاطر انہوں نے ہندوستان پر ۱۷ حملے کئے تھے۔ اگر وہ چور یا ڈاکو ہوتے تو زر و جواہر، سونا چاندی سمیٹنے پر اکتفا کرتے، منات کی تلاش میں پے در پے ٹھوکریں نہ کھاتے۔ اگر حکومت کے بھوکے ہوتے تو جیتے ہوئے علاقوں پر حکمرانی کرتے۔ بتوں کو توڑ کر دولت اکٹھی کرنے کے عادی ہوتے تو سومنات کا بت توڑنے کے بعد ۱۸ واں حملہ بھی کرتے۔ تو کیا پورے ہندوستان میں صرف ایک ہی بت تھا؟ بھائی وہ تو اپنے آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا غلام تھا۔ اسے نہ دولت کی تمنا تھی نہ حکومت کی پرواہ۔ جب سرکار (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا حکم بجالایا تو روتا ہوا واپس چلا گیا کہ اس کے آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کی محنت کو اکارت نہ جانے دیا اور اپنے ادنیٰ غلام کی لاج رکھ لی

(سیارہ ڈائجسٹ شمارہ ستمبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۸۱ تا ۸۳)

سلطان محمود غزنویؒ کو ہندوستان میں ان کی بعض نہایت اہم جنگوں کے نازک مرحلوں پر محض تائید ایزدی سے فتح حاصل ہوئی جس سے صاف ظاہر ہے کہ انہیں اس کام کے لئے قدرت نے مقرر فرمایا تھا۔

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے

جو شخص کہ جس کام کے قابل نظر آیا

سلطان نے سومنات کے ٹکڑے کابل میں لے جا کر ڈال دیئے جو دور حاضر

تک موجود رہے اور جنہیں آزادی ہندوستان کے بعد پنڈت جواہر لال نہرو نے ۱۹۵۲ء

میں حاصل کر کے سابق جونا گڑھ اسٹیٹ میں ٹھیک اسی جگہ جوڑ کر نصب کر دیا جہاں

سے سومنات کے بت کا سلطانؒ نے نام و نشان مٹایا تھا۔ کاش سلطانؒ ان تین ٹکڑوں

کو پسا کر مٹی میں ملوا دیتے تو ہمیشہ کے لئے اس بت کا نشان مٹ جاتا۔

سلطان محمود غزنویؒ روزانہ چھ مرتبہ حسب ذیل درود شریف پڑھا کرتے تھے

جس کا ثواب ان کو ساٹھ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کے برابر ملتا تھا۔ (تفصیلات

کے واسطے دیکھئے ”سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ حصہ اول“ صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۱ انا شریفیروز سنزلاہور)

اللهم صلی علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد ما اختلف الملوان و

تعاقب العصران و تکر الجلید ان و استقل الفرقد ان و بلغ روح سیدنا محمد و

ارواح اہل بیتہ منا التحیتہ و السلام (ترجمہ = اے ہمارے اللہ ہدیہ درود بھیج ہمارے

آقا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب تک دن رات بدلتے رہیں۔

زمانے آتے جاتے رہیں۔ چاند اور سورج ٹپکتے رہیں اور ستارہ قطب شمالی چمکتا رہے۔

یہ ہدیہ درود پہنچا دے ہمارے آقا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ

کے اہل بیت کی ارواح پر اور بہت کثرت سے سلام پڑھ۔)

۱۲۵- حضرت خواجہ ابو محمد چشتیؒ کا لقب ”ناصح الدین“ تھا۔ شب عاشورہ محرم

الحرام ۳۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتیؒ کے فرزند، مرید اور

خلیفہ تھے۔ رجب المرجب ۳۱۵ھ میں وفات پائی۔ والد کے مزار کے برابر چشت میں

مزار ہے۔ مادر زاد ولی تھے۔ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیٹ میں، چار ماہ

کے تھے اکثر کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی آواز پیٹ سے سنتی تھی۔ ایک روز ان کے والد سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا بشارت ہو کہ تیرے شکم سے ایک ولی پیدا ہو گا۔ آپ کی پیدائش کے وقت آپ کے والد پر ہلکی غنودگی طاری ہوئی۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں "تجھے صالح فرزند مبارک ہو۔ اس کو میرے نام سے موسوم کرنا اور اس کو میرا سلام کہنا"۔ یہ بشارت پا کر حضرت خواجہ بیدار ہوئے تو آپ پیدا ہو چکے تھے۔ حضرت خواجہ نے تازہ وضو کر کے فرزند کا چہرہ دیکھا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام کہا اور دعا کی کہ اے اللہ پاک میرے بیٹے کو ذی مرتبہ کر، اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ اے ابو احمد تیری دعا قبول ہوئی۔ اور یہ فرزند ہمارا مقبول ہوا۔ (سیرالاقطاب از مولوی محمد علی) (تذکرہ حصہ ثالث صفحہ ۱۹)

۱۲۶۔ حضرت خواجہ ابو محمد چشتی بن خواجہ ابو احمد ابدال چشتی بہ اشارہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلطان محمود غزنوی کی امداد کے لئے گجرات کے جہاد میں شریک ہوئے اور آپ کے قدموں کی برکت سے مندر سومنات فتح ہوا۔ (تحفۃ الابرار صفحہ ۱۲)

۱۲۷۔ مرجع اوتاد حضرت ابو الحسن خرقانی ایسی شان کے بزرگ گذرے ہیں کہ امی ہونے کے باوجود یہ کیفیت تھی کہ ایک مرتبہ ایک مرید نے عرض کیا کہ بغداد شریف میں ایک بہت بڑی یونیورسٹی ہے وہاں جا کر علم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں۔ دریافت کیا وہاں جا کر کون سا علم پڑھو گے؟ عرض کیا میں احادیث نبوی (علی صاحبہا صلوة و سلاما) پڑھوں گا۔ کہا کیا خرقان میں حدیث شریف پڑھانے والا کوئی نہیں؟ عرض کیا مجھے تو کوئی نظر نہیں آتا۔ فرمایا ایک میں ہی ان پڑھ اور بے علم ہوں ذرا مجھ سے پڑھ کر دیکھ لو۔ اس نے کہا حضور آپ نے حدیث کس سے پڑھی ہے۔ فرمایا ہم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث شریف پڑھی ہے اور آپ ہی ہمارے استاد ہیں مگر آپ کی یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی۔ رات کو جو سویا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے شخص جو مردان خدا اور جوانمرد ہیں وہ سچ اور حق بات ہی کہتے ہیں۔ ان کی بات کو دل میں جمانا چاہئے دوسرے دن وہ حدیث شریف کی کتاب لے کر حضرت خرقاٹیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور پڑھانے کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا پڑھو، اس نے پڑھنا شروع کیا۔ ایک حدیث پڑھی تو آپؐ نے فرمایا ”یاد رکھو یہ حدیث صحیح ہے یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین کلمات ہیں اور اس کے اندر یہ معانی ہیں۔“ اب دوسری حدیث پڑھو، دوسری حدیث پڑھی آپؐ نے فرمایا ”اس کا پہلا حصہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور آخری حصہ آپؐ کے الفاظ نہیں ہیں اس کو نظر انداز کر دو۔“ اچھا اب تیسری حدیث پڑھو۔ تیسری حدیث پڑھی تو معنی بتائے اور فرمایا ”یہ حدیث بالکل ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں ہے اس کو نظر انداز کر دو۔“ اس طرح پڑھاتے پڑھاتے تھوڑے دن میں پوری حدیث شریف کی کتاب ختم کرا دی۔ کسی نے عرض کیا یا حضرت آپؐ کے عربی جاننے کی وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ آپؐ کی معاشرت اہل عرب کے ساتھ زیادہ رہی ہے لیکن جب آپؐ بالکل ہی امی ہیں تو آپؐ کو کیوں کر معلوم ہوا کہ پہلی حدیث صحیح ہے۔ دوسری کا نصف حصہ صحیح ہے اور تیسری حدیث بالکل ہی غلط ہے۔ آپؐ نے جواب دیا جب حدیث شریف پڑھی گئی تو مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور نظر آیا۔ پہلی حدیث پڑھنے کے وقت چہرہ انور بشارت ہو گیا تو میں سمجھ گیا کہ یہ آپؐ کی حدیث ہے۔ دوسری حدیث کے ابتدائی حصہ کے پڑھنے کے وقت چہرہ مبارک بشارت رہا اور آخری حصہ پڑھنے کے وقت چہرہ مبارک منتقبض ہو گیا تو میں سمجھ گیا کہ اس حدیث کا آخری حصہ آپؐ کا نہیں ہے۔ اسی طرح تیسری حدیث پڑھنے کے وقت اول سے آخر تک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک منتقبض رہا تو میں سمجھ گیا کہ یہ حدیث بالکل ہی آپؐ کی نہیں ہے۔ یہ فضل الہی ہے، فراست ہے، مکاشفہ ہے۔ اسی کو علم لدنی کہتے ہیں (میتائے مصطفائی دور اول صفحہ ۱۷۱) (بستان العارفین از مولانا صوفی سید محمد عابد میاں عثمانی حنفی نقشبندی مجددی ڈابھیلیؒ خلافت پریس بمبئی میں ۱۳۲۲ھ میں طبع ہوئی صفحہ ۳۵۳ تا ۳۵۴)

حضرت ابو الحسن خرقانیؒ ۱۵ رمضان المبارک ۳۲۵ھ خرقان میں واصل تہی ہوئے۔ مزار مرجع خلافت ہے۔ سلطان محمود غزنویؒ کو اپنا خرقہ عطا فرمایا جس کی برکت سے سومات فتح ہوا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے یہاں دلق اور ٹاٹ نہیں دل اور اخلاق دیکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا لطف اپنے دوستوں کے لئے اور رحمت کو عاصیوں کے لئے رکھا ہے۔ جس کی رات اور دن اس حالت میں بسر ہو کہ اس نے نہ کسی کو آزار پہنچایا نہ کسی کا دل دکھایا تو گویا اس نے وہ وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بسر کیا۔ جو کسی مومن کو ستاتا ہے اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا میں نے سب کچھ سمجھا مگر نہ سمجھا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ کی غایت کو نہ سمجھا۔

۱۴۸- سید قطب الدین مدنیؒ عرب سے سیر کرتے ہوئے قصبہ کٹرا پہنچے۔ وہاں کے ہندوؤں نے آپ کو اذیت دی اور وہاں رہنے نہ دیا۔ آپ سخت مغموم مدینہ طیبہ واپس گئے۔ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند تو بادشاہ غزنی کے پاس جا اور اس کی مدد سے جہاد کر تو فتح پائے گا۔ جب بیدار ہوئے تو غزنی پہنچ کر لشکر سلطانی لے کر کٹرا میں داخل ہوئے اور فتح حاصل ہوئی۔ (ملفوظات القلیب)

۱۴۹- سید حمزہؒ ایک لاکھ سپاہ کے مالک تھے۔ ایک مرتبہ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے فرزند اس قدر خزانہ و مال و سپاہ تو نے جمع کیا ہے اس کو جہاد میں صرف کر۔ جب سید حمزہؒ بیدار ہوئے تو فوراً "عازم ہندوستان ہو کر جہاد کیا اور خود بھی سنگھڑپ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ (منہج الانساب)

۱۵۰- حکیم ابو الخیر الحسنؒ مقام اور وطن کے لحاظ سے خوارزمی تھے۔ جب سلطان یمین الدولہ بن سبکتگین نے خوارزم فتح کیا تو حکیمؒ کو غزنی لے گیا۔ حکیمؒ کی عمر اس وقت ایک سو برس سے زیادہ ہو چکی تھی۔ ہر چند دعوت اسلام دی، وعدے کئے، طمع دلائی مگر اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ایک دن ایک راستہ سے گذر

رہا تھا۔ اس راہ میں ایک مدرسہ کے اندر کوئی خوش الحان معلم سورہ ”عنکبوت“ پڑھ رہا تھا۔ حکیم کچھ دیر وہاں ٹھہر گیا۔ رونے لگا اس پر رقت طاری ہو گئی۔ رات کو خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ تجھ جیسے عقلمند عالم کو میری نبوت کا منکر نہیں ہونا چاہئے۔ وہ خواب ہی میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر مسلمان ہوا۔ جب بیدار ہوا اسلام کا اظہار کیا۔ طویل عمر، قویٰ کی کمزوری اور بڑھاپے کی انتہا کے باوجود فقہ اور کلام پاک کی تلاوت اور اس کو یاد کرنے میں مشغول ہوا۔ حکیم ابو ریحان منجم نے ایک خاص دن اس کی وفات کی پیشین گوئی کر دی تھی۔ عین اسی دن گھوڑے سے گر کر جام شہادت نوش کیا۔ حکیم ابو الخیر کو بقراط ثانی کہتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ اس نام کا مستحق تھا کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روئے صادقہ میں اسے ”عالم“ فرمایا تھا۔ (عمدہ الاثر و نزہۃ الہار یعنی اردو ترجمہ ”درة الاخبار و لسعته الانوار مترجمہ فضل حسین تبسم۔ ہیڈ ماسٹر ڈھیر موند ضلع اٹک۔ پبلشر اردو اکادمی۔ پنجاب لوہاری گیٹ لاہور صفحہ ۷۲ تا ۷۳)

یہ بھی لکھا دیکھا کہ خوارزم شاہ بن صالحون بن محمد کے زمانے میں حکیم ابو الخیر الحسن بن بابا بن سوار ہوا ہے۔ سلطان محمود غزنوی نے جب خوارزم فتح کیا تو ابو الخیر کو غزنی لایا۔ اس کے اسلام لانے کے بعد محمود غزنوی نے خمار کا علاقہ اس کے سپرد کر دیا تھا۔ بو علی سینا نے بھی اس کی بہت تعریف کی ہے۔ (مجالس المؤمنین از محمد عطا اللہ خاں عطا ٹونکی صفحہ ۲۶۱ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

۱۵۱- ”تاریخ بغداد“ یہ خطیب بغدادی کی تصنیف ہے۔ ۲۴ ذیقعد ۳۹۲ھ کو جمعرات کے دن پیدا ہوئے۔ اس زمانے کے بزرگوں میں سے کسی نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا ہم بغداد شریف میں خطیب بغدادی کی خدمت میں حاضر ہیں اور ”تاریخ بغداد“ ان کے روبرو پڑھنا چاہتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ان کے دائیں جانب شیخ نصیر بن ابراہیم مقدس شریف رکھتے ہیں اور بائیں جانب نہایت پروجاہت اور بارعب ایک بزرگ جلوہ افروز ہیں جن کے جمال سے آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں۔

میں نے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں تو بتایا گیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "تاریخ بغداد" سننے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا شرف ہے جو حضرت خطیب بغدادی کو حاصل ہوا ہے۔ (بستان المحدثین اردو صفحہ ۱۱۹)

۱۵۲- شیخ علی روائی متقد میں میں اولیائے کبار سے ہوئے ہیں۔ آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ پر عربستان سے ہندوستان تشریف لائے۔ متھرا آگرہ کے قریب ہندوؤں کا ایک متبرک شہر ہے۔ جب آپ متھرا سے گذرے جہاں بکھرت ہندو رہتے تھے اور پتھر کی گائے کو پوجتے تھے تو آپ نے پتھر کی اس گائے سے دودھ دوھا اور تاحیات اس کا دودھ دوھ کر قوت حاصل کرتے رہے۔ آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر ہزار ہا مشرکین نے اسلام قبول کیا۔ وصال ۳۰۰ھ میں ہوا۔ آج بھی آپ کی قبر متھرا میں موجود ہے اور مرجع خلایق ہے۔ وہ پتھر کی گائے بھی مزار مبارک کے برابر کھڑی ہے۔ (تاریخ الاولیا جلد اول صفحہ ۳۰۶)

۱۵۳- ابن بطوطہ جس زمانہ میں مکہ معظمہ میں مجاور تھے اور مدرسہ مظفریہ میں سکونت رکھتے تھے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ دیکھا کہ آپ مدرسہ مظفریہ کے مقام درس میں اس جنجری کے پاس تشریف فرما ہیں جہاں سے کعبہ شریف سامنے نظر آتا ہے اور خلقت آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر رہی ہے اور شیخ ابو عبد اللہ المعروف بہ خلیل (منجملہ خطباء مکہ مکرمہ شیخ و فقیہ و عالم و صالح و خاشع ابو عبد اللہ محمد بن فقیہ و امام صالح و متقی ابی زید عبدالرحمن جو کہ خلیل کے نام سے مشہور تھے اسی زمانہ میں تھے۔ بالاتفاق جملہ قطب مکہ تھے۔ جملہ اوقات میں مستغرق عبادت رہتے تھے۔ نہایت باحیاء، کریم النفس، حسن الاخلاق اور کثیر الثقت تھے۔ کسی سائل کو ناکام واپس نہیں کرتے تھے) کو دیکھتا تھا کہ آئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں سامنے دو زانو بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست مبارک میں دے کر کہا کہ میں اپنے گھر سے کسی مسکین کو واپس ناکام نہ جانے دوں گا۔ میں ان کے اس قول سے متعجب ہوتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ یہ کیسی بات

کہتے ہیں حالانکہ فقرا مکہ مکرمہ، یمن، عراق، عجم، مصر اور شام کے بکثرت ہیں کیونکہ قدرت ہوگی کہ سب کو کامیاب کر سکیں اور اس وقت میں نے ان کو ایک سفید اونچے دامن کا جبہ روئی کے کپڑے کا جس کو قنطان کہتے ہیں اور اس کو وہ بعض اوقات پہنا بھی کرتے تھے ہنہ دیکھا۔ جب میں نے فجر کی نماز پڑھی اور آفتاب نکل آیا تو میں ان کے پاس گیا اور اپنا خواب ان کو سنایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور رو دیئے اور کہا کہ اس جبہ کو بعض صالحین نے میرے دادا کو ہدیہ دیا تھا۔ میں اس کو تیر کا پہن لیا کرتا ہوں۔ اس خواب کے بعد میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے کسی سائل کو ناکام واپس کیا ہو۔ (سفرنامہ ابن بطوطہ حصہ اول صفحہ ۱۲۳ اس کا اردو ترجمہ مولوی سید محمد حیات الحسن موہانی نے کیا جو ۱۹۰۱ء میں روز بازار پریس۔ امرتسر سے شائع ہوا)

مراکش کا مشہور سیاح ابن بطوطہ تاریخ کا وہ عظیم سیاح ہے جس کا نام مارکو پولو کے بعد سیاحت میں امتیازی درجہ رکھتا ہے۔ اس کا وطن تنجور تھا۔ ۱۲ جون ۱۳۲۶ء جب وہ ۲۱ برس کا تھا اس نے سفر کا آغاز کیا اور جب ۷۴ برس کا ہوا تو ۷۶۴۰ میل لمبا سفر طے کر چکا تھا جو مصائب اور معلومات سے بھرپور تھا۔ اس کی کتاب ”رحلہ“ (زولہ) دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اپنی اس مشہور تصنیف لکھنے کے ۳۳ برس بعد ۷۸۱۳ء میں ۷۰ عمر ب ۷۴ سال اس دنیا سے رخصت ہوا۔ سیاحت کے دوران ہندوستان بھی آیا۔ لکھتا ہے بنگال میں گرانی کے زمانہ میں ایک روپیہ کا تین من اور ارزانی میں روپیہ کا سولہ من چاول بکتا تھا۔ سوتی کپڑا ایک روپیہ میں ۳۰ گز تک فروخت ہوتا۔ صرافوں کی دکانوں کے سامنے سونے چاندی کے سکوں کے اس طرح ڈھیر لگے ہوتے تھے جس طرح غلہ منڈی میں اناج کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں۔ جو تیل اس زمانے میں روپیہ سوا روپیہ کا ملتا تھا (اوسط وزن ۱۳ من) اب دس بارہ ہزار روپے سے کم میں نہ ملے گا۔ اب تو گائے کا گوشت ۲۵/۵۰ روپیہ سیر بکتا ہے۔ نہایت سرسری تخمینہ کے مطابق ۱۹۳۳ء تک انگریز نے ہندوستان سے چار کھرب روپیہ انگلستان پہنچایا۔ یہ آئینی ذرائع سے تھا اور جو غیر آئینی ذرائع، لوٹ کھسوٹ اور تجارتی طریقوں سے پہنچا اس کا تو شمار ہی نہیں ہو سکتا اور یوں ہندوستان کے سونے چاندی کے سمندر کو انگریز نے

اپنے دور حکومت میں خشک کر دیا تھا۔ آئین اکبری میں اس دور کی تمام چیزوں کے نرخوں کی تفصیل درج ہے مثلاً گندم سوا چار آنہ من، چاول ۴ آنہ من، دال مونگ روپیہ کی ۷ من ۳۰ سیر، کھانڈ روپیہ کی ۱۸ سیر، گوشت بکرا ایک روپیہ دس آنہ من، ہادام فی روپیہ قریب چار سیر، گوشت گائے چند کوڑیوں میں آدھ سیر، ایک ٹن یعنی ۲۸ من نمک قریب دو روپیہ کا، ساحل کارومندل کے کنارے ساڑھے تین آنہ میں ۲۰ پونڈ پھل جو ذائقہ میں ٹراؤٹ اور سامن جیسی ہوتی تھی۔ شرکٹک میں ایک پونڈ یعنی آدھ سیر مکھن ایک آنہ میں ملتا تھا۔ دو آنہ میں ایک سو پھلیاں جو اتنی بڑی ہوتی تھیں کہ صرف دو پھلیوں سے آدمی کا پیٹ بھر جائے۔ (یہ نرخ نامہ کمپن انگریڈر ہملٹن نے بیان کیا ہے)۔ سورت کے ایک تاجر مسی عبدالغفار کا سرمایہ ایٹ انڈیا کمپنی کے سرمایہ کے برابر تھا۔ جو حضرت پرانے دور کے نرخوں کی تفصیلات کے خواہشمند ہوں۔ اس دور کی مشہور کتاب ”مقش حیات“ از شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی ملاحظہ فرمائیں۔

۱۵۴۔ اسکندریہ میں شیخ خلیفہ ثانی ایک بزرگ تھے انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں یہ فرماتے سنا کہ تم میری زیارت کو کیوں نہیں آتے چنانچہ خلیفہ مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو گئے وہاں پہنچ کر مسجد نبوی (علی صاحب الف الف صلوة و الف الف سلام) کے باب الاسلام میں داخل ہو کر تینت السجدہ ادا کی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوة و سلام بھیجا۔ پھر ایک ستون سے ٹیک لگا کر اپنے دونوں گھٹنوں پر سر رکھ کر بطور مراقبہ حضرت صوفیائے کرام کے طریقہ کے مطابق بیٹھے رہے۔ جب سر اٹھایا تو دیکھا کہ سامنے چار دریاں، ایک برتن میں دو درہم اور ایک طبق کھجوریں کا رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ اپنے ہمراہوں کے ساتھ اسے کھلیا اور اسکندریہ واپس چلے گئے (سنن ابی یوسف ج ۲ ص ۱۰۳)۔

۱۵۵۔ قاضی ابو طیب کاہیم طاہرین عبداللہ تھلہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ مجھے ”الے

قیسہ "کہہ کر پکارتے ہیں۔ اس کے بعد قاضی صاحب فخرؒ فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو میرا نام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیسہ رکھا ہے۔ آپ نے ۱۰۲ برس کی عمر پائی اور ۳۵۰ھ میں وفات پائی۔ اتنی عمر ہونے کے باوجود آپ کے جسم کے تمام اعضا میں کوئی تبدیلی و تغیر نہیں ہوا تھا۔ وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے کسی عضو سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ (خیر الموائس جلد دوم صفحہ ۹۷)

۱۵۶- ماہ ربیع الاول حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش اور وصال کا مہینہ ہے۔ پہلی تاریخ سے بارہ ربیع الاول تک روزانہ جو مسلمان ۲۰ رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں ۲۱ بار سورہ اخلاص اور ثواب اس کا روح پر فتوح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائے تو اس نماز کے پڑھنے والے کو آپؐ نے خواب میں جنت کی بشارت دی ہے۔ تمام مشائخ اسلام اور بزرگان دین اس سے متفق ہیں۔ اس نماز کے آخر میں ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھ لینا اور اچھا ہے۔

دوران مطالعہ میری نظر سے یہ بھی گذرا ہے کہ صحابہ اکرامؓ اور تابعینؓ خاص بارہ ربیع الاول کو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ وصال بھی ہے۔ بہ نیت ہدیہ روح پر فتوح ۲۰ رکعت نفل، ہر رکعت میں ۲۱ بار سورہ اخلاص اور بعد سلام سو مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے۔ ایک بزرگ اس نماز کی مداومت کیا کرتے تھے۔ ان سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ تم کو اپنے ساتھ بہشت میں لے جاؤں گا۔ جس کو آپؐ بشارت فرمائیں قطعی جنتی ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان نوافل کو شوق سے پڑھا کریں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار رہیں۔

۱۵۷- حضرت سید علی ہجویری (حضرت داتا گنج بخشؒ) کو امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ سے خاص عقیدت تھی اور تعمیل دستور شریعت میں ان کے اتباع کو مستند سمجھتے تھے۔ اس عقیدت کے ضمن میں اپنی مشہور و معروف تصنیف "کشف المحجوب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں ملک شام میں تھا۔ ایک مرتبہ موزن اول حضرت بلالؓ کے مزار

مبارک کے سرہانے سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب بنی شیبہ سے اندر داخل ہو رہے ہیں اور جس طرح کوئی کسی بچہ کو گود میں لئے ہوئے ہو اس طرح ایک عمر رسیدہ شخص کو گود میں اٹھائے ہوئے ہیں۔ میں دوڑ کر آپ کی خدمت اقدس میں پہنچا اور پائے مبارک کو بوسہ دیا اور دل میں سوچنے لگا کہ یہ عمر رسیدہ شخص کون ہو سکتا ہے۔ اتنے میں میرا خطرہ قلب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منکشف ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص تیری قوم کا امام ہے یعنی ابو حنیفہ۔ اس خواب سے مجھے اپنے اور اپنی قوم کے حق ہونے پر روح پرور امیدیں بندھ گئیں اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضرت امام اعظم ان لوگوں میں سے ہیں جو اپنی صفات ذاتی سے فانی ہو چکے ہیں اور احکام شرع کے لئے باقی ہیں اس لئے کہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و شرع کے حامل تھے۔ اگر میں انہیں بذات خود چلتے ہوئے دیکھتا تو معلوم ہوتا کہ وہ باقی الصفت ہیں اور باقی الصفت کے لئے خطا اور صواب دونوں کا امکان ہے لیکن چونکہ انہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں دیکھا لہذا معلوم ہوا کہ ان کا وجود ذاتی فنا ہو چکا ہے اور اب ان کا جو وجود قائم ہے وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود سے قائم ہے اور چونکہ آپ کی ذات گرامی کے لئے کسی طرح کی خطا کا امکان نہیں ہے اس لئے جس شخص کا وجود آپ کی ذات اقدس میں فانی ہو چکا ہو وہ بھی امکان خطا سے پاک ہے۔ (اردو ترجمہ "کشف المحجوب" صفحہ ۱۳۱)

۱۵۸- حضرت شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن شریار گازرونی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تصوف کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تصوف یہ ہے: دعویوں کو ترک کر دینا اور مطالب کو چھپانا۔ پھر توحید کے معنی دریافت کئے۔ آپ نے فرمایا جو کچھ تیرے دل میں آئے یا تیرے خیال میں اس کا خطرہ گذرے تو اللہ تعالیٰ اس کے برخلاف ہے اور توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو شک و شرک و تعطیل سے پاک سمجھے۔ پھر عرض کیا عقل کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ دنیا کو ترک کر دے اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اللہ کی ذات میں فکر کرنا چھوڑ دے۔ (نفعات الانس صفحہ ۲۸۲ تا ۲۸۳)

(تحفۃ الابرار صفحہ ۳) (لطائف الاشرافی جلد اول صفحہ ۱۳۵)

۱۵۹- عاشق دانائے راز درونی حضرت ابو اسحاق ابراہیم گازرونی نے فرمایا کہ ایک روز میرے دل میں خیال گذرا کہ میں کیوں صدقات لیتا ہوں اور ان کو درویشوں اور مسافروں پر صرف کرتا ہوں۔ مجھے اس لینے دینے سے کیا کام۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی تصور اس میں ہو جائے اور قیامت کے روز اللہ جل شانہ کے عتاب و عذاب میں مبتلا ہوں۔ میں نے چاہا کہ درویشوں سے کہہ دوں کہ بھائی ہر شخص اپنے وطن کو چلا جائے اور وہاں جا کر یاد الہی کرے۔ اسی خیال میں تھا کہ مجھے نیند آگئی میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابی اسحاق لے اور دے اور خوف نہ کر۔ (بستان العارفین صفحہ ۳۳۸)

۱۶۰- حضرت شیخ ابی اسحاق ابراہیم گازرونی نے جب چاہا کہ مسجد تعمیر کرائیں تب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مسجد کی جگہ تجویز فرمائی۔ حضرت گازرونی نے اسی جگہ مسجد کی بنیاد ڈالی جس میں تین صحنیں آئیں۔ پھر خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع تمام صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تشریف لائے ہیں اور اس مسجد کو اس حد سے کشادہ تر کر دیا۔ بعدہ حضرت گازرونی نے ویسا ہی کیا۔ (بستان العارفین صفحہ ۳۳۶ تا ۳۳۷)

آپ سید علی ہجویری کے معاصرین میں سے تھے مگر ملاقات نہیں ہوئی۔ فارس (ایران) وطن مالوف تھا۔ ۵۲۳۶ھ / ۱۰۳۳ء میں وصال فرمایا۔ آپ کے جسم مبارک سے اتنی خوشبو آتی تھی کہ مشک، عنبر اور عود کی خوشبو دب جاتی تھی۔ ۲۴ ہزار غیر مسلم آپ کے دست مبارک پر مسلمان ہوئے اور ایک لاکھ مسلمان آپ کے روبرو تائب ہوئے۔ آپ کے پاس ایک ڈائری رہتی تھی جس میں تمام تائبین، دوستوں، مریدوں اور اقربا کے نام تھے۔ قبل وفات وصیت فرمائی کہ اسے میرے کفن میں شامل کر دینا۔ مریدوں نے ایسا ہی کیا۔ کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ نے ان سب کو بخش دیا جن کے نام اس میں درج ہیں اور جو کوئی میرے مزار پر آکر میرے ویسے سے حاجت طلب کرے گا انشاء اللہ مراد کو پہنچے گا۔ آپ کے بھانجے اور خلیفہ شیخ صفی الدین گازروٹیؒ ۹۶۲ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۷ برس کی عمر میں اوج تشریف لائے اور ۱۰۰۷ء میں یہیں وفات پائی۔ قصبہ اوج کی بنیاد آپ ہی نے رکھی۔ ہندوستان میں سب سے پرانی زیارت گاہ ٹھٹھ (سندھ) سے دس میل دور تحصیل میرپور ساکو میں موضع گوجو کے قریب ہے۔ اس پر ۱۷۱۵ھ/۱۷۸۸ء تحریر ہے۔ یہ شیخ ابوترابؒ کا مزار ہے جو ایک بزرگ تبع تابعی تھے۔ اس زیارت گاہ کے بعد سب سے پرانی اور قدیم زیارت گاہ اچ شریف (سابق ریاست بہاولپور) میں شیخ صفی الدین گازروٹیؒ کا مزار مبارک ہے۔ (تاریخ اوج از مولوی محمد حفیظ الرحمن بہاولپوری صفحہ ۱۳۰)

۱۶۱- حضرت خواجہ نظام الملک طوسی (خواجہ حسن) کو حج بیت اللہ کی بڑی آرزو تھی مگر پوری عمر محروم رہے۔ ارسلان سلجوقی کے عہد میں ایک دن بھی فرصت نہ ملی۔ البتہ ملک شاہ کے عہد میں موقع ملا۔ چنانچہ ۷۹۷ھ/۱۰۸۶ء میں سفر حج کے سلسلہ میں خیمے ڈیرے بھی بمقام بغداد دریائے دجلہ کے کنارے لگا دیئے گئے۔ ”رونتہ الصفا“ اور ”طبقات الکبریٰ“ میں عبداللہ ساوجی سے روایت ہے کہ انہی ایام میں ملک شاہ نے خواجہ کو خط لکھا جسے پڑھ کر وہ روئے۔ خط کا مضمون یہ تھا کہ ”میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حسن سے کہو کہ تمہیں مکہ مکرمہ جانے کی ضرورت نہیں، تمہارا حج یہی ہے کہ اس ترک (ملک شاہ) کی خدمت کئے جاؤ اور میری امت کے لوگوں کی حاجتیں پوری کرو۔“ چنانچہ خواجہ نے روانگی مکہ مکرمہ ملتوی فرمادی۔ بغداد کا مدرسہ نظامیہ جو اپنے دور کی سب سے بڑی یونیورسٹی تھی آپ ہی نے ۳۵۹ھ میں اسے قائم کیا تھا۔ حضرت شیخ سعدیؒ اور حضرت امام غزالیؒ یہیں سے فارغ التحصیل تھے۔ (نظام الملک طوسی از مولوی محمد عبدالرزاق کانپوری مصنف البرا مکہ - صفحہ ۱۳۳)

۱۶۲- بعض اہل دل حضرات نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ آپ نے ہمارے زمانہ کا مقتدا کس کو بنایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا امام احمد بن حنبلؒ کو۔ (خیر الموائس جلد دوم صفحہ ۴۴۶)

۱۲۳- حضرت شیخ شہاب الدین سروردیؒ عراق کے قصبہ سرورد میں اوائل رمضان المبارک ۵۳۶ھ میں پیدا ہوئے اور یکم محرم الحرام ۶۳۲ھ میں بغداد میں وصال فرمایا۔ حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازیؒ آپ ہی کے مرید خاص تھے۔ اپنے مرشد گرامی کے فیض سے آپ نے جو نعت کہی بارگاہ رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں بے حد مقبول ہوئی۔ خواب میں حضرت سعدیؒ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ جو نعت تم نے کہی ہے مجھے سناؤ۔ حضرت سعدیؒ نے دست بستہ عرض کیا کہ ابھی صرف تین مصرعے ہوئے ہیں چوتھا نہیں ہو رہا۔ اگر وہ ہو جائے تو رباعی مکمل ہو جائے گی۔ آپ نے حکم فرمایا وہ تین مصرعے ہی سناؤ۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے اس پر عرض کیا۔

بلغ العلی بکمالہ
کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمع خصلہ

یہ کہہ کر شیخ سعدیؒ خاموش ہو گئے۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سعدیؒ کہتے کیوں نہیں - "صلوا علیہ والہ" اس طرح یہ مبارک اور جامع ترین نعتیہ رباعی مکمل ہوئی۔ سلسلہ سروردیہ میں قرآن خوانی کے بعد نعت خوانی کو بے حد اہمیت حاصل ہے جس میں اس رباعی کو خاص مقام حاصل ہے۔

۱۲۴- ایک مرتبہ سرخ آندھی اور زلزلہ آیا۔ حضرت محمد بن مقاتلؒ کی خدمت میں حضرت موسیٰ بن قاسمؒ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ہمارے امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ یہ آفت دور ہو۔ حضرت محمد بن مقاتلؒ رو کر فرمانے لگے کہ اس بات کو ہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ تم کہیں میری وجہ سے ہلاک نہ ہو۔ حضرت موسیٰ بن قاسمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ محمد بن مقاتلؒ کی دعا سے

آندھی اور زلزلہ دور ہو گیا۔ (خزینہ معرفت المسعی بہ سوانح مشائخ نقشبند مولفہء صوفی
محمد ابراہیم قصوری صفحہ ۱۱۱)

۱۶۵- حضرت امام غزالیؒ نے ”احیاء العلوم“ میں عبدالواحد بن زید بصریؒ سے نقل کیا ہے کہ میں حج کو جا رہا تھا کہ ایک شخص رفق سفر ہو گیا جو ہر وقت چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا کرتا تھا۔ میں نے اس سے اس کثرت درود کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا جب میں سب سے پہلے حج کے لئے حاضر ہوا تو میرا باپ بھی ساتھ تھا جب ہم واپس ہونے لگے تو ایک منزل پر سو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ سے کوئی شخص یہ کہہ رہا ہے اٹھ تیرا باپ مر گیا اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ میں گھبرا کر اٹھا۔ باپ کے چہرہ پر سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو واقعی میرے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا چہرہ کالا ہو رہا تھا۔ مجھ کو اس کا بے حد غم تھا کہ دوبارہ میری آنکھ لگ گئی اور خواب میں دیکھا کہ میرے باپ کے سر پر چار حبشی سیاہ چہروں والے ہاتھوں میں لوہے کے گرز لئے مسلط ہیں۔ اتنے میں ایک نہایت حسین چہرہ بزرگ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تشریف لائے۔ انہوں نے ان حبشیوں کو ہٹا دیا اور اپنے دست مبارک کو میرے باپ کے چہرہ پر پھیرا اور فرمایا اٹھ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کا چہرہ سفید کر دیا۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا میرا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ بس اس کے بعد سے میں نے آپ پر بکثرت درود پڑھنا شروع کر دیا۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ ۴۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳ جمادی الاخر ۵۰۵ھ میں صرف ۵۴ برس کی عمر پا کر وصال فرمایا۔ اس مختصر عمر میں آپ نے اسلامی علوم کی وہ خدمت انجام دی جس کے لئے صدیاں درکار ہوں گی۔ مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔

۱۶۶- ”مناقب غوثیہ“ میں حضرت شیخ شہاب الدین سروردیؒ سے منقول ہے کہ جس رات حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اس دنیا میں تشریف لائے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صحابہ اکرامؓ اور ائمہ اکرامؒ آپ کے

والد ماجد سید ابی صالح موسیٰ کے پاس تشریف لائے اور عالم خواب میں بشارت دی کہ اے نور البصر خالق اکبر نے تجھے وہ پسر عالی گہر فرخ سیر عطا فرمایا ہے جو تمام خاصان خدا سے گونے سبقت لے جائے گا۔

۱۶۷- سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی بکثرت کرامات سے ایک کرامت یہ ہے کہ آپ نے بارہا عالم کشف میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت کی۔ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور فیض صحبت حاصل کیا۔ اسی طرح کئی مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس تشریف لائے اور فیض صحبت سے مستفیض فرمایا۔ (غوث الاعظمؒ از مولوی فیروز الدین فیروز، ڈسکوی)

آپ کی ولادت باسعادت ۴۷۰ھ / ۱۰۷۷ء میں ہوئی اور وصال ۵۶۱ھ / ۱۱۶۳ء میں گیارہ ربیع الاخر کو ہوا۔ بغداد شریف میں مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔ اولیاء اکرام کے سردار اور مادرزاد ولی تھے۔ سلسلہ قادریہ آپ سے شروع ہوا۔

۱۶۸- ”شرح نصوص“ میں حضرت قیسریؒ تحریر فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے جب میری عمر ۴۰ سال کی ہوئی تو ایک روز میں نے عزم بالجزم کیا کہ سوائے کلام الہی کے اور کوئی بات منہ سے نہ نکالوں گا۔ چنانچہ کئی سال خاموش رہا یہاں تک کہ ۱۶ شوال بروز سہ شنبہ ۵۲۱ھ کو میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ میرے پاس تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم بات کیوں نہیں کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا دادا جان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں عجم کا رہنے والا عرب کے فصحا کے سامنے کیوں کر زبان کھول سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا منہ کھولو، میں نے منہ کھول دیا۔ آپ نے سات مرتبہ یہ آیت مبارک پڑھ کر میرے حلق میں دم فرمایا۔ ”ادع الی سبیل ربک بالحکمتہ و الموعظتہ الحسنیۃ“ (بلا پروردگار کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت سے) (سورہ نحل آیت ۱۲۵) اسی دن ظہر کی نماز کے بعد میں منبر پر گیا اور چند کلمات وعظ کے کہے جن کو سن کر سامعین وجد و حال میں آگئے۔ پھر تو یہ عالم

ہوا کہ پورے بغداد میں میرے وعظ کی دھوم مچ گئی (انوار اصفیاء مرتبہ ادارہ تصنیف و تالیف شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ کشمیری بازار لاہور۔ بندر روڈ۔ کراچی۔ صفحہ ۱۱۹)

ایک دن ظہر سے قبل محبوب سبحانی، امام الاولیاء سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اے میرے فرزند تم وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا کہ میں ایک عجمی شخص ہوں۔ فقہائے عرب کے سامنے کس طرح زبان کھولوں۔ آپؐ نے فرمایا اپنا منہ کھولو اور سات مرتبہ میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ پھر فرمایا جاؤ وعظ و نصیحت کرو اور حکمت عملی سے لوگوں کو نیکی کی طرف بلاؤ۔ ظہر کی نماز پڑھ کر بیٹھا تو مخلوق میرے گرد جمع ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو میں نے خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا اپنا منہ کھولو چنانچہ آپ نے چھ مرتبہ میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ میں نے عرض کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح آپ بھی سات مرتبہ لعاب دہن میرے منہ میں ڈالیں۔ فرمایا میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب کرتا ہوں، بعد کو میں نے دیکھا کہ غواص فکر دل کے دریا میں غوطے لگا کر حقائق و معارف کے موتی نکالنے لگا۔ میری زبان میں قوت گویائی پیدا ہو گئی اور میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگا۔ (نصر عرفان (فارسی) از مولانا سید احمد علی)۔ ("علم لدنی یا علم الہی" از سید محمد ریاض الدین سروردی صفحہ ۹۷)

۱۶۹۔ امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ جو مسلمان اس درود شریف کو شب جمعہ بعد نماز عشاء ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر اسی جگہ سو جائے یہ تصور دل میں لئے ہوئے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک میں بیٹھا ہوا ہوں اور آپؐ کو دیکھ رہا ہوں پس وہ آپ کو خواب میں دیکھے گا۔ اس پر چند روز عمل ضروری ہے۔ اگر پہلی رات ہی کامیابی ہو جائے تو فہما، درود شریف یہ ہے۔

اللہم صلی علی محمد النبی الامی و علی آلہ واصحابہ و ہارک وسلم
اس پر تمام اولیائے عظام متفق ہیں۔ چنانچہ اس درود شریف کی برکت سے محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے بھی خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ سلسلہ قادریہ سے متعلق بزرگ

اس درود شریف کا ورد بہت پسند کرتے ہیں اور اسی وجہ سے اسے ”درود قادریہ“ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ وہی مشہور درود شریف ہے جو حکیم الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندان کو عطا ہوئی تھی اور جس کی برکت سے تاریخ اسلام میں اس خاندان کو مسلسل کئی پشتوں تک نمایاں مقام حاصل رہا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کا ارشاد گرامی ہے کہ اس خاندان کو جو کچھ بھی حاصل ہوا وہ اسی درود شریف کی برکت کا ثمرہ ہے۔

۱۷۰- شیخ ابو عمر عثمانؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عالم رویا میں دیکھا کہ نر عیسیٰ کا پانی خون اور پیپ ہو گیا اور اس کی مچھلیاں سانپ بچھو وغیرہ حشرات الارض ہو گئیں۔ میں خائف ہو کر اپنے مکان میں بھاگ گیا۔ اس وقت کسی نے مجھے ہنگھا دیا اور کہا اسے مضبوط پکڑ لو۔ میں نے کہا یہ مجھ سے نہیں اٹھتا۔ انہوں نے کہا تمہارا ایمان اسے اٹھالے گا۔ تم اسے ہاتھ میں لے لو۔ میں نے اسے ہاتھ میں لے لیا۔ معاً ”میرا خوف ختم ہو گیا۔ میں نے انہیں قسم دلا کر پوچھا کہ آپ کی برکت سے مجھے اللہ تعالیٰ نے تسکین و اطمینان عطا فرمایا ہے۔ آپ کون ہیں؟ فرمایا کہ میں تمہارا نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔ میں آپ کی عظمت و ہیبت سے کانپ اٹھا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ میرے واسطے دعا فرمائیے کہ میرا خاتمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور آپ کی سنت پر ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا بے شک ایسا ہی ہو گا۔ تمہارے شیخ، شیخ عبدالقادرؒ ہیں۔ دوبارہ میں نے وہی سوال کیا اور آپ نے وہی جواب دیا۔ سہ بارہ میں نے وہی سوال کیا اور آپ نے وہی جواب دیا۔ جب میں بیدار ہوا خواب والد ماجد سے بیان کیا تو آپ مجھے ہمراہ لے کر حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت محبوب سبحانیؒ نے دیکھتے ہی میرے والد ماجد سے فرمایا کہ تم بھی عجب کم فہم آدمی ہو۔ بلا دلیل میرے پاس آتے ہی نہ تھے۔ پھر والد صاحب کو اپنی قمیض اور مجھے اپنی ٹوپی عنایت فرمائی۔ (ریاض الفقر معروف بہ ”دفتر حقیقت“ صفحہ ۵۲ از حافظ محمد امداد حسین ساکن میرٹھ) (سیرت غوث الاعظمؒ از مولوی محمد داؤد صفحہ ۲۶ تا ۲۷)

۱۷۱- شیخ عمر بن عثمانؒ مرزوقؒ حضرت محبوب سبحانیؒ کے ہم نشین و ہم مجلس

تھے۔ نقل ہے شیخ احمد برکات سعدیؒ سے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ عمرؒ کے پاس دو شخص آئے۔ ایک عرب اور دوسرا عجم کا رہنے والا تھا۔ عرب زبان عجمی سے بے بہرہ اور عجمی زبان عربی سے کورا تھا۔ دونوں حضرت شیخ عمرؒ سے گفتگو کرنے لگے۔ عرب نے کہا میں عجمی زبان پسند کرتا ہوں اور اسے سیکھنا چاہتا ہوں اور عجمی نے کہا میں عربی زبان پسند کرتا ہوں اور اسے سیکھنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد دونوں چلے گئے۔ دوسرے دن جب پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرب عجمی زبان بولتا تھا اور عجمی فصیح عربی بول رہا تھا۔ عرب نے کہا گزشتہ شب میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا شیخ عمرؒ ان کے ساتھ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے شیخ عمرؒ اس کو عجمی زبان سکھا۔ پس شیخ عمر (رحمۃ اللہ علیہ) نے میرے منہ میں تھوکا اور جب میں بیدار ہوا تو عجمی زبان خوب بولتا تھا۔ عجمی نے کہا میں نے گزشتہ شب شیخ عمرؒ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ خواب میں دیکھا۔ آپ نے شیخ عمر سے فرمایا کہ اس کو عربی زبان سکھا۔ شیخ عمرؒ نے میرے منہ میں تھوکا اور جب میں بیدار ہوا تو عربی بولتا تھا۔ شیخ عمرؒ کا وصال ۵۶۳ھ میں ۷۰ برس ہوا۔ قبر مصر میں ہے۔ (تاریخ الاولیا حصہ دوم از امام الدین صفحہ ۱۳)

۱۷۲- خواجہ احمد بن مودود چشتیؒ نے ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے احمد اگر تو مشاق ہمارا نہیں تو ہم مشاق تیرے ہیں۔ صبح اپنے تین احباب کے ہمراہ حرمین الشریفین کو روانہ ہوئے اور بعد ادائے مناسک حج مدینہ طیبہ تشریف لائے اور کابل چھ ماہ روضہ مطہرہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قیام پذیر رہے۔ چند مجاوروں کو یہ برا معلوم ہوا اور وہ آپ کو ایذا پہنچانے لگے۔ ایک روزہ روضہ مطہرہ سے آواز آئی کہ اس شخص کو مت ستاؤ کہ ایک مشاق ہے ہمارے مشاقین سے اور ہم مشاق ہیں اس کے۔ یہ آواز حاضرین نے بگوش ظاہری سنی۔ پھر آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر بغداد شریف تشریف لائے اور مقتدائے وقت حضرت شیخ شہاب الدین سروردیؒ کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ ۵۷۰ھ میں وصال فرمایا۔ قبر مبارک پشت خطہ بہشت میں ہے۔ (سینۃ الاولیا صفحہ ۱۵) (تاریخ الاولیا حصہ دوم

۱۷۳- مولانا امام عبد الجبار غزنویؒ کو امام ابن حزمؒ سے خاص تعلق تھا مگر آپ کو اکثر یہ بات کھلتی تھی کہ حضرت ابن حزمؒ اکابر و اعظم کا ادب ملحوظ نہیں رکھتے۔ ایک مرتبہ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے تو جسارت ابن حزمؒ کی وجہ دریافت فرمائی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اس غلبہء عشق است نے ترک ادب“ حقیقت یہ ہے کہ ابن حزمؒ کا جذبہ اتباع حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ حدیث نبویؐ کے ہوتے ہوئے وہ کسی کے قول کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ (حیات ابن حزم مولفہ، پروفیسر ابوزہرہ ترجمہ غلام احمد حریری صفحہ ۳۰)

۱۷۴- سید الاولیاء حضرت سید احمد کبیر رفاعیؒ کی پیدائش سے قبل ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے ماموں شیخ وقت حضرت باز الاشہب منصور بطائیؒ کو آپ کی پیدائش کی بشارت سنا دی تھی۔ پیدائش سے چالیس دن پہلے ایک رات ماموں جان نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے منصور چالیس دن بعد تیری بہن کے گھر ایک لڑکا ہو گا اس کا نام احمد رکھنا۔ اولیاء اکرام میں وہ ایسا ہی سردار ہو گا جس طرح میں انبیا علیہم السلام کا سردار ہوں۔ جب وہ ہوشیار ہو جائے تو تعلیم کے لئے اس کو شیخ علی ابو الفضل قاری واسطی کے پاس بھیج دینا اور اس کی تربیت سے غفلت نہ برتنا۔ اس خواب کے ٹھیک ۴۰ دن بعد ۱۵ رجب المرجب ۵۱۲ھ مطابق ۱۱۱۸ء کو عراق کے شہر ”حسن“ میں آپ پیدا ہوئے۔ شیخ منصورؒ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایات پر پوری طرح عمل کیا اور حضرت سید احمد کبیر رفاعیؒ مشائخ کے مشہور خاندان ”رفاعیہ“ کے سرگروہ ہوئے۔ عراق، مصر، شام، عرب اور دیگر ممالک اسلامیہ کے باشندوں کو اس خاندان سے فیض پہنچا۔ آپ کا اسم مبارک سید احمد کبیرؒ، کنیت ابو العباس اور لقب محی الدین تھا۔ ۶۶ سال کی عمر پر ۵۵۷۸/۱۱۸۳ء میں قصبہ ام عبیدہ (عراق) میں وصال فرمایا جہاں آپ

کا مزار مبارک ہے اور خاندان رفاعیہ کی بہت بڑی خانقاہ (البرہان المویذ مصنفہ حضرت سید احمد کبیر رفاعیؒ کا اردو ترجمہ ”بنیان المشید“ از مولانا ظفر احمد تھانوی عثمانیؒ صفحہ ۵)۔ ابو محمد ضیاء الدین احمد وتریؒ نے کتاب ”رونتہ الناظرین“ میں آپ کا سلسلہ نسب دیا ہے۔ آپ کی جسمانی و روحانی تربیت آپ کے ماموں حضرت منصور بطاحیؒ نے کی اور اپنے انتقال سے ایک سال قبل ۵۳۹ھ / ۱۱۴۴ء میں خلافت عطا کر کے خرقہ پہنایا۔ آپ کے مناقب و حالات میں بہت سی کتابیں تصنیف کی گئی ہیں جیسے ”رہین العاشقین“، ”تربیۃ المؤمنین“، ”نسخۃ المسکین“، ”ام البراہین“، ”شفاء الاسقام“ وغیرہ۔ آپ کے ملفوظات و مواعظ کو مریدوں نے جمع کیا ہے مثلاً ”مجالس الاحمدیہ“، کتاب ”الحکم“، آثار النافعہ، ”الحکم الساطعہ اور البرہان المویذ (خزینہء معارف حصہ دوم صفحہ ۵۰۹)۔

۱۷۵۔ حضرت شیخ نجم الدین صفاہانی قدس سرہ کے مناقب میں تحریر ہے کہ جب بھی آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجتے تو باقاعدہ اس کا جواب سنتے تھے۔ تاریخ اسلام میں ایسی بہت سی مبارک ہستیاں گذری ہیں۔ آپ ۵۰۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۱۸ھ میں وصال فرمایا۔ (الدر المنظوم فی ترجمہ ملفوظ المحذوم)

۱۷۶۔ امیر اقبال سیتائیؒ نے ایک کتاب میں جہاں شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ کی باتیں جمع کی ہیں۔ شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ (یعنی شیخ نجم الدین صفاہانیؒ) ہمہ ان گئے اور حدیث کی اجازت حاصل کی۔ یہ معلوم کر کے کہ اسکندریہ میں ایک بڑے محدث ہیں جن کی سند عالی ہے۔ وہاں سے آپ اسکندریہ گئے اور ان سے بھی اجازت حاصل کی۔ واپسی پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے اور درخواست کی کہ میری کنیت رکھ دیں۔ آپ نے تبسم فرمایا اور ”ابو النجباب“ کنیت رکھ دی۔ پوچھا کہ ابو النجباب محففہ فرمایا نہیں مشددہ۔ جب خواب سے بیدار ہوئے تو اس سے آپ نے مطلب اخذ کیا کہ دنیا سے اجتناب کرنا چاہئے اور اسی وقت تنہائی اختیار کی اور مرشد کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ (نغمات الانس صفحہ ۴۵۰)

آپ کی کنیت ابو النجّاب، لقب کبریٰ، نام احمد بن عمر الجیونی اور خطاب نجم الدین تھا۔ ۵۰۴ھ پیدا ہوئے اور چنگیز خاں کے عہد میں دوران جہاد ۱۰ جمادی الاول ۶۱۸ھ کو جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کو کبریٰ اس لئے کہتے ہیں کہ علم ظاہری میں جس کے ساتھ تقریر فرماتے (گفتگو کرتے) غالب آ جاتے تھے۔ آپ کو ”ولی تراش“ بھی کہتے ہیں۔ دوران وجد جس پر نگاہ پڑ جاتی ولی ہو جاتا تھا۔ حضرت سعد الدین حموی اور حضرت شیخ رضی الدین وغیرہ آپ کے خلفاء تھے۔ امام رازی (امام فخر الدین رازی) جن کی بارہ جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر بے حد مشہور ہے۔ اس کے علاوہ ان کی پچاس کے قریب دوسری نہایت معیاری تصانیف ہیں۔ جید عالم تھے۔ ۵۴۳ھ میں رے (عراق) میں پیدا ہوئے اور ۶۰۶ھ میں وصال فرمایا۔ آپ ہی کے مرید تھے۔

۱۷۷- حضرت شیخ بہاؤ الدین ولد حضرت مولانا جلال الدین رومی کے والد ماجد تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی اولاد سے تھے اور حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ علاؤ الدین بن محمد بن خوارزم شاہ کی بیٹی تھیں۔ حضرت علاؤ الدین کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ اپنی بیٹی کا نکاح حسین خطیبی بن احمد سے کر دے۔ چنانچہ نکاح ہوا اور شیخ بہاؤ الدین ولد پیدا ہوئے۔ قطب الوقت حضرت شیخ شہاب الدین سروردی سے آپ کے دوستانہ مراسم تھے۔ ۶۳۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار مبارک قونیہ (ترکی) میں ہے۔ (تحفۃ الابرار صفحہ ۱۸) (نجات الانس صفحہ ۴۸۸) (تواریخ الاولیاء جلد دوم صفحہ ۴۰۶)

۱۷۸- مشہور مولانا روم کے خالق حضرت مولانا جلال الدین رومی شریح میں سلطان العلماء حضرت بہاؤ الدین ولد کے یہاں ۶ ربیع الاول ۶۰۴ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد علم و فضل، زہد و تقویٰ اور فقر و طریقت میں یگانہ روزگار تھے۔ شمس الدین فلاکی نے ”مناقب العارفین“ میں لکھا ہے کہ ایک رات بلخ کے تین سونا مہر عالموں اور متقیوں نے اپنے اپنے مقام پر یہ خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بزنخیمے میں جلوہ افروز ہیں۔ آپ کے پہلو میں حضرت بہاؤ الدین دند حاضر ہیں اور الطاف و عنایات خاص سے سرفراز فرمائے جا رہے ہیں یہاں

تک کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے بہاؤ الدین کو ”سلطان العلماء“ کا خطاب دیا۔ اس دن سے آپ کے اسم گرامی کے ساتھ ”سلطان العلماء“ کا لقب شامل کر دیا گیا۔ دور دور سے فتاوائے علمی و مذہبی آپ کی خدمت میں آتے تھے اور آپ کی ذات شیخ وقت کی حیثیت سے مرجع خلافت بنی ہوئی تھی۔

۱۷۹- حضرت سید احمد شہید کا خاندان ہندوستان کا مشہور حنی سادات کا خاندان ہے۔ اس خاندان کے پہلے بزرگ جو ہندوستان آئے شیخ الاسلام امیر کبیر قطب الدین محمد مدنی تھے جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے بھانجے (بعض کتابوں میں ہے بھتیجے) اور جلیل قدر اولیاء میں سے تھے۔ آپ کو روایات صادقہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہندوستان جانے کا حکم ہوا تھا۔ ساتویں صدی ہجری کی ابتدا میں ہندوستان تشریف لائے اور کٹرہ مانگ پور کے نواح میں جہاد کیا۔ اس طرح اس خاندان کی بنیاد ہی ہندوستان میں جہاد پر پڑی۔ اس خاندان کے دوسرے عظیم بزرگ حضرت سید شاہ علم اللہ عمدا عالمگیر کے مشہور عالم ربانی اور حضرت شیخ آدم بنوری کے مشہور خلیفہ تھے۔ (احوال و مناقب حضرت سید احمد شہید از مولوی علی میاں رائے بریلوی صفحہ ۵۲/۵۳-۱۳۳۶ء)

۱۸۰- حضرت شیخ ابراہیم المنبولی نے خواب میں اکثر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور رموزات طریقت و غوامضات حقیقت آپ سے دریافت فرمائے اور ارشاد گرامی کے مطابق عمل کیا۔ فرماتے ہیں کہ سید احمد البدوی کے ساتھ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا بھائی چارہ کا رشتہ قائم کر دیا تھا جس کی وجہ سے مجھے ان کے مریدوں بلکہ ان کے ملک کے رہنے والوں سے بھی ایک گونہ تعلق ہو گیا تھا۔ (تواریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۳۷)

۱۸۱- سیدی ابراہیم المنبولی کثرت سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتے اور اپنی والدہ سے بیان کرتے تو وہ فرماتی تھیں کہ بیٹا مردودہ لوگ ہوتے ہیں جو بیداری میں مشرف بہ زیارت ہوا کرتے ہیں۔ جب بیداری میں باریاب ہونے اور اپنے معاملات میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورے لینے

لگے تب والد محترم نے فرمایا کہ اب تمہاری رجولیت کا مقام شروع ہوا ہے۔ جن امور میں آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ فرمایا تھا ان میں سے ایک برکد حاج زاویہ کی تعمیر تھی چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ابراہیم اس مقام پر اس کو تعمیر کرو اور اگر اللہ نے چاہا تھا تو جو حاجی وغیرہ دنیا سے الگ ہو کر رہنا چاہیں گے ان کی یہ جائے پناہ ہوگی اور مصر کے مشرق سے جو بلا آنے والی ہے اس کو یہ دور کرنے والی ہوگی اور جب تک یہ زاویہ آباد رہے گا مصر بھی آباد رہے گا (اردو ترجمہ طبقات الکبریٰ للشعرانی۔ مطبوعہ نغیس اکیڈمی - کراچی۔ صفحہ ۵۵۱) (نعت عظمیٰ جلد سوئم مترجم سید عبدالغنی وارثی صفحہ ۳۳۲)

۱۸۲- سیدی ابراہیم المنبولیؒ جب برکہ کے قریب کھجور کے درخت لگائے گئے تو کنویں کا صحیح محل وقوع نظر نہ آیا۔ تب انہوں نے حضرت رسول اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ کل علی بن ابی طالب کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔ وہ تم کو اللہ کے نبی حضرت شعیب علیہ السلام کے اس کنویں کی جگہ بتا دیں گے جس سے وہ اپنی بکریوں کو پانی پلاتے تھے۔ صبح ہوئی تو سیدی ابراہیمؒ نے وہاں خط کھینچی ہوئی علامات پائیں۔ اس جگہ کو کھودا گیا تو ایک عظیم الشان کنواں برآمد ہوا جو اس وقت تک سیدی ابراہیمؒ کے احاطہ میں موجود ہے (نعت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۳۳۳) حضرت شعیب علیہ السلام کا کنواں شرمین کے کنارے پر تھا۔

۱۸۳- سید سلطان مظہروٹیؒ سادات صحیح النسب سے ہیں۔ جب آپ کے والد سلطان سید احمد کبیرؒ کا انتقال ہوا تو آپ قائم مقام ہوئے۔ ایک روز واعظ نے دنیا کی مذمت کی اور دنیاوی جاہ و حشمت کی ناپائیداری ظاہر کی جسے آپ توجہ سے سنتے رہے۔ واعظ سننے کے بعد دل دنیا سے سرد ہو گیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور حساب کتاب کے بعد سلاطین عذاب میں مبتلا ہیں جب کہ غریاء و فقراء جنت میں داخل کئے جا رہے ہیں۔ صبح بھائی کو قائم مقام کر کے سلطنت سے دست بردار ہو گئے۔ والدہ سے رخصت لے کر زمرہ فقراء میں شامل ہو گئے۔ حج و زیارت سے فارغ ہو کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ کہاں

سکونت اختیار کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا تلگھاٹ (جنوبی بھارت۔ دکن) جاؤ اور اسلام کی اشاعت کرو۔ پس مع مریدین وہاں پہنچے۔ اس وقت دکن میں کفر کی ظلمت پھیلی ہوئی تھی۔ وہاں ایک ظالم راجہ کی حکومت تھی جو رعایا کو ستاتا اور ظلم کرتا تھا۔ راجہ نے ایک بڑھیا کے چھ بیٹے قتل کئے۔ صرف ایک باقی رہ گیا تھا۔ بڑھیا نے آپ کی پناہ لی۔ راجہ نے آپ پر چڑھائی کر دی۔ آپ نے اپنے اور مریدین کے چاروں طرف عصائے مبارک سے حصار باندھ دیا اور اس دائرے کے اندر سب مع بڑھیا اور اس کے بیٹے کے مزے سے بیٹھے رہے۔ پھر آپ نے عمل پڑھنا شروع کر دیا۔ مخالفین جب حملہ کرتے آپ اوعیہ ماثورہ پڑھ کر دم کر دیتے اور وہ سب مر جاتے۔ اس طرح دو تین حملے ہوئے آخر کار راجہ فوج لے کر آیا اور واصل بہ جہنم ہوا۔ ظالموں پر کامیابی کے بعد آپ نے وہاں اسلام پھیلایا۔ پھر آپ ترچنا پٹی تشریف لے گئے۔ وہاں کا راجہ مقتول راجہ کا ماتحت تھا۔ اس نے آپ کا کھانا پانی بند کر دیا۔ آپ کو غیب سے اتنا کھانا اور پانی پہنچ جاتا تھا جو سب کے لئے کافی ہوتا تھا۔ دو شنبہ ۱۳ رمضان المبارک ۶۲۲ھ وصال فرمایا۔ ترچنا پٹی ضلع تلگھاٹ میں مدفون ہیں۔ مزار خاص و عام کی زیارت گاہ ہے۔ ہندو بھی بیحد معتقد ہیں۔ (محبوب ذوالمنن حصہ اول صفحہ ۳۹۶ تا ۳۹۹)

۱۸۴۔ سفر حجاز میں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے بیت اللہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے لئے دعا فرمائی تھی کہ ”اے رب قدر میں معین الدین کو تیرے حوالے کرتا ہوں۔“ اسی وقت آواز آئی کہ ہم نے قبول کیا۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ روضہ اطہر و اقدس (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاماً) پر جا کر سلام عرض کیا تو جواب میں کہا گیا ”و علیکم السلام یا قطب المشائخ۔ ہند کی ولایت ہم نے تجھے دی۔“ اس کے بعد خواجہ عثمان ہارونیؒ نے آپ کو اشاعت دین کے لئے ہندوستان روانہ کیا اور اسی وقت آنکھیں بند کرا کے پورا ہندوستان حضرت خواجہ اجمیریؒ کو دکھا دیا۔ آپ کا مرتبہ تمام اولیا ہند میں سب سے بلند ہے۔ (انیس الارواح)

حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ہمراہ مدینہ شریف تشریف لائے۔ یہاں بصد ادب و احترام حضرت

خواجہ معین الدین نے سلام عرض کیا ”الصلوة و السلام علیک یا سید المرسلین یا خاتم النبیین“۔ فوراً حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے جواب آیا ”وعلیکم السلام یا قطب المشائخ معین الدین“۔ پھر حضرت خواجہ ہارونی نے فرمایا بیٹھ کر درود شریف پڑھ۔ چنانچہ ایک طرف بیٹھ کر آپ نے درود شریف پڑھنا شروع کی اور عشاء تک مشغول رہے۔ پھر سو گئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”معین الدین ہم نے اللہ کے حکم سے تمہیں ہندوستان کی ولایت عطا کی تم صبح ہوتے ہی اپنے مرشد گرامی سے اجازت حاصل کرو اور ہندوستان چلے جاؤ“۔ بعض بزرگوں کا قول ہے کہ یہ بشارت آپ کو بحالت بیداری دی گئی تھی۔ صبح حضرت ہارونی نے آنکھیں بند کرا کر آپ کو ہندوستان کے قریہ قریہ کی سیر کرا دی (بستان اویسہ المعروف بہ فیوضات عبدیہ از مولانا مفتی محمد عبد اللہ آدرمانی ثم الدیانوی)

خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف کے بعد حضرت خواجہ ہارونی نے حضرت خواجہ غریب نواز کا ہاتھ پکڑا اور حق تعالیٰ کے سپرد کیا اور آپ کے حق میں دعا کی۔ آواز آئی میں نے معین الدین کو قبول کیا۔ جب مدینہ شریف پہنچے اور روضہ اطہر پر حاضر ہوئے تو حضرت ہارونی نے فرمایا سلام عرض کر۔ آپ نے سلام عرض کیا۔ آواز آئی ”وعلیکم السلام یا قطب المشائخ بحرور“۔ یہ آواز سن کر حضرت ہارونی نے فرمایا اب تیرا درجہ کمال کو پہنچ گیا (تذکرہ صفحہ ۲۵)۔ بعض ازاں حضرت ہارونی نے عصا خرقہ، نعلین چوبی اور مصلا آپ کو عنایت کیا اور فرمایا یہ چیزیں ہمارے پیران طریقت قدس اللہ اسرارہم کی یادگار ہیں۔ ان کو باادب تمام اپنے پاس رکھنا اور پھر جس کو اہل سمجھو اس کے سپرد کر دینا۔ ۲۰ برس حضرت خواجہ معین الدین چشتی حضرت ہارونی کی خدمت میں رہے اور اس عرصہ میں آپ نے ایک لحظہ اپنے نفس کو آرام نہ دیا۔ نہ دن کو دن اور نہ رات کو رات سمجھا اور نہ جان کو جان۔ ارکان حج ادا کر کے مدینہ طیبہ پہنچے اور ایک عرصہ تک عبادت میں مشغول رہے۔ ایک روز روضہ اقدس کی زیارت میں مصروف تھے کہ آپکو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بشارت ہوئی کہ اے معین تو میرے دین کا معین ہے۔ میں نے ہندوستان کی ولایت تجھ کو عطا کی۔ وہاں کفر و ضلالت پھیلی ہوئی ہے۔ تو وہاں جا کر اجمیر کے مقام پر

اقامت اختیار کر کہ کفر و ظلمت تیرے وجود سے دور ہوگی اور دین اسلام رونق پذیر ہوگا۔ آپ یہ بشارت پا کر بے حد خوش تھے لیکن حیران تھے کہ یا الہی اجمیر کون سا مقام ہے اور کہاں ہے کہ آپ کی آنکھ لگ گئی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے طرفۃ العین میں اجمیر کا شہر، قلعہ اور کوہستان دکھا دیا اور ایک بہشتی انار عطا فرما کر رخصت کیا۔ آپ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور مراحل و منازل طے کرتے، بزرگان دین سے ملاقات کرتے چالیس ہمراہیوں کے ساتھ ہندوستان میں داخل ہوئے۔ وہاں سے اجمیر تشریف لے گئے۔ اس وقت وہاں پر تھوی راج، جو رائے، تھورا کے نام سے مشہور تھا راج کرتا تھا (تذکرہ حصہ ثالث صفحہ ۲۶ از پرنسپل شیخ محمد صغیر حسن ڈبل ایم۔ اے)

۱۸۵- اجمیر کے راجہ کی ماں علم نجوم کی ماہر تھی۔ اس نے بارہ برس قبل ہی اپنے بیٹے پر تھوی راج سے کہہ دیا تھا کہ ایک مرد بزرگ فلاں حلیہ کا یہاں آکر تیرے اور تیری سلطنت کے زوال کا باعث بنے گا۔ اس وجہ سے راجہ ہمیشہ متفکر رہتا تھا۔ اس نے حکام کو حکم دے رکھا تھا کہ فلاں حلیہ کا کوئی بھی شخص اگر سلطنت کے کسی بھی حصہ میں نظر آئے تو اسے گرفتار کر کے فوراً ہمارے حضور پیش کرو۔ گرفتار کرنے والے کو بہت انعام دیا جائے گا۔ چنانچہ جب قطب المشائخ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ ۱۰ محرم الحرام ۵۶۱ھ کو اجمیر شریف پہنچے تو لوگوں نے آپ کو شناخت کر لیا اور کہا آئیے ہم آپ کو کسی مناسب جگہ ٹھہرائیں۔ مراقبہ کے دوران حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ اجمیریؒ کو ہدایت فرمادی کہ ان لوگوں کے فریب میں نہ آنا۔ پس آپ نے ان کو صاف انکار کر دیا (ہفتاد اولیاء صفحہ ۲۹۱)

۱۸۶- حضرت خواجہ معین الدین چشتی بجمی (صحیح لفظ ”س ج زی“ ہے شہر ”س ج ز“ سے جب کہ اسے سجمی (س ن ج ری) بنا دیا گیا ہے جو غلط ہے) کی عمر ۹۰ برس ہو گئی تھی مگر آپ نے اب تک نکاح نہ کیا تھا۔ ایک شب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں ”معین الدین تم ہمارے دین کے مددگار ہو۔ تم نے ہماری سنتوں میں سے ایک سنت (نکاح) ترک کر دی

ہے۔ اتفاق یہ ہوا کہ اسی شب نیلی ("انوار خواجہ" میں "ہٹلی" لکھا ہے) کے حاکم ملک خطاب نے اطراف کے ظالم کفار پر حملہ کر دیا اور وہاں کے راجہ کی ایک لڑکی اسی معرکہ جہاد میں ہاتھ لگی۔ ملک خطاب جو حضرت خواجہ بھری اجمیریؒ کے مرید تھے ازراہ عقیدت انہوں نے یہ لڑکی آپ کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے اسے قبول فرمایا اور "امتہ اللہ" نام رکھا۔ ان سے ایک صاحبزادی بی بی حافظہ جمال پیدا ہوئیں جنہیں خاص طور پر علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا اور اسی لئے ان کو خرقہء خلافت عطا فرمایا۔

۱۸۷- ان ہی دنوں پیر وجیہ الدین مشہدیؒ اجمیر شریف کے گورنر تھے۔ ان کی ایک صاحبزادی عصمت اللہ بانو تھیں جو حسن و جمال کے ساتھ زیور عفت و اتقا سے بھی آراستہ تھیں۔ بہت اچھی طبیعت پائی تھی۔ ان کے والد کی خواہش تھی کہ داماد بھی بیٹی کی طرح فرشتہ خصلت ملے۔ سید صاحبؒ اسی فکر میں رہا کرتے تھے کہ ایک رات حضرت امام جعفر صادقؑ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے وجیہ الدین، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تم اس معصومہ کو معین الدین کے عقد میں دے دو۔ چنانچہ بیدار ہو کر وہ حضرت خواجہ بزرگؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کیفیت خواب بیان کی۔ آپ نے فرمایا اگرچہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق نکاح ہو گیا۔ اس عمر میں آپ کے اولاد بھی ہوئی جو سلسلہ نسب آج تک جاری ہے۔ تین صاحبزادے پیدا ہوئے۔ خواجہ حسام الدینؒ، خواجہ فخر الدینؒ اور خواجہ ابو سعیدؒ۔ اخبار الاخیار میں سید وجیہ الدینؒ کو حضرت خواجہ اجمیریؒ کا عزیز بتایا گیا ہے۔

۱۸۸- ۹۷ کی عمر پا کر حضرت خواجہ غریب نواز نے بروز جمعہ ۶ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ مطابق مارچ ۱۳۳۵ء کو وصال فرمایا۔ تمام رات حجرہ مبارک سے لوگوں کے چلنے پھرنے کی آوازیں آتی رہیں۔ شب وصال چند بزرگوں نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "معین الدین حق تعالیٰ کا دوست

ہے۔ آج ہم اس کے استقبال کو آئے ہیں۔“ پھر دیکھا کہ حضرت خواجہ بزرگؒ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور ساکنان عرش کے نزدیک جگہ عطا فرمائی۔ وقت وصال لوگوں نے آپ کی پیشانی مبارک پر لکھا دیکھا ”حبیب اللہ مات فی حب اللہ“۔ اکبر، جہانگیر، شاہجہاں، اورنگ زیب جیسے بادشاہوں نے آپ کے روضہ مبارک پر حاضری دی ہے۔ اجمیر شریف میں سنگ مرمر کا عالیشان روضہ موجود ہے جس کے لئے لاکھوں روپیہ کی جائیداد وقف ہے۔ غیر مسلم بھی آپ کے حد درجہ معتقد ہیں اور بکثرت حاضری دیتے ہیں۔ وائسرائے ہند لارڈ کرزن سچ ہی تو کہتا تھا کہ ہندوستان پر ایک قبر حکمراں ہے اور وہ قبر مبارک ہے ہند الہی حضرت خواجہ اجمیریؒ کی (ہفتاد اولیاء صفحہ ۲۹۶ تا ۲۹۷) (سیرۃ السالکین) (تذکرہ صفحہ ۲۸) (بستان اویسہ المعروف بہ فیوضات عبدیہ)

۱۸۹- حضرت بدیع الدین شاہ مدار بن ابواسحاقؒ لقب شاہدار۔ جب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں مشرف ہوئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہندوستان جاؤ اور جس جگہ خواجہ معین الدین تمہاری سکونت مقرر کر دیں وہاں رہو۔ چنانچہ سیر و سیاحت کرتے جب اجمیر شریف پہنچے اور حضرت خواجہ بزرگؒ کی قدم بوسی حاصل کی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا توج میں دریا کے کنارے جا کر رہو۔ پس وہاں جا کر قیام کیا۔ (تحفۃ الابرار صفحہ ۲۹)

۱۹۰- حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکيؒ کو قرآن پاک باوجود کوشش کے یاد نہ ہوتا تھا ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا روزانہ سورہ یوسف پابندی سے تلاوت کیا کہ اللہ چاہے تجھے قرآن یاد ہو جائے گا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور آخر عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا (”بزم صوفیا“ از سید صباح الدین عبد الرحمن صفحہ ۷۷) (اردو ترجمہ مفتاح العاشقین یعنی ملفوظات حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی جمع کردہ حضرت خواجہ محب اللہؒ صفحہ ۱۳) (اردو ترجمہ ”نوائد السالکین“ یعنی ملفوظات حضرت خواجہ بختیار کاکيؒ جمع کردہ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ صفحہ ۲۱ تا ۲۲)

قطب الاقطاب حضرت خواجہ بختیار کاکی اوشیؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت

خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اور انہوں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی زبان مبارک سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ ابویوسف چشتیؒ کو بھی قرآن مجید یاد نہ ہوتا تھا۔ نہایت متردد تھے کہ ایک رات اپنے پیر حضرت خواجہ محمد چشتیؒ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں تو کیوں متردد ہوتا ہے۔ روزانہ ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص (قل ہو اللہ شریف) قرآن مجید یاد کرنے کی نیت سے پڑھا کہ حق تعالیٰ تجھے قرآن مجید حفظ کرا دے گا اور جو کوئی اس نیت سے پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو بھی یاد کرا دے گا۔ بیدار ہو کر حسب ارشاد عمل کیا اور جلد ہی مجھے قرآن پاک یاد ہو گیا (فوائد السالکین) ”مرقع کلیسی“ از حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ رقعہ ۵۹ (اردو ترجمہ) میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد چشتیؒ نے حضرت خواجہ ابویوسف چشتیؒ کو خواب میں ہدایت فرمائی تھی کہ سوتے وقت ایک سو مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھا کرو، اس کی برکت سے انہیں قرآن مجید حفظ ہوا تھا۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ایک سو مرتبہ سورہ فاتحہ (الحمد شریف) قرآن پاک حفظ کرنے کی نیت سے روزانہ سوتے وقت بعد نماز عشاء پابندی سے پڑھے گا۔ انشاء جلد حافظ قرآن ہو جائے گا۔ مجرب عمل ہے۔ حضرت خواجہ حافظ اسماعیلؒ (عرف میاں وڈا۔ درس میاں وڈا۔ مغلپورہ۔ رام گڑھ، لاہور) کا بھی یہی عمل تھا اور اس عمل کی برکت سے جو کوئی چھ ماہ آپ کے پاس گزار دیتا حافظ قرآن ہو جاتا تھا۔

جو قرآن مجید حفظ کرنا چاہتا ہو روزانہ باوضو قبلہ رخ بیٹھ کر وقت مقرر کر کے ایک ہزار مرتبہ اس آیت کی تلاوت کیا کرے۔ ”وَلَقَدْ بَعَرْنَا الْقُرْآنَ لِلذَّكَرِ فَهَلْ مِنْ مَدْكُورٍ“ (آیت ۷۷، سورہ قمر۔ پارہ ۲۷) (ترجمہ = اور ہم نے آسمان کر دیا قرآن سمجھنے کو، تو پھر کوئی ہے سوچنے سمجھنے والا) جب فارغ ہو پانی پر دم کر کے کچھ سینے پر مل لے باقی پی لے۔ شروع اور آخر میں کوئی سی درود شریف ضرور پڑھے اور یہ عمل تا حفظ قرآن جاری رکھے۔

۱۹۔ بحر المعانی میں تحریر ہے کہ جب حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ دہلی میں مقیم ہو

گئے تو اس وقت مقتدائے شہر خواجہ سید مبارک تھے۔ دونوں بزرگوں نے اکٹھی نماز جمعہ ادا کی۔ بعدہ خواجہ صاحب نے سید صاحب سے فرمایا ”آئیے ہم دونوں سماع سنیں۔“ سید صاحب نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس پر خواجہ صاحب نے فرمایا آج رات آپ کو اجازت مل جائے گی۔ رات کو سید صاحب نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں فرماتے سنا کہ فرزند قطب الدین کی مجلس سماع میں حاضر ہو۔ پس صبح سید صاحب شریک سماع ہوئے۔

حضرت نظام الدین اولیاء (سلطان جی) نے ”کتاب فوائد الفواد“ میں سماع کی چار

شرطیں تحریر فرمائی ہیں:-

۱۔ سماع = کہ از اہل ہوئی و شہوت نباشد۔

۲۔ مسمع = کہ مرد تمام باشد زن و کودک نباشد۔

۳۔ مسوع = کہ ہزل و فحش نباشد۔

۴۔ آلہ سماع = کہ چنگ و رباب درمیاں نباشد۔

آداب سماع۔ ۱۔ قرآن شریف سے شروع کرو اور اسی پر ختم کرو۔ ۲۔ وقت

خوش اور دل فارغ اور مطمئن ہو اور کوئی تردد نہ ہو۔ ۳۔ مکان دل خوش کن اور اس

کو دیکھنے سے راحت ہو ۴۔ اہل مجلس ہم جنس ہوں، ہم عقیدہ ہوں، سب اہل سماع

اور معتقد سماع ہوں ۵۔ مجلس سماع میں خوشبو لگا کر بیٹھے ۶۔ گوش ہوش سے سننے۔ سننے

والوں کی طرف نظر نہ کرے ۷۔ کھنکار اور جمائی وغیرہ سے باز رہے۔ ۸۔ باادب سر جھکا

کر بیٹھے اور یاد الہی میں بیٹھے۔ تالیاں نہ بجائے۔ رقص وغیرہ پر قابو رکھے اور جب

تک بن پڑے کھڑا نہ ہو اور بلند آواز سے نہ روئے۔

حضرت مولانا فخر الدین رازی نے ”اباحت سماع“ رسالہ میں مذکورہ بالا ہدایات

کو تحریر فرمایا ہے۔

سماع کے لئے ارشادات گرامی:- ہر شخص پر سماع کا اثر مرتبہ کے لحاظ سے

ہے۔ سماع مثل سورج کے ہے ہر چیز پر یکساں طلوع ہوتا ہے اور ہر شخص اپنے حال

کے مطابق اس سے اثر لیتا ہے۔ مبتدیوں کو سماع نہ سننے دو کیونکہ اس میں بڑے

خطرے ہیں۔ جاہل صوفیوں نے اسے اپنا مذہب بنا لیا ہے اور سچائی اس سے اٹھ گئی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے سماع کی آفتوں سے پناہ چاہتا ہوں۔ ایک وقت آئے گا کہ سماع اور کوئے کی آواز میں کوئی فرق نہیں رہے گا کیونکہ ”شوق سماع“ اور ”قوت سماع“ اسی وقت تک ہے جب تک ”مشاہدہ“ نہ ہو۔ جب مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے تو خواہش سماع از خود مٹ جاتی ہے۔ دیکھو سماع کی عادت نہ ڈالنا کہیں طبیعت کا جزو نہ بن جائے اور پھر ہمہ وقت اسی میں پڑے رہو۔ جاہل اور خلاف شریعت چلنے والے صوفیاء کی صحبت سے قطعی پرہیز کرو۔ (حضرت خواجہ ہجویریؒ) (۲) صوفیائے کاملین کو سماع حق کی طرف بلاتا ہے اور نفس پرستوں کو اسلام سے نکال کر زندیق بناتا ہے (حضرت ذوالنون مصریؒ) (۳) اے کاش ہم سماع سے بالکل چھوٹ جائیں (حضرت ابو علی رودباریؒ) (۴) سماع پیچھے رہ جانے والوں کا تحفہ ہے۔ جو منزل پر پہنچ گیا اسے سماع کی کیا حاجت (حضرت شیخ حسن مہلبیؒ) (۵) ایسے سماع میں کیا مزہ ہے کہ جب قوال چپ ہو تو سماع بند ہو جائے۔ چاہئے کہ تیرا سماع پیوستہ اور مستقل ہو اور ہرگز بند نہ ہو (شیخ حصریؒ) (۶) سماع اہل ہند کو حرکت دیتا ہے اور عاشقان جمال الہی کی آتش شوق کو بھڑکاتا ہے۔ فرمایا روزہ کھجور اور پانی کے گھونٹ سے کھول کر پھر روزہ رکھ لے۔ دوسرے دن بھی ایسا ہی کرے۔ تیسرے دن روزہ کھول کر دیکھے کہ خواہش کھانے کی ہے یا سماع کی۔ اگر خواہش سماع کی ہے تو ایسے شخص کو سماع سننا جائز ہے۔ یہ ہے سماع کی کسوٹی۔ (حضرت بابا فرید گنج شکرؒ) (۷) میں نہ راگ کا اقرار کرتا ہوں نہ یہ کام کرتا ہوں (حضرت بہاء الدین نقشبندؒ) (۸) ہر شخص سماع کے قابل نہیں۔ اگر دل میں حلال کا اثر ہے تو سماع بھی حلال ہے اور اگر حرام کا اثر ہے تو سماع بھی حرام ہے (حضرت خواجہ اجیریؒ) (۹) حضرت شیخ سعدیؒ نے فرمایا۔

سماع اے برادر بگوئم کہ چیت
اگر مستمع رابدانم کہ کیت

(۱۰) پہلے اہل سماع اہل سماء تھے اور آج کل کے اہل ارض ہیں اور بعض کیا اکثر فسق و فجور میں مبتلا ہیں (حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۱۹۲- ”سیر الاولیاء“ میں سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے رئیس

احمد ہی ایک نعمت متقی پرہیزگار شخص کا خواب بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ یہ شخص قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین مختیار کاکئی کا مرید تھا۔ ایک رات اس نے خواب میں ایک بہت بڑا محل دیکھا جس کے چاروں طرف لوگوں کا جم غفیر تھا۔ اس نے دیکھا کہ نورانی شکل و صورت کے ایک بزرگ لوگوں کا پیغام محل کے اندر لے جاتے ہیں اور باہر آتے ہیں۔ دریافت کرنے پر رئیس احمد کو معلوم ہوا کہ یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود ہیں۔ رئیس احمد نے آپ سے عرض کیا کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پاک سے مشرف ہونا چاہتا ہوں۔ آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لئے اندر آنے کی اجازت حاصل کر لیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود اندر گئے اور واپس آ کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب پہنچا دیا کہ ابھی تم میری زیارت کے قابل نہیں ہوئے۔ نیز فرمایا کہ تم جا کر قطب الدین مختیار کو میرا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ جو تحفہ تم مجھے بھیجا کرتے تھے وہ تین راتوں سے میرے پاس نہیں پہنچا۔ خواجہ صاحبؒ اوائل عمر سے ہی ہر روز تین ہزار بار درود شریف پڑھ کر سویا کرتے تھے۔ جب والد ماجد نے شادی کر دی تو اس میں مصروفیت کی وجہ سے تین رات وظیفہ نانہ ہو گیا۔ اس نانہ کی طرف رئیس احمد کو اشارہ ہوا جس کی اطلاع پا کر حضرت خواجہ صاحبؒ نے غور کیا کہ افسوس نکاح کی دلبستگی کے سبب ہدیہ درود بھیجنے سے محروم رہا۔ لہذا اس مانع اور رکاوٹ کو درمیان سے ہٹا دینا چاہئے۔ پس بیوی کو بلا کر مراد ادا کیا اور طلاق دے دی۔ یہ خاص مجاہد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے۔ ہر ایک کو اس کا حوصلہ کہاں؟ (ہفتاد اولیاء صفحہ ۲۹۹) (روضة الاقطاب)

۱۹۳- ۵۵۶۵ کی جس رات اہل فرنگ (عیسائیوں۔ نصرانیوں) نے میاط سے کوچ کیا تو اسی رات حضرت نور الدین زنگی بادشاہ دمشق کے امام نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا نور الدین کو خبر دے کہ آج کی رات فرنگی و میاط سے کوچ کر چکا ہے۔ امام بولا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بادشاہ کے پاس میری تصدیق کیا چیز کر سکتی ہے آپ نے ارشاد فرمایا اسے اس علامت کی اطلاع دینا کہ تو نے حارم کے ٹیلے پر سجدہ کیا تھا اور کہا تھا

”یا الہی اپنے دین کی مدد کر۔ محمود کی مدد نہ کر اور محمود ہے کون کتا جس کی مدد کی جائے۔“ امام کہتے ہیں صبح میں نے بادشاہ کو اس خواب سے مطلع کیا اور تمام علامات بیان کر دیں مگر شرم کے مارے ”کتے“ کا لفظ استعمال نہ کیا۔ اس پر سلطان نور الدین زنگی نے کہا تمام علامتیں بیان کرو۔ حارم کا واقعہ ۵۵۹ھ میں پیش آیا۔ ہوا یوں کہ فرنگ نے نور الدین بادشاہ پر خروج کیا۔ سلطان ان کی سرکوبی کے لئے ایک بہادر اور جانباز فوج لے کر نکل کھڑے ہوئے اور حارم کے ٹیلے پر پہنچ کر نور الدین اپنے لشکر سے نکل کر ایک گوشہ میں گئے اور دو رکعت نماز پڑھ کر سجدہ میں نہایت عاجزی سے گڑگڑا کہا ”الہی تو اپنے دین کی مدد کر۔ محمود کی وجہ سے مسلمانوں کی مدد اور نصرت کو دور نہ رکھ اور محمود ہے کون کتا جس کی مدد کی جائے۔“ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور وہ دشمنوں پر فتح یاب ہوئے۔ فرنگی کہا کرتے تھے کہ نور الدین نے ہم پر قیام لیل اور دعا کی وجہ سے فتح پائی۔ (خیر الموائس حصہ دوم صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۱)

۱۹۴- حضرت مخدوم سید احمد توختہ تمثال رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) لاہور تشریف لائے اور وہیں ۶۰۲ھ میں وصال فرمایا اور محلہ چلہ بی بیوں (اکبری گیٹ) میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سید شاہ زید بن سید شاہ احمد زاہد مورث سادات ٹانڈہ (یوپی۔ بھارت) وغیرہ کے ہیں۔ توختہ ترکی لفظ ہے جس کے معنی ہیں ”بہت دیر تک کھڑا رہنا“۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو حجرہ کے اندر آنے کو فرمایا اور خود ذکر و شغل میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے حجرہ میں جانا چاہا تو دروازہ بند پایا۔ آپ رات بھر اسی طرح حجرہ کی دہلیز پر کھڑے رہے۔ علی الصبح شیخ نے حجرہ کا دروازہ کھولا تو آپ کو کھڑا دیکھ کر ”توختہ“ لقب عطا فرمایا۔ تمثال رسول کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے ہم عصر کسی بزرگ نے عالم واقعہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس زمانہ میں آپ کی اولاد میں کوئی آپ کا ہم شبیہ موجود ہے؟ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ سید احمد توختہ کی زیارت کرو۔ وہ میرا ہم شبیہ ہے۔ اس کو دیکھا تو گویا مجھ کو دیکھا۔ (نقش حیات جلد اول از حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ، صفحہ ۱۵)

۱۹۵- حضرت سید احمد توختہ کو جب مرض الموت لاحق ہوا تو آپ نے اپنے

پارے نواسے سلطان حمید الدین حاکم (مدفون قلعہ موہ مبارک سابق ریاست بھاولپور۔ ضلع رحیم یار خان۔ اسٹیشن ترنڈہ) سے فرمایا کہ بیٹا تمہارا باقی نصیبہ ایک ایسے عزیز کے پاس ہے جو سلسلہ سروردیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ فرما کر واصل بحق ہوئے۔ حضرت حاکم پھر بغداد شریف کے لئے روانہ ہو گئے تاکہ حضرت شیخ شہاب الدین سروردی کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جب شیخ الشیوخ سروردی کی خانقاہ کے قریب پہنچے تو کثرت شوق سے آپ پر اس قدر جذب وارد ہوا کہ برابر تین دن رات آپ کو خود اپنی خبر نہ رہی۔ چوتھی رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیخ الشیوخ کو بہ باطن فرمایا کہ تین دن سے فرزند حمید الدین حاکم تمہاری ملاقات کو آیا ہوا استغراق محبت میں اس قدر مستغرق ہے کہ خود اسے اپنی خبر نہیں اور اسی لئے تمہارے پاس نہیں پہنچا۔ تمہیں چند روز اسے اپنے پاس رکھ کر اور اس کے بعد اس کے مقصود کا پتہ دے کر رخصت کرنا چاہئے۔ جب صبح ہوئی تو شیخ الشیوخ نے آکر آپ کا ہاتھ پکڑا اور آپ اسی وقت عالم سکر سے عالم محو میں آگئے اور خدمت شیخ میں با ادب بیٹھ کر عرض کیا کہ اس فقیر کو حضرت سید احمد توختہ نے فرمایا تھا کہ تیرا نصیب ایسے عزیز کے پاس ہے جس کا سلسلہ سروردیہ ہے۔ پس آپ اس عقدہ کو حل فرمائیں اور اس بزرگ کا مجھ کو پتہ بتائیں۔ حضرت شیخ الشیوخ نے اس پر فرمایا کہ آپ کا باقی نصیب رکن الدین ابو الفتح فیض اللہ کے پاس ہے جو شیخ کبیر بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے پوتے ہیں اور تاحال عدم سے وجود میں نہیں آئے۔ اور اپنا مصلا دے کر رخصت کیا۔ (تذکرہ حمیدیہ یعنی حالات حضرت حمید الدین حاکم از غلام دستگیر نامی حاکمی صفحہ ۲۳)

۱۹۶- حضرت سید پیر مرعلی شاہ گولڑوی قدس سرہ نے اپنے ملفوظ نمبر ۱۱ میں فرمایا کہ حضرت شیخ محمد الدین اکبر ابن عربی قدس سرہ اکابر اعظم اولیاء اللہ سے ہیں۔ قرآن و حدیث سے استنباط میں پایہ عالی رکھتے ہیں۔ ان کی مولفات میں کوئی مسئلہ مذکورہ نہیں کہ جس کو کتاب و سنت سے بیان نہ فرمایا ہو۔ منشاء شک و طعن بعض لوگوں سے تعصب اور بعض لوگوں سے ان کی اصطلاح پر عدم اطلاع یا معانی غامض سے ناواقفیت ہے۔ یہ جو ان کی کتاب میں مذکور ہے کہ خاتم الاولیاء حضرت

عیسیٰ السلام یا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہیں اس سے ان کی مراد ولایت عامہ شریعت محمدیہ ہے اور شیخ کی ختم ولایت سے مراد ولایت مکاشفات و اسرار ہے۔ انہوں نے اپنی ختم ولایت کے بارے میں حرم شریف میں ایک خواب دیکھا تھا کہ جنت کو اس طور پر بناء کرتے ہیں کہ ایک اینٹ سونے کی ایک چاندی کی ہے جب بناء قریب الاختتام ہوئی تو دو اینٹوں کی جگہ خالی رہ گئی اور مجھے (حضرت شیخ اکبرؒ کو) ان دو اینٹوں کی جگہ رکھ دیا گیا اور بناء مکمل ہو گئی۔ ایک ولی اللہ سے جو حرم شریف میں مقیم تھے جب اس خواب کی تعبیر دریافت کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ اس رویا کا دیکھنے والا خاتم الاولیاء ہے خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت میں اور ”فتوحات یکہ“ میں لکھتے ہیں ”عی ان اکون هو“ (شاید وہ میں ہوں) اور اظہار اس دعویٰ کا نہ کیا بعدہ بااجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تصوف کی معرکہ الارا کتاب ”نصوص الحکم“ میں اپنی ختم ولایت کا اظہار فرمایا۔ اس عقدہ کا حل کہ شیخ اکبرؒ دو اینٹ کی جگہ رکھے بھی گئے اور دیکھنے والے بھی خود ہی تھے یہ ہے کہ یہ عالم مثال کی تمثیلات سے ہے اور اس عالم میں ایسے واقعات کہ ایک ہی وجود چند جگہ موجود ہو کثیر الوقوع ہے۔ اور بعض اولیاء اللہ کا ایک ہی آن میں مواضع متعددہ میں دیکھا جانا اسی قسم سے ہے۔ جب خواب میں جو عالم مثال سے ہے بعض اوقات ایک ہی آدمی اپنے دو یا دو سے زیادہ وجود دیکھتا ہے تو مکاشفہ میں کیا بعد ہے (مقالات مرضیہ المعروف بہ ملفوظات مرئیہ۔ ملفوظ ۱۷۱۔ صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۰)

خاتم الاولیاء شیخ الکل محی الدین ابن عربیؒ ۱۷ رمضان المبارک ۵۶۰ھ بروز پیر اندلس (اسپین) کے مشہور شہر ”مریہ“ میں پیدا ہوئے اور شب جمعہ ۲۸ ربیع الاخر ۶۳۸ھ ۷۰ عمر ۷۸ سال دمشق میں وصال فرمایا۔ علم ظاہری و باطنی میں یکتائے روزگار تھے لیکن آپ کا علم لدنی تھا۔ نہ کسی استاد سے سیکھا نہ کسی مرشد سے تعلیم پائی۔ فرمایا کشف و کرامت مردوں کا حیض و نفاس ہے۔ اس کے معنی لوگوں نے یہ سمجھے کہ کشف و کرامت کوئی کمی چیز ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ حضرت غوث پانی پتیؒ نے فرمایا کہ جیسے حیض عورتوں کے بلوغ کی علامت ہے اسی طرح کشف سالک کے لئے بلوغ ہے اور جیسے نفاس بعد ولادت ظاہر ہوتا ہے اسی طرح کرامت بعد حصول یقین

ظہور میں آتی ہے۔ (تذکرہ غوثیہ صفحہ ۳۱۹ تا ۳۲۰ ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۰۱ھ مطابق ۹ جون ۱۸۸۳ء روز دو شنبہ تذکرہ غوثیہ کی تکمیل ہوئی)۔ حضرت شیخ اکبر ساتویں صدی ہجری کے اولیاء کبار سے ہیں۔ ”فتوحات مکیہ“ کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس میں تین ہزار علوم کا ذکر ہے۔ ”تذکرہ چار درویشوں کا“ از مصور فطرت خواجہ حسن نظامی ”دل لی“ والے اس میں فرماتے ہیں کہ اسپنی درویش ابن عربی۔ نام محمد، کنیت ابوبکر، نسلی لقب حاتم۔ مشہور عالم لقب محی الدین ابن عربی کی پیشین گوئیوں مشہور ہیں۔ مثلاً فرمایا ”جب شین میں سین داخل ہو گا تو محی الدین کی قبر ظاہر ہو جائے گی۔ اللہ کی قدرت حوادث زمانہ سے آپ کی قبر مبارک کا نام و نشان تک مٹ گیا تھا۔ عرصہ دراز کے بعد سلطان سلیم شام گیا اور میدان قادسیہ (جواب موجودہ عراق میں ہے) میں ایک عمارت بنانی چاہی۔ بنیاد جو کھودی تو حضرت ابن عربی کے مزار کا کتبہ نکل آیا اور قبر ظاہر ہو گئی اور اس طرح سین کے شین میں داخل ہونے کی پیشین گوئی پوری ہوئی (س = سلیم، ش = شام میں داخل ہوا)

۱۹۷۔ سلطان یمنی نابینا ہو کر روضہ نبوی (علی صاحبہا صلوة وسلاما) پر دعا کے لئے حاضر ہوئے۔ ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بشارت دی کہ بدایوں میں سید حسن شیخ شاہی روشن ضمیر کے مزار پر جاؤ وہیں تمہاری کار براری ہوگی۔ چنانچہ وہ مدینہ منورہ سے بدایوں (یوپی، بھارت) آئے اور حضرت روشن ضمیر کے روضہ پر معسکف ہوئے۔ چند روز بعد ہی آنکھوں میں بینائی واپس آگئی اور پہلے کی طرح روشن ہو گئیں۔ پھر حضرت ہی کے آستانہ پر حاضر رہے اور بہت فیض حاصل کیا۔ ان کا مزار بھی بدایوں میں دریائے سوت کے کنارے جنوب میں پل زیارت کے قریب ایک اونچے ٹیلے پر واقع ہے۔ (ہفتاد اولیاء صفحہ ۲۲۳) (تذکرہ الواصلین صفحہ ۲۷)

۱۹۸۔ شیخ ابوالحسن شازلی جو قطب وقت تھے فرماتے ہیں کہ ایک شب میں یہ آیت پڑھ کر سو گیا۔ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّهُمْ لَنُغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا (جاہلیہ آیت نمبر ۱۸، ۱۹۔ پارہ ۲۵) (ترجمہ = اور ان لوگوں کی خواہش پر مت چلو

جن کو علم نہیں۔ اللہ کے مقابلہ میں یہ تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتے۔ تو میں نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو جانتے ہیں مگر اللہ کے مقابلے میں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتا۔ (نعمت عظمیٰ حصہ سوم۔ ترجمہ سید عبدالغنی وارثی صفحہ ۱۲۱)

شیخ ابو الحسن شاذلی بن عبد اللہ بن عبد الجبار شاذلی افریقہ میں شاذلہ کے رہنے والے تھے اور حسینی سادات سے تھے۔ سلسلہ شاذلیہ کی بنیاد آپ نے ڈالی اور اولیاء کبار کی کثیر تعداد آپ سے فیض یاب ہوئی۔ ۶۵۶ھ میں حج کو جا رہے تھے کہ ایک صحرا میں وصال فرمایا۔ ”حزب البحر“ آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جب تمہارا کشف کتاب و سنت کے خلاف ہو تو کشف کو چھوڑ دو۔ کتاب و سنت پر پابند رہو۔ ایمان اور اتباع سنت سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں (خزینہ معارف حصہ اول صفحہ ۱۸)

۱۹۹۔ حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) متابعت کی حقیقت کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر شے کے نزدیک اور ہر شے میں متبوع کا دیکھنا (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۱۵)

حضرت شاذلی نے فرمایا دنیا ابلیس کی بیٹی ہے۔ پس جو کوئی ضرورت سے زیادہ دنیا لے گا وہ شیطان کا داماد بن جائے گا اور اس کے پاس شیطان کی آمد و رفت اپنی بیٹی کی وجہ سے زیادہ ہو جائے گی۔

۲۰۰۔ سیدی ابوزید عبد الرحمن بن قاسی نے سیدی محمد بن سلطان جو امام ابو الحسن شاذلی کے خواص میں سے ہیں نقل کیا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک قصبہ کے ساتھ ”کھمحص اور حمصق“ کی تفسیر کے بارے میں بحث کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میری زبان پر جاری کر دیا کہ یہ اللہ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان راز کی باتوں میں سے ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ ک۔ اے محمد تم کھف الوجو ہو جس کے پاس آکر تمام موجودات پناہ لیتی ہیں۔ آپ کل وجود ہیں۔

ھ۔ ہم نے آپ کو ملک عطا کیا اور ملکوت مہیا کیا۔

ی ع۔ اے عین العیون۔

ص۔ تم میری صفات میں سے ہو کہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے

میری اطاعت کی

ح۔ ہم تمہارے حامی ہیں۔

م۔ ہم نے آپ کو مالک بنا دیا۔

ع۔ ہم نے آپ کو علم سکھا دیا۔

س۔ ہم نے آپ پر اسرار کھول دیئے۔

ق۔ ہم نے آپ کو قرب بخشا۔

اس پر انہوں نے مجھ سے جھگڑنا شروع کر دیا اور اس تفسیر کو قبول نہ کیا۔ اس پر میں نے کہا چلو ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر فیصلہ کراتے ہیں۔ ہم گئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ محمد بن سلطان نے جو کچھ کہا ہے ٹھیک ہے (خزینہء معارف (ارو ترجمہ ابریز) حصہ اول صفحہ ۲۷۰ تا ۲۷۱)

۲۰۱۔ شب معراج جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تو حضرت موسیٰ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا ہے العلماء امتو، کا اتبلاء نبی اسرائیل۔ (یعنی میری امت کے علماء نبی اسرائیل کے پیغمبروں جیسے ہیں) میں چاہتا ہوں آپ کے علماء امت میں سے کسی سے ملاقات کروں۔ اسی وقت حضرت امام غزالیؒ کی روح کو طلب کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا۔ تیرا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا محمد بن غزالیؒ۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ میں نے تو صرف تیرا نام دریافت کیا تھا۔ کیا وجہ کہ تو نے اپنے والد کا نام بھی بتا دیا۔ حضرت امام غزالیؒ نے اس پر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جلوہ طور کے موقع پر جب آپ سے دریافت فرمایا تھا ما تلک یمینک یا موسیٰ (اے موسیٰ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟) تو آپ نے جواب دیا تھا قل ہی عصائی اتو کو علیہا و اہن بہا علی غنمی ولی فیہا ما رب اخری“ (سورہ طہ آیت ۱۸) (یہ میری لائٹھی ہے جس پر ٹیک لیتا ہوں اور بکریوں کے واسطے

پتے جھاڑ لیتا ہوں اور بھی میرے اس سے کئی کام نکلتے ہیں۔ (یعنی کبھی یہ اژدھا بن کر کافروں کو نکل جاتا ہے۔ کبھی پھلدار درخت بن جاتا ہے، وغیرہ)۔ آپ نے اگر عصا فرمایا ہوتا تو جواب کافی تھا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اللہ سے ہم کلامی میں لطف آیا اسی لئے سلسلہ کلام دراز کیا۔ حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا مجھے بھی حضرت کلیم اللہؑ سے ہم کلامی میں لطف آیا تو والد کا نام بتا کر جواب طویل کر دیا تاکہ پھر آپ کو والد کے نام پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ حضرت موسیٰؑ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام غزالیؒ کو اپنے عصا کے اشارے سے خاموش ہو جانے کو فرمایا۔ حضرت امام غزالیؒ اسی وقت خاموش ہو گئے۔ کہتے ہیں جب آپ پیدا ہوئے تو عصائے مبارک کا نشان آپ کے جسم پر موجود تھا۔

مذکورہ بالا واقعہ شیخ عارف حضرت ابوالحسن شاذلیؒ کا ایک خواب ہے (تحفۃ الابرار صفحہ ۵) (تاریخ المشاہیر صفحہ ۸۸) (زہد البساتین) (نجات الانس) (احیاء العلوم)

یوں بھی مرقوم ہے کہ شیخ ابوالحسن شاذلیؒ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ نے حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ علیہما السلام سے دریافت فرمایا کہ آپ کی امت میں بھی کوئی عالم مثل اس شخص (یعنی حضرت امام غزالیؒ) کے پیدا ہوا۔ اس پر ان دونوں انبیاء علیہما السلام نے فرمایا نہیں (حیوۃ الحیوان) (بیاض الاولیاء صفحہ ۲۶۶)

۲۰۲- سید یوسف بن سید جمال الحسینؒ حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کے شاگرد تھے۔ سلطان فیروز کے عہد میں سپاہیانہ لباس میں ملتان سے دہلی تشریف لائے۔ صاحب "اخبار الاخیار" حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنی اس کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کو ہر شب جمعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت با برکت کا شرف حاصل تھا۔ حوض خاص پر دہلی میں مدفون ہیں (اخبار الاخیار کا اردو ترجمہ انوار صوفیہ از محمد لطیف فریدی۔ ایم۔ اے۔ صفحہ ۳۴۷) حضرت مولانا جلال الدین رومی (مولانا رومؒ) ۶۰۳ھ میں بلخ میں پیدا ہوئے اور ۶۷۲ھ کو قونیہ میں وصال فرمایا۔

۲۰۳- روایت ہے کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ جب اپنے باکمال مرشد شیخ اشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سروردیؒ کی خدمت میں باریاب ہوئے تو یہ انتظار رہا کہ حضرت شیخ اشیوخ خرقہ پہنائیں گے۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا آراستہ مکان ہے جو انوار و تجلیات سے جگمگا رہا ہے۔ درمیان میں ایک مرصع تخت پر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں۔ دائیں جانب حضرت شیخ اشیوخؒ دست بستہ کھڑے ہیں اور قریب ہی چند خرقے لٹکے ہوئے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا اور حضرت شیخ اشیوخؒ نے میرے دونوں ہاتھ پکڑ کر آپ کے قدموں میں ڈال دیا کہ میں قدم بوسی حاصل کروں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لٹکے ہوئے خرقوں میں سے ایک خرقہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خرقہ بہاؤ الدین کو پہناؤ۔ حضرت شیخ اشیوخؒ نے ارشاد کی تکمیل کی۔ پھر علی الصبح مجھے طلب کیا۔ جب میں حاضر خدمت ہوا تو دیکھا کہ وہی مکان ہے اور اسی طرح خرقے لٹکے ہوئے ہیں۔ حضرت شیخ اشیوخؒ نے وہی خرقہ جس کی جانب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا اتار کر مجھے پہنا دیا اور فرمایا ”اے بہاؤ الدین یہ خرقہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش ہے اور میں درمیان میں صرف ایک واسطہ کی حیثیت رکھتا ہوں۔ کسی کو بغیر اجازت نہیں دے سکتا۔ پھر حکم دیا کہ اب تم ملتان جا کر ہدایت خلق میں مصروف ہو جاؤ۔“

یہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے قریب کوٹ کروڑ میں خوارزم سے آکر قریشیوں کا ایک خاندان آباد ہوا جس میں ۱۱۸۲ء میں شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ پیدا ہوئے۔ ۱۲۷۰ء میں ۸۸ سال ملتان میں وصال فرمایا۔ وہیں آپ کا روضہ مرجع خلافت ہے۔ بے حد دولتمند تھے۔ شاہانہ زندگی گزارتے تھے۔ آپ کے زمانہ میں گھروں کی بیویاں تو ایک طرف کنیزیں اور لونڈیاں تک چکیاں پیتے اور کام کرتے ذکر الہی کرتی رہتی تھیں اور ہر طرف اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دوستوں ہی کے تذکرے سننے میں آتے تھے۔ (ہفتاد اولیاء صفحہ ۱۸۹ تا ۱۹۰)

۲۰۴- کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بابا فرید

الدین گنج شکر کی ولادت باسعادت کی بشارت روپائے صادقہ میں دی تھی۔ فرید عصر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ۵۸۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۵ محرم ۶۶۶ھ ۱۲۶۵ء میں پاکپٹن شریف (اجودھن) میں واصل بحق ہوئے (سیر الاولیاء) (ہفتاد اولیاء) (تذکرہ صدیق زماں از پرنسپل صغیر حسن صفحہ ۳۱)

آپ کے آبا و اجداد کابل میں بلند مقام رکھتے تھے۔ چنگیزی حملہ کے دوران ہجرت کر کے ہندوستان آ گئے۔ آپ کے دادا ملتان کے قریب کھوتوال میں قاضی مقرر ہوئے اور وہیں آپ پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام مسعود تھا۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت بے حرص، زاہدانہ اور پاک زندگی تھی۔ آپ کو اصل محبت عبادت اور عزلت نشینی سے تھی۔ عرصہ دراز تک بڑے ہی سخت مجاہدے کئے ہیں۔ تقویٰ اور پرہیز گاری کی وجہ سے لا تعداد لوگ آپ کے معتقد تھے۔ شاہان وقت بھی بے حد احترام کرتے تھے۔ اشاعت اسلام میں جتنی کامیابی آپ کو ہوئی آپ کے مرشد گرامی حضرت خواجہ بختیار کاکی کو بھی شاید نہ ہوئی۔ پنجاب کے بڑے بڑے قبیلے مثلاً سیال راجپوت، وٹو وغیرہ آپ کے دست مبارک پر مسلمان ہوئے۔ پاکپٹن شریف (ڈسٹرکٹ ساہیوال) میں ہر سال آپ کا زبردست عرس منایا جاتا ہے۔ سلسلہ چشتیہ کے عظیم المرتبت بزرگ گذرے ہیں۔

حضرت مولانا شیخ محمد عبید اللہ نو مسلم تھے۔ اپنی مشہور کتاب ”تحفۃ الہند“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کو اس جگہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔ مجاوروں نے اپنی پیداواری کے لئے وہاں دروازہ بنا کر اس کا نام ”بہشتی دروازہ“ رکھ دیا۔ یہ بات ہمارے دین میں نہیں کہ کسی دروازہ سے گذر کر آدمی بہشتی ہو جائے۔ بہشت میں داخل ہونے کے لئے اللہ کا فضل، ایمان اور نیک اعمال ضروری ہیں (صفحہ ۸۳ تا ۸۴)

محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاء کے مرشد گرامی حضرت بابا فرید گنج شکر تھے۔ آپ کے عرس کے موقع پر ۵ محرم کو بہشتی دروازہ کھولا جاتا ہے جس میں سے چند گھنٹہ کے اندر ہزار ہا کی تعداد میں زائرین گذر جاتے ہیں اور جنتی ہو کر گھر لوٹتے ہیں! بریں عقل و دانش بباہد گریست۔

۲۰۵- امام زماں حضرت مخدوم علی احمد صابر قدس سرہ ۱۹ ربیع الاول ۱۱۹۵ھ - ۱۱۹۵ بروز جمعرات بوقت تہجد بطن بی بی ہاجرہ (ہمشیرہ بابا فرید گنج شکر) سے کھوتوال میں جلوہ گر ہوئے۔ ولادت سے قبل آپ کی والدہ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رویا میں حکم دیا کہ جو بچہ پیدا ہونے والا ہے اس کا نام احمد رکھنا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی والدہ کو حکم دیا کہ جو بچہ تیرے بطن سے پیدا ہو اس کا نام علی رکھنا۔ پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے بھی آپ کی والدہ کو خواب میں بشارت دی کہ جمعرات کے دن تیرے بطن سے علی احمد صابر لڑکا پیدا ہو گا (مخدوم صابر کلیری از شبیر حسن چشتی نظامی صفحہ ۱۹) ہفتاد اولیاء صفحہ ۳۳۳)

۶۹۰ھ - ۱۲۹۱ء بعد سلطان جلال الدین آپ کا وصال ہوا۔ وقت پیدائش سے لے کر آج تک کرامات و فیوض کا سلسلہ جاری ہے۔ مرقد مبارک کلیر شریف میں ہے جو رڑ کی ضلع سہانپور (یو۔ پی، بھارت) سے تیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ سلسلہ "صابریہ" آپ ہی سے شروع ہوا۔ آپ کے ایک ہی خلیفہ ترک عالم شمس الدین ترک تھے جنہوں نے ۱۳۱۸ء میں وصال فرمایا اور ان کے خلیفہ اعظم شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی (متوفی ۱۳۶۳ء) تھے جن سے سلسلہ صابریہ کو بڑی وسعت حاصل ہوئی۔ اب لاکھوں انسان اس میں داخل ہیں۔

۲۰۶- حضرت شیخ حسام الدین بدایونی خلیفہ تھے حضرت شیخ صدر الدین سروردی ملتانی کے۔ آپ کے دل میں ایک روز خیال آیا کہ اگر شیخ میرے لئے ایک گز زمین حضرت بہاؤ الدین زکریا سروردی ملتانی کے روضہ کے اندر عطا فرمادیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ عارف کامل حضرت صدر الدین نے آپ کے خطرہ سے آگاہ ہو کر فرمایا کہ مجھے زمین دینے سے انکار نہیں لیکن تمہاری قبر تو بدایوں میں ہو گی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں تجویز فرمائی ہے جب آپ بدایوں تشریف لے گئے تو ایک رات خواب میں آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ وضو فرماتے دیکھا۔ علی الصبح اس جگہ کو جا کر دیکھا تو واقعی زمین گیلی تھی۔ اسی جگہ نشان قائم کر کے حاضرین سے فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد مجھے یہاں دفن کیا جائے۔

بدایوں (یو۔ پی۔ بھارت) میں اسی جگہ آپ کی قبر مبارک ہے (اخبار الاخیار) (تذکرۃ
الواصلین بدایوں) یعنی یہاں کے اولیاء کرام کے تاریخی واقعات از خان بہادر مولوی
محمد رضی الدین فرشوری بکسل رئیس بدایوں)

عارف وقت حضرت شیخ صدر الدین سروردیؒ نے ۲۳ ذی الحجہ ۶۸۳ھ کو ملتان
میں وصال فرمایا اور اپنے والد بزرگوار حضرت بہاؤ الدین زکریا سروردیؒ کے روضہ
مبارک میں دفن کئے گئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت رکن الدین سروردیؒ کا بھی
نہایت خوبصورت روضہ بالکل ساتھ ہے۔ ملتان میں باپ، بیٹے اور پوتے کے یہ روضہ
جات دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد ان پر خاص توجہ دی گئی ہے۔
ان تینوں عظیم المرتبت بزرگوں کا بے پایاں فیض آج بھی جاری ہے۔ الحمد للہ۔

”آب کوثر“ مصنفہ جناب شیخ محمد اکرم سی۔ ایس۔ پی کو فیروز سنز لاہور نے
شائع کیا۔ بار سوم ۱۹۵۲ء صفحہ ۲۹۰ تا ۲۹۲ سے اختصار پیش کرتا ہوں۔ امام الہند شاہ ولی
اللہ محدث دہلویؒ نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ وہ بیعت کے وقت چاروں خانوادوں
(چشتیہ، قادریہ، سروردیہ، نقشبندیہ) کے بزرگوں کے نام لیتے تھے تاکہ سب سے فیض
حاصل ہو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان مختلف سلسلوں کے ماننے والوں میں حد فاصل نہ رہا
لیکن پھر بھی ان کے طریق ذکر و عبادت میں کئی امتیازات ہیں۔

چشتیہ = ان کے یہاں کلمہ شہادت پڑھتے وقت الا اللہ پر خاص زور دیا جاتا ہے۔
ان الفاظ کو دہراتے وقت عموماً ”سر اور جسم کے بالائی حصہ کو ہلاتے ہیں۔ اس سلسلہ
کی امتیازی خصوصیت سماع ہے۔

چشتی درویش بالعموم رنگ دار کپڑے پہنتے ہیں۔ ہلکے بادامی رنگ کو ترجیح دیتے
ہیں۔

قادریہ = سماع بالزامیر کے خلاف ہیں۔ درود شریف کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔
قادری درویش عموماً ”سبز پگڑی پہنتے ہیں اور لباس کا کوئی نہ کوئی حصہ بادامی رنگ کا
ہوتا ہے۔ پنجاب کے بیشتر سنی مولوی اس سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

سروردیہ = ان کے یہاں سانس بند کر کے اللہ ہو کا ورد کرنے کا بڑا رواج
ہے۔ سماع سے بے اعتنائی برتتے ہیں۔ تلاوت قرآن پر خاص زور دیتے ہیں۔ دین

کے ساتھ دنیا کو لے کر چلتے ہیں۔

نقشبندیہ = ذکر جلی کے خلاف ہیں۔ صرف ذکر خفی کو جائز سمجھتے ہیں۔ موسیقی اور سماع کے خلاف ہیں۔ احکام شریعت پر سختی سے عامل ہیں۔ بالعموم مراقبہ میں سر جھکائے، آنکھیں بند کئے یا زمین پر نگاہیں جما کر بیٹھتے ہیں۔

۲۰۷۔ سعد الدین فاروقی جو وزیر شیخ بہاؤ الدین کے نائب تھے۔ اندھے ہو گئے تھے۔ انہوں نے ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور یہ ارشاد فرماتے سنا کہ وزیر سے ”قصیدہ بردہ“ لے کر اپنی دونوں آنکھوں پر مل لو۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہیں بینا کر دے گا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور فی الفور بینا ہو گئے۔ قصیدہ بردہ کے تا حال جو برکات و اثرات سننے اور پڑھنے والوں پر مرتب ہوتے رہتے ہیں وہ حد و شمار سے باہر ہیں اور عرب و عجم میں بکثرت پڑھا جاتا ہے۔ (قصیدہ بردہ شریف کا ترجمہ۔ تاج کمپنی لیٹڈ۔ لاہور)

۲۰۸۔ حضرت قاضی عیاض مالکی اندلسی کے بھتیجے نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ان کے چچا قاضی عیاض مالکی اندلسی بھی سونے کے تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ اس خواب کی تعبیر معلوم کرنے قاضی صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ فرمایا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں یہ بات صرف اس لئے دکھائی گئی ہے کہ آئندہ سے میری کتاب ”الشفاء“ کو مضبوطی سے پکڑو اور اسے اپنے لئے حجت بناؤ۔ قاضی صاحب کی کتاب ”الشفاء“ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و معجزات پر ایک بے مثل کتاب ہے۔ (کتاب الشفاء کا اردو ترجمہ از علامہ مفتی معین الدین نعیمی صفحہ ۶ تا ۷) (سیر السالکین) (سیر المشائخ) (اقتباس الانوار)

۲۰۹۔ صاحب سیرت شامی نے ابو عبد اللہ بن ابو محمد نعمان سے نقل فرماتے لکھا ہے کہ حضرت شیخ ابو موسیٰ زرہوئی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور مولود شریف کی بابت دریافت فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا من فرح بنا و فرحنا بہ (جو ہمارے واسطے خوشی کرتا ہے ہم اس سے خوش ہیں) (سیرت

شامی) (تاریخ فرشتہ) (اقوال الشریفہ فی نکات الکلمۃ الیوبہ۔ حصہ اول۔ حسب ایما حاجی نور احمد۔ ۱۳۵۳ھ میں اعظم گڑھ سے طبع ہوئی۔ صفحہ ۱۳۹) (خزینۃ الاصفیاء) تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ ملک مظفر ابو سعید (متوفی ۶۲۲ھ) نے سب سے پہلے باضابطہ مولود شریف کی مجالس کا انعقاد کیا (شرح المواہب جلد ۱ صفحہ ۱۳۹) اس کے بعد شدہ شدہ انکا عام رواج ہو گیا۔

۲۱۰۔ ایک بزرگ بالکل ان پڑھ تھے مگر قرآن پاک دیکھ کر نہایت صحیح اور خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ لوگوں کو تعجب تھا کہ لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہوئے قرآن مجید اس قدر صاف کیونکر پڑھ لیتے ہیں۔ وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں مقیم تھا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں التجا کرتا تھا کہ مجھے قرآن کریم کی تلاوت پر قدرت ہو جائے۔ ایک رات سویا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ نے تیری دعا قبول فرمائی۔ اب قرآن دیکھ کر پڑھ۔ صبح اٹھا تو قرآن حکیم دیکھ کر پڑھنا شروع کیا۔ سب مجھ پر آسان ہو گیا۔ اب جہاں کہیں غلطی ہوتی ہے تو خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتا دیتے ہیں کہ فلاں مقام پر یوں نہیں یوں ہے۔ (غیتہ ذوی الاحلام)

۲۱۱۔ سلطان ابراہیم ساتویں صدی ہجری کے آخری ربع میں سمنان کے فرماں روا ہوئے۔ فرزند نہ ہونے سے سلطان فکرمند تھے۔ ایک صبح سلطان و بیگم جا نماز پر بیٹھے تھے کہ ابراہیم مجذوب روحانی تصرف کے ذریعہ اندر آ گئے۔ سلطان دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ مجذوب نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ تو بیٹا مانگتا ہے۔ پھر کہا ایک ہزار اشرفیاں دے میں تجھ کو عجبہ روزگار بیٹا دوں گا۔ اشرفیاں فوراً پیش کی گئیں۔ اشرفیاں لے کر کہا ابراہیم تو نے ابراہیم سے بازی لگائی اور سودا بہت سستا کیا اور رخصت ہوئے۔ سلطان چند قدم ان کے پیچھے چلے۔ مڑ کر دیکھا اور کہا اب کیا چاہتا ہے ایک بیٹا اور سہی اور یہ کہہ کر چلے گئے۔ چند روز بعد محل میں آثار حمل نمودار ہوئے۔ سلطان نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے ابراہیم تجھ کو اللہ دو فرزند عطا فرمائے گا۔ ایک کا نام اشرف

اور دوسرے کا عارف رکھنا۔ اشرف بڑا عارف و کامل ہو گا اور اس کے علم و فضل سے ایک جہاں سیراب ہو گا۔ سلطان نے حسب ارشاد مولود مسعود کا نام اشرف رکھا۔ بعد کو آپ ہی سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے نام سے مشہور ہوئے (لطائف الاشرافی حصہ اول جس میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کے سوانح، فضائل اور ملفوظات ہیں۔ مولفہ حضرت نظام یمنی صفحہ ۱۰ تا ۱۱) (رویائے صالحہ حصہ اول صفحہ ۷۶ تا ۷۷ خواب نمبر ۳)

۲۱۲- سید جلال الدین سرخ بخاری (ولادت ۵۹۵ھ) حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے خلفاء میں سے تھے اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے جد امجد۔ نو واسطوں سے آپ کا نسب حضرت امام محمد تقی سے جا ملتا ہے۔ مصنف کتاب ”مظہر جلال“ لکھتے ہیں مدینہ منورہ میں آپ نے روضہ اطہر (علی صاحبہا الف الف صلوة و الف الف سلام) پر جا کر جب سلام عرض کیا تو فوراً ”سلام کے جواب کی آواز آئی۔ حج کر کے سیر کرتے، ہزار ہا مخلوق خدا کو ہدایت دیتے پنجاب پہنچے جہاں ایک شہر جنگ پالاں بسایا۔ پھر شہر بھکر (سندھ) آئے۔ وہاں سید بدر الدین اکابرین شہر سے تھے۔ ان کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ اپنی بیٹی جلال الدین بخاری کے نکاح میں دے دے اور آپ کو بھی بشارت ہوئی کہ شادی سید بدر الدین کی لڑکی سے کریں۔ اس طرح شادی ہو گئی اور آپ اچ شریف میں رہنے لگے اور وہیں ۶۹۰ھ ۱۹ جمادی الاول کو وصال فرمایا۔ آپ کی قبر مبارک اچ میں زیارت گاہ عالم ہے۔ آپ سندھ میں مدفون نہیں لیکن سندھ سے آپ کا گہرا تعلق ہے۔ اچ پنجاب اور سندھ کی سرحد پر ہے۔ بھکر میں رشتہ داروں کے تنازع کی وجہ سے اچ تشریف لے آئے تھے جہاں اولاد سے شاد کام ہوئے اور برکات کثیرہ کے دروازے کھل گئی۔ (اخبار الاخبار از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۶۱) (تواریخ اولیا حصہ دوم صفحہ ۳۲۱)

۲۱۳- بابا سید فخر الدین حج کے بعد مدینہ طیبہ پہنچے اور وہاں کی پہاڑیوں میں رات دن مشغول عبادت رہنے لگے۔ دو برس بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ تمہاری ریاضت قبول ہوئی۔ اب تم ہندوستان جاؤ جہاں

تمہیں ایک مرشد کامل ملے گا۔ اس سے تم کو خلافت و نعمت ملے گی۔ آپ حجرات پہنچے۔ عالم مثال یا عالم رویا میں حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر سے بشارت ہوئی کہ آپ کے مرشد بابا سید مظہر ولی طبل عالم ترچنا پلی میں ہیں۔ وہاں جا کر ان سے بیعت کریں۔ آپ ترچنا پلی کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت مظہر ولی کشف باطنی سے آپ کی تشریف آوری سے مطلع ہوئے اور اپنی صاحبزادی مسماۃ ماما جیون المشہور ماما جگنی کو مع ایک سو قلندر پیشوائی کے لئے روانہ کیا۔ ماما سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے ماما کو سلام کیا۔ ماما نے جواب دیا اے بابا فخر الدین بن سلطان سیستان آئیے۔ آپ جواب سن کر خوش ہوئے لیکن رنجیدہ اس بات پر تھے کہ پیر عورت ہے۔ ماما نے آپ کے مانی الضمیر سے آگاہ ہو کر فرمایا۔ آپکے پیر دوسرے بزرگ ہیں۔ غرض آپ ترچنا پلی ماما کے ہمراہ پہنچے۔ حضرت مظہر ولی کی خدمت میں رہے۔ آپ کے حکم سے سیلون وغیرہ کے سفر کئے۔ بہت مجاہدے کئے اور آخر میں حضرت مظہر ولی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور آپ کو ”بابا فخر الدین گنج الاسرار گاہ مست و گاہ ہشیار“ کا خطاب ملا۔ ۶۹۳ھ - ۱۲۹۳ء میں وصال فرمایا۔ پیل گنڈھ ضلع مدراس میں مدفون ہیں۔ مزار ٹیپو سلطان نے تعمیر کرایا اور جاگیر مقرر کی۔

آپ کے مرشد کا نام مظہر ولی یا خواجہ مظہر الدین بعض کتابوں میں لکھا ہے لیکن ترچنا پلی میں آپ طبل عالم سید مظہر ولی کے نام سے مشہور ہیں۔ جو بزرگ ہندوستان کے جنوبی علاقہ (دکن) میں آئے ان میں آپ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کے جد امجد ملک روم کے امرا و حکام میں سے تھے۔ ۳۳۲ھ - ۱۲۲۵ء میں وصال فرمایا۔ آپ کا روضہ ترچنا پلی کی مشہور زیارت گاہ ہے۔ زائرین میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو بکثرت ہوتے ہیں۔ ایک زمانہ میں ترچنا پلی کا نام آپ کے نام پر ”مظہر نگر“ رکھ دیا گیا تھا۔ آپ کے روضہ کا کتبہ چندا صاحب نے تعمیر کرایا۔ ہندورانی میناکشی اور ارکاٹ کے نواب محمد علی نے مزار کے لئے جاگیریں وقف کیں۔

۲۱۴- شیخ ظہیر الدین عبدالرحمن علی برغش اپنے والد شیخ نجیب الدین علی برغش کے مرید تھے۔ جب آپ تولد ہوئے تو شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سروردی نے آپکے واسطے اپنے خرقہ میں سے ایک ٹکڑا بھیجا جس میں آپ رکھے گئے

اور اس طرح اول خرقہ جو قبل ارادت پہنا یہی تھا۔ والد کی زندگی میں حج کو گئے۔ مدینہ طیبہ میں روضہ اطہر پر پہنچ کر سلام کیا۔ روضہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے آواز آئی ”و علیکم السلام یا ابا النجاشی“۔ آپ کے والد اس حال سے شیراز میں مطلع ہوئے اور اپنے اہل کو اس کی خبر دی اور خوشخبری سنائی کہ مقصود حاصل ہو گیا۔ بقول صاحب خزائن الاصفیاء آپ نے رمضان المبارک ۷۷۱ھ میں اور والد ماجد نے ۷۷۸ھ میں بمقام شیراز وصال فرمایا (تواریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۳۳۳) (اردو ترجمہ نغمات الانس صفحہ ۵۰۴)

۲۱۵۔ میر حسین سروردی کا اصل نام حسن بن سید عالم تھا۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے مرید تھے۔ ایک روز شکار کو نکلے۔ گھوڑا ایک ہرن کے پیچھے ڈالا اور چاہا کہ تیر ماریں۔ ہرن یکا یک کھڑا ہو گیا اور آپ کی طرف دیکھ کر کہا۔ اے سید! تجھ کو اللہ تعالیٰ نے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا کیا۔ تیرا کام محض اطاعت اور عبادت ہے اور تو شکار جیسے بیکار کاموں میں مشغول ہے۔ مجھ کو شکار کرنا چاہتا ہے۔ یہ تو بیکاروں کا کام ہے۔ یہ کہہ کر ہرن غائب ہو گیا۔ ہرن کے ان الفاظ نے آپ کی دنیا بدل دی۔ تمام مال و متاع چھوڑ کر ایک قافلہ کے ہمراہ ملتان آئے اور سرائے بادشاہی میں اترے۔ اسی شب شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک فرزند میر حسین نام کا قافلہ میں ہے اس کو قافلے سے جدا کر کے حق تعالیٰ کی طرف مشغول کر۔ آپ ان کو لینے بذات خود علی الصبح قافلے میں گئے اور آواز دی کہ میر حسین کون ہے۔ تمام قافلہ والوں نے اشارہ میر حسین کی طرف کیا۔ آپ ان کو اپنے ہمراہ لے آئے تربیت کی اور چند روز بعد خرقہ خلافت عطا فرما کر خراساں جانے کا حکم دیا۔ آپ ہرات آئے جہاں کے تمام لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ ۸ شوال ۷۷۷ھ میں ہرات میں وفات پائی (تواریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۳۲۵)

۲۱۶۔ محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی عبادت کے لئے عارف جلیل حضرت رکن الدین سروردی ملتانی دہلی تشریف لائے اور فرمایا کہ انبیاء علیہم

السلام کو موت اور زندگی کا اختیار دیا جاتا ہے۔ اور اولیاء چونکہ انبیاء علیہم السلام کے جانشین ہوتے ہیں اس لئے انہیں بھی زندگی اور موت کا اختیار مل جاتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ کچھ دن اور دنیا میں رہتے تاکہ ناقصوں کو کمال تک پہنچاتے۔ یہ سن کر حضرت محبوب الہیؑ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ فرمایا اشتیاق دوست اسقدر غالب ہے کہ اب تو ایک لمحہ بھی زندہ رہنے کو دل نہیں چاہتا۔ کئی روز سے خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرما رہے ہیں ”جلد آتجھ سے ملنے کا مجھے بہت اشتیاق ہے“۔ حضرت شیخ رکن الدینؒ پر یہ جواب سن کر گریہ طاری ہو گیا (ہفتاد اولیاء از حضرت شاہ مراد سروردیؒ۔ صفحہ ۳۱۳)

حضرت محبوب الہیؑ نے وصال سے چالیس روز قبل کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا اور آنکھوں سے ہر وقت آنسو جاری رہتے تھے۔ کبھی کچھ کھانے کے لئے اصرار کیا جاتا تو فرماتے ”کیسکے مشتاق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باشد او طعام دنیا چگونہ“۔ مرض الموت کی شدت ہوئی تو دوا پینے کے لئے کہا گیا۔ فرمایا ”درد مند عشق رادارو بجز دیدار نیست“۔ وصال کے روز لنگر اور ملکیت میں جتنی چیزیں تھیں غریب و مساکین میں تقسیم کر دیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی چیز کا مواخذہ نہ ہو۔ خادم خاص نے کچھ درویشوں کے لئے رکھ لیا تھا۔ اس کی خبر ہوئی تو ناخوش ہو کر فرمایا اس کو بھی لٹا دو اور توشہ خانہ میں جھاڑو پھیر دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ نماز کا وقت آتا تو ایک ہی وقت کی نماز کئی کئی مرتبہ پڑھتے پھر بھی تسکین نہ ہوتی تو فرماتے ”می رویم و می رویم و می رویم“۔ وصال سے کچھ پہلے بقیہ خاص سے مختلف چیزیں مختلف خلفاء کو عطا کیں اور ان کو خاص خاص مقامات پر جانے کا حکم دیا۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ کو اپنے مرشد گرامی فرید عصر حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کا عنایت کیا ہوا مصلا، خرقہ، تسبیح اور کاسہ چوبیس دے کر فرمایا ”شمارا در دہلی باید بود و جفا مروے باید کشید“۔ اس کے بعد صبح کی نماز ادا کی اور جب آفتاب طلوع ہو رہا تھا تو یہ آفتاب دیں ابد کے پردوں میں مستور ہو گیا۔ آپ کی ولادت ۲۷ صفر ۶۳۳ھ ۱۹ اکتوبر ۱۲۳۸ء کو بدایوں میں ہوئی تھی۔ تاریخ وصال چہار شنبہ ۱۷ ربیع الثانی ۷۲۵ھ مطابق ۱۳ اپریل ۱۳۲۵ء ہے۔ تاریخ وصال (۷۲۵) ”شہنشاہ دین“ تھی۔ مرزا مبارک غیاث پورہ، دہلی

میں ہے جہاں آج بھی زائرین کا ہجوم رہتا ہے اور وہ بڑی کیفیت محسوس کرتے ہیں۔
 روضہ پرانوار کی عمارت سلطان محمد بن تغلق نے بنوائی ہے (بزم صوفیہ صفحہ ۲۲۳)
 حضرت محبوب الہی کا نام سید محمد تھا۔ والد احمد بن دانیال غزنی سے آئے تھے۔
 پانچ سال کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے۔ والدہ بی بی زلیخا نہایت سمجھدار خاتون تھیں
 جنہوں نے غربت و افلاس کے باوجود آپ کو پوری تعلیم دلوائی۔ جو اقتدار اور دبدبہ
 زندگی میں آپ کو حاصل ہوا ہندوستان کے شاید ہی کسی اور اہل طریقت کو حاصل ہوا
 ہو گا۔ لا تعداد امراء اور عوام آپ کے مرید تھے اور جلیل القدر بادشاہ تک آپ سے
 گہراتے اور دبتے تھے۔ آپ کے مرشد گرامی نے جب آپکو خلعت خلافت عطا کی تو
 ”نظام الدین و الدنیا“ کہہ کر خطاب کیا تھا۔ اس ارشاد کا اثر یہ تھا کہ آپ نے تارک
 الدنیا درویش کی طرح زندگی بسر نہ کی اور فرمایا کہ یہ کوئی خوبی نہیں کہ خلعت سے دور
 رہ کر یاد الہی کی جائے۔ مخلوق کے درمیان رہ کر عبادت الہی ہمت اور حوصلہ کی بات
 ہے۔ آپ کے یہاں ہر روز ہزاروں لاکھوں روپیہ کی فتوحات ہوتیں لیکن آپ فوراً
 خرچ کر ڈالتے۔ SPEND & GOD

WILL SEND پر عمل تھا۔ کوئی حاجتمند دروازہ سے مایوس واپس نہ جاتا تھا۔ لنگر
 رات دن جاری رہتا تھا۔ ہزار ہا علماء، فضلاء، طالب علم اور حفاظ آپ کی سرکار سے
 پرورش پاتے تھے۔ عجب شان تھی۔

۲۱۷- حضرت محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاء نے دہلی میں وصال فرمایا۔
 حضرت رکن الدین سروردی ملتان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جب نعش مبارک کو قبر
 میں اتارا تو آپ نے وہاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ دیکھا۔ اس
 قدر اثر تھا کہ باہر تشریف لاتے ہی فرط تاثیر سے بیہوش ہو گئے تھے۔ (ہفتاد اولیاء صفحہ
 ۳۳)

حضرت رکن الدین سروردی ملتان نے ۳ رجب المرجب ۷۳۵ھ مطابق
 ۱۳۳۴ء بمقام ملتان بعد نماز عصر بحالت سجدہ وصال فرمایا تھا۔ ملتان میں شاندار روضہ
 مرجع خلائق ہے۔

۲۱۸- منقول ہے کہ جب طوطیء ہند حضرت امیر خسرو کوئی کتاب مرتب

فرماتے تو سب سے پہلے اپنے مرشد سلطان المشائخ حضرت محبوب الہیؒ کی خدمت گرامی میں پیش کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک کتاب ”گلستان سعدی“ کے جواب میں لکھی اور حضرت محبوب الہیؒ کی خدمت گرامی میں ملاحظہ اور فاتحہ کے لئے پیش کی۔ آپ نے فرمایا، کل لانا اور اپنی چادر امیر خسروؒ کو دی کہ آج اس کو اوڑھ کر سو جانا۔ حسب ارشاد امیر خسروؒ چادر اوڑھ کر سو گئے۔ خواب دیکھا کہ دربار لگا ہوا ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخت نبوت پر جلوہ افروز ہیں۔ حضرت محبوب الہیؒ بطرف راست دست بستہ با ادب استادہ ہیں اور حضرت شیخ سعدیؒ روبرو کھڑے گلستان سعدی سے یہ قطعہ پڑھ رہے ہیں

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف اللجیٰ بجمالہ حسنات جمع خصالہ صلوا علیہ و آلہ
اس کو سن کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہو رہے ہیں۔ اور بار بار ارشاد فرماتے ہیں، خوب کہا ہے۔ پھر پڑھو۔ یہ معاملہ دیکھ کر حضرت امیر خسروؒ کو یقین ہو گیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ”گلستان سعدی“ پسند ہے۔ صبح حضرت محبوب الہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا خواب بیان کیا۔ اس پر محبوب الہیؒ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا تم نے کتاب خوب لکھی ہے لیکن تمہاری کتاب اس صاحب کمال شیخ سعدیؒ کی ”گلستان“ کے مقابلہ میں کبھی مقبول نہیں ہو سکتی کہ ”گلستان سعدی“ کو خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے ہیں (حیات خسرو صفحہ ۸۹ تا ۹۰ از حضرت مولانا محمد سعید احمد مارہروی قدس سرہ سابق مینجر شعیب محمدیہ ہائی اسکول۔ آگرہ) (تواریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۳۲۲) (ذکر حبیب یعنی حالات پیر سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوریؒ از ملک محمد الدین ایڈیٹر رسالہ ”صوفی“ منڈی بہاء الدین صفحہ ۳۴۰)

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازیؒ نے ۵ شوال جمعہ ۱۲۰ ہجری ۶۹۱ھ میں وصال فرمایا۔ قبر مبارک شیراز میں مدرسہ نظامیہ کے سامنے ہے۔ آپ کئی سال بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام کی قبور پر مجاوری کرتے اور پانی بھرتے رہے۔ کئی بار حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی۔ اس دور کے مشرقی سیاحوں میں ابن بطوطہ کے سوا حضرت شیخ سعدیؒ سے بڑھ کر کوئی دوسرا سیاح نہیں ہوا۔ آپ نے اپنی ایک

نظم میں ۱۸ زبانوں کا استعمال کیا ہے جہاں جہاں دوران سیاحتی آپ تشریف لے گئے تھے۔ پاپیادہ ۱۳ حج کئے۔ قرآن مجید میں کم از کم بارہ مقامات پر ”سیر وانی الارض“ کا حکم ہے یعنی سیاحت کرو۔ دنیا کی سیر کرو۔ پرانے مسلمانوں میں سیاحت اور تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ وہ نئے نئے ممالک میں جا کر آباد ہو جاتے اور اسلام کی تبلیغ میں زندگیاں گزار دیتے تھے۔ یہی توجہ ہے کہ آج پوری دنیا کے گوشہ گوشہ میں مسلمان نظر آ رہے ہیں۔ الحمد للہ

حضرت امیر خسروؒ کا اسم مبارک ابو الحسن یحییٰ الدین تھا اور تخلص خسرو۔ ۶۵۲ھ میں پٹیالی (ضلع اٹک کشنری آگرہ) میں پیدا ہوئے۔ والد امیر سیف الدین محمود ترکستان سے ہندوستان آئے تھے۔ والدہ ایک نو مسلم رئیس کی بیٹی تھیں۔ ۱۵ سال کی عمر میں تمام درسی علوم و فنون سے فارغ ہو گئے تھے۔ ہندو پاکستان کے آپ تنہا شاعر ہیں جن کے فارسی کلام کو اہل زبان نے بھی تسلیم کیا ہے۔ بڑے عابد اور اہل اللہ بزرگ تھے۔ قریب ایک درجن بادشاہوں کے دربار سے تعلق رہا۔ اپنے مرشد گرامی سے چھ ماہ بعد ۲۹ زقعد ۷۲۵ھ مطابق ۱۰ نومبر ۱۳۲۵ء شب جمعہ کو دہلی میں وصال فرمایا اور مرشد عالی کے پائیں دفن کئے گئے۔

۲۱۹- عارف کامل حضرت مولانا عبدالرحمن جامیؒ نے ”نعمات الانس“ میں تحریر فرمایا ہے کہ طوطی ہند حضرت امیر خسروؒ پانچ مرتبہ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے تھے۔ اپنے پیر و مرشد محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے ہمراہ بطریق طے ارضی سعادت حج سے سرفراز ہوئے۔ حضرت محبوب الہیؒ سے منقول ہے کہ اگر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا سے میرے واسطے کیا لایا ہے تو میں ترک اللہ (امیر خسروؒ) کو پیش کروں گا۔ اس زمانہ میں ”ترک“ معشوق کا لقب تھا۔ حضرت محبوب الہی (سلطان جمی) کا یہ شعر مشہور ہے۔

گر برائے ترک ترکم ارہ بر تارک نند

ترک تارک گیرم و ہر گز نکیرم ترک ترک

(یعنی اگر میری پیشانی پر آ رہ رکھ دیں اور کہیں اپنے ترک کو چھوڑ دو تو میں پیشانی

چھوڑ دوں گا مگر اپنے ترک کو نہ چھوڑوں گا)

حضرت خواجہ امیر حسن بھائیؒ مقبول مرید تھے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے۔ انہی نے حضرت کے ملفوظات ”نوائد الفوائد“ کے نام سے جمع کئے ہیں۔ حضرت امیر خسروؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر بھائی حسنؒ کی کتاب میرے نام سے ہوتی اور میری دوسو تصانیف بھائی حسنؒ کے نام سے تو مجھے فخر ہوتا کیونکہ بھائی حسنؒ کے جمع کردہ ملفوظات کو میرے حضرت بہت پسند فرماتے اور اکثر پڑھوا کر سنا کرتے تھے۔ حضرت امیر حسن ۶۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۷۳۸ھ - ۸۳۳ھ میں خلد آباد میں وفات پائی۔

۲۲۰- حجتہ اللہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیؒ جب مدینہ طیبہ پہنچے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تعریف فرمائی اور انت فخرامنیؒ (تم میری امت کے فخر ہو) فرمایا اور کمال لطف و کرم سے آپ کو ممتاز فرمایا اور اپنا نائب امت بنایا۔ شیخ الاسلام مدنی ملک عرب کے سب سے بڑے عالم تھے۔ ان کے مدرسہ میں ۷۰۰ عالم پڑھانے پر معمور تھے۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آج رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مجھے فرمایا کہ محمد نقشبند میرا خلیفہ اکمل اور نائب اعظم ہے۔ تم اس کی خدمت میں جاؤ اور مرید ہو جاؤ۔ چنانچہ بڑے اعتقاد سے آپ مع اپنے شاگردوں کے حضرت نقشبندؒ کے مرید ہوئے۔ حضرت نقشبندؒ محرم الحرام ۷۱۸ھ میں قصر عارفاں (بخارا) میں پیدا ہوئے۔ اور ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں وصال فرمایا اور قصر عارفاں میں دفن ہوئے (جمال نقشبندؒ از صلاح الدین نقشبندیؒ مجددی بی اے صفحہ ۱۹۰)

سلسلہ نقشبندیہ کے سرخیل ہیں۔ چونکہ آپ اور آپ کے والد کنواری کے کپڑے بنتے اور ان پر نقوش بناتے تھے اس لئے نقشبندی کہلائے۔ اسم گرامی محمد بن محمد البخاری تھا۔ کمالات و خوارق انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ کسی نے سماع کی بابت آپ سے دریافت کیا تو فرمایا

نہ انکاری کنم نہ این کاری کنم

۲۲۱- منقول ہے کہ ایک مرتبہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ کو بادشاہ

سلطان محمد بن تغلق نے زبردستی ٹھٹھہ کی جانب روانہ کیا۔ آپ نارنول کے راستہ ٹھٹھہ (سندھ) جا رہے تھے۔ جب نارنول ایک کوس رہ گیا تو سواری سے نیچے اتر آئے اور شیخ محمد ترک کے مقبرے کے پاس مراقب ہو گئے۔ مراقبہ کے بعد فرمایا کہ جس کسی کو کوئی سخت مشکل درپیش ہو تو وہ اس روضہ کی طرف متوجہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان فرما دے گا۔ اس پر کسی نے کہا اس وقت تو آپ کو خود مشکل درپیش ہے۔ فرمایا اسی لئے تو کہتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے میری مشکل آسان کر دے گا۔ نارنول سے دو تین منزل نہ گئے ہوں گے کہ بادشاہ کی موت کی خبر ملی اور شیخ دہلی واپس تشریف لے آئے۔ حضرت محبوب الہی کے جلیل القدر خلیفہ و سجادہ نشین اور ہندوستان کے مشہور و کامل ولی گزرے ہیں۔ آپ کی درگاہ کا گنبد آپ کی زندگی میں سلطان فیروز شاہ تغلق نے ۷۴۹ھ میں تعمیر کرا دیا تھا۔ بعد وصال اسی میں دفن کئے گئے۔ یہ جگہ دہلی سے چھ کوس دور جنوب کی جانب ہے اور ”روشن چراغ“ کہلاتی ہے۔ مکہ مکرمہ میں ایک مرتبہ حضرت مخدوم جہانیاں اور حضرت شیخ عبد اللہ یافعی مکی کے درمیان اولیاء دہلی پر گفتگو ہوئی۔ حضرت یافعی نے فرمایا دہلی کے پرانے مشائخ کبار تو وصال فرما چکے لیکن ان کا اثر شیخ نصیر الدین میں موجود ہے اور ان کی وجہ سے ابھی دہلی کا چراغ روشن ہے۔ حج سے واپسی پر حضرت جہانیاں نے لوگوں سے حضرت یافعی کی اس بات کا ذکر کیا۔ بس پھر کیا تھا اس واقعہ کو شہرت حاصل ہوئی اور آپ ”چراغ دہلی“ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف بھی حاصل رہا۔ آپ جب اپنے زمانہ کے صوفیہ کو دیکھتے جنہوں نے تصوف کو آزادی اور مطلق العنانی کا پردہ بنا لیا تھا تو کڑھتے اور فرماتے میں کس لائق ہوں کہ مسند مشیخت پر بیٹھوں۔ آج کل کے لوگوں نے تو اس کو کھیل بنا رکھا ہے اور پھر سنائی کا یہ شعر پڑھتے۔

مسلماناں، مسلماناں، مسلماناں، مسلماناں

ازیں آئیں بیدیناں پشیمانی، پشیمانی

آپ اودھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا خراساں سے لاہور آئے جہاں آپ کے والد شیخ محمد یحییٰ پیدا ہوئے۔ وہ پشیمینہ کے بڑے تاجر تھے۔ نو برس کے تھے کہ

حضرت ”چراغِ دہلی“ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ والدہ نے بہترین تعلیم دلوائی۔ علوم ظاہری کی تکمیل اور باطنی ترقی کی اکثر منزلیں طے کر کے ۴۳ سال دہلی میں حضرت سلطان المشائخ ”محبوب النبی“ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔

۲۲۲- حضرت مولانا ابن علی تائیدادیؒ کا سلسلہ اویسی تھا۔ کئی مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ تائیداد سے مدینہ طیبہ میں روضہ اقدس (علی صاحبہا الف الف صلوة و الف الف سلام) تک پیادہ پانچ قرآن مجید پڑھ لیتے تھے۔ بروز پنجشنبہ محرم الحرام ۷۶۱ھ میں وصال فرمایا، مزار تائیداد میں ہے (سفینۃ الاولیاء صفحہ ۲۲۰)

۲۲۳- حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ کے ایک دوست تھے حضرت عمرؓ وہ بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں ایک مرتبہ میں اور ابن مبارکؒ ایک مقام سے گزرے وہاں ایک شخص خطبہ دے رہا تھا۔ خطبہ طویل تھا۔ ہم بھی سنتے رہے۔ خطبہ کے خاتمہ پر ابن مبارکؒ نے کہا۔ مجھے یہ پورا خطبہ یاد ہو گیا۔ کسی نے کہا سناؤ ابن مبارکؒ نے فوراً ”وہ خطبہ (تقریر) از اول تا آخر سنا دیا (غلامان اسلام صفحہ ۲۳۹)۔ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو گھر میں تنہا بیٹھے رہنے سے وحشت نہیں ہوتی۔ بولے کہ وحشت کس طرح ہو سکتی ہے جب کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ ہوتا ہوں۔ گھر میں بیٹھے احادیث و آثار کا مطالعہ کرتے رہتے تھے۔ خوف خدا کا اس قدر غلبہ تھا کہ زہد سے متعلق آیات و احادیث پڑھتے تو معلوم ہوتا تھا کہ ذبح کئے ہوئے بیل ہیں۔ گھکی بندھ جاتی اور بولنے پر قادر نہ ہوتے تھے۔ ۱۳ رمضان المبارک ۱۰۸ھ کو ۶۳ برس وصال فرمایا (غلامان اسلام صفحہ ۲۵۵)

۲۲۴- حکیم ناصر خسرو جمادی الثانی ۴۳۷ھ ۱۰۴۵ء میں پہلے حج کے لئے معظمہ روانہ ہوئے۔ سفر سے چند روز پہلے خواب دیکھا جو سفر حج کا سبب بنا۔ خواب کا مضمون یہ تھا ”دیکھا کہ کوئی بزرگ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ شراب کب تک پیتا رہے گا۔ اس سے انسان کی عقل زائل ہو جاتی ہے۔ اگر تو ہوش و حواس میں رہے تو

زیادہ بہتر ہے۔ میں نے جواب دیا کہ حکماء نے اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں بتائی جس سے دنیا کے غم و فکر کو کم کیا جاسکے۔ بزرگ نے جواب دیا کہ بے خودی اور بیہوشی میں کوئی راحت نہیں ہوتی۔ ایسے آدمی کو عقلمند نہیں کہا جاسکتا جو بیہوشی کے عالم میں لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس کو تو ایسی چیز طلب کرنی چاہئے جس سے عقل و خرد میں اضافہ ہو۔ میں نے کہا میں ایسی چیز کہاں سے لاؤں۔ بزرگ نے فرمایا ڈھونڈنے والے کو ہر چیز مل جاتی ہے اور یہ کہہ کر قلعے کی طرف اشارہ کیا۔ اور پھر کچھ اور بات نہیں کی۔ اس مبارک خواب سے جس میں اس نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی ناصر کی چالیس سالہ زندگی میں ایک عظیم الشان انقلاب پھا ہو گیا۔ وہ دنیا سے بیزار ہو گیا۔ اس نے شراب نوشی ترک کر دی اور حج کا مصمم ارادہ کر لیا اور اسی وقت سے اس کے خیالات حکیمانہ ہو گئے۔ (سفر نامہ حکیم ناصر خسرو مترجم مولوی محمد عبدالرزاق کانپوری۔ شائع کردہ انجمن اردو (ہند) دہلی ۱۹۴۱ء صفحہ ۲۱)

حکیم ناصر خسرو ۳۹۴ھ ۱۰۰۳ء میں پیدا ہوئے اور سات سال سیاحی کر کے ۴۲۴ھ - ۱۰۵۲ء میں اپنے وطن بلخ پہنچے۔ ۸۷ سال کی عمر پا کر ۴۸۱ھ میں وفات پائی۔ چار حج کئے۔ فارسی کے سفر ناموں میں صرف ناصر خسرو کا سفر نامہ بلحاظ قدامت و خصوصیات یادگار ہے۔ شاعر بھی تھے۔ دیوان بھی ہے۔ شمس العلماء محمد حسین آزاد نے ”نگارستان فارس“ میں تحریر فرمایا ہے کہ میں نے سفر بدخشاں میں ناصر خسرو کی قبر کو خود جا کر دیکھا۔ ایسی پر فضا جگہ مزار ہے کہ اٹھنے کو دل نہیں چاہتا۔ فیض آباد (دارالحکومت بدخشاں) سے دو منزل کنارہ جنوب و مشرق علاقہ مکان ہے جہاں ناصر کی قبر اور ان کی اولاد آج بھی موجود ہے۔ ناصر کی قبر آج بھی زیارت گاہ خلایق ہے۔

۲۲۵- ابو محمد عبد اللہ بن سعد یا فقی نے جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ارادہ کیا تو کہنے لگے کہ میں مدینہ منورہ میں اس وقت تک نہ جاؤں گا جب تک کہ خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت مرحمت نہ فرمائیں گے۔ آپ ۱۴ دن تک مدینہ منورہ کے دروازے پر شہرے رہے۔ پھر آپ نے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں تیرا نبی

ہوں۔ آخر میں تیرا شفیع اور جنت میں تیرا رفیق ہوں۔ جان لے کہ بیشک یمن میں دس آدمی ہیں۔ جس شخص نے ان کی زیارت کی پس اس نے میری زیارت کی اور جس نے ان پر جفا کی تو اس نے مجھ پر جفا کی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا پانچ زندوں میں سے ہیں اور پانچ مردوں میں سے ہیں۔ میں نے عرض کیا زندہ کون ہیں؟ فرمایا (۱) شیخ علی طواش صاحب حلی (۲) شیخ منصور بن جمران صاحب حرم (۳) ابن الموزن صاحب مضمرة المہم (۴) قیسہ عمر بن علی زہلی صاحب سلامہ (۵) شیخ محمد بن عمر نہاری اور مردہ یہ ہیں (۱) ابو الغیث (۲) قیسہ اسمعیل حضرمی (۳) قیسہ احمد بن موسیٰ بن عجل (۴) شیخ محمد بن ابی بکر حکمی (۵) قیسہ بن بجلی۔

امام یا فعیٰ فرماتے ہیں کہ میں یہ اشارہ پا کر ان کی تلاش میں نکلا۔ زندوں کے پاس گیا اور انہوں نے مجھ سے باتیں کیں اور مردوں کے پاس آیا اور انہوں نے مجھ سے باتیں کیں۔ پھر مدینہ واپس آیا اور اس مرتبہ بھی ۱۳ دن تک اس کے دروازہ پر ٹھہرا رہا۔ پھر مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو ان دس آدمیوں کی زیارت کر آیا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے ابو الغیث کی ثناء کی اور فرمایا یہ کل کو اہل ہو گا اس شخص کا جس کے لئے اہل نہیں ہے۔ میں نے داخلہ کی اجازت طلب کی جو مل گئی (محاسن الحسنین مولفہ حضرت مولانا سید ذوالفقار احمد نقوی سارنگپوری صفحہ ۸)

آپ کو خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بکثرت ہوتی تھی۔ بہت سی بشارتیں حاصل ہوئیں جو آپ کی ولایت پر دلالت کرتی ہیں۔ ۷۶۸ھ میں وصال فرمایا اور جنت المعلیٰ (مکہ مکرمہ کا مشہور قبرستان) میں حضرت فضیل بن عیاض کے قریب دفن کئے گئے۔

۲۲۶- ملا محمد مبین فرنگی محلی لکھنوی حضرت عارف باللہ کاظم قلندر علوی

کاکوروی کے دوست اور نہایت معتقد تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میری پہلی بیوی جو ملا محمد حسن کی بیٹی تھیں ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ ایک روز میں نے حضرت کاظم قلندر علوی سے کہا کہ ان کی بیوی سے کوئی اولاد نہیں اگر دوسرا نکاح کرنے سے

اولاد ہو تو کروں بشرطیکہ آپ متوجہ ہو کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر کے مجھے بتائیں اور بے حد اصرار کیا۔ فرمایا کہ خیر تمہاری خاطر دریافت کروں گا۔ چنانچہ دریافت کے بعد فرمایا کہ بہتر ہے دوسرا نکاح کرو اس سے بہت اولاد ہوگی۔ میں نے پھر بتکرار حجت طالب علمانہ کہا کہ خوب تحقیق کر کے بتائیے ورنہ سمجھ لیجئے کہ در صورت دیگر خوب رسوا کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے اگر غلط ہو تو جو جی چاہے کہنا۔ تب میں نے دوسرا نکاح کیا اور اس سے اولاد ہوئی (انفاس القلندریہ از مولوی محمد تقی حیدر صفحہ ۳۷۲)۔

فرنگی محل اب تو لکھنؤ میں محض ایک حویلی ہے۔ کسی زمانہ میں پورا محلہ تھا جس میں فرانسیسی تاجر مقیم تھے جس کی وجہ سے یہ نام ہوا۔ اورنگ زیب عالمگیر نے ملا قطب الدین سہالویؒ کی شہادت پر یہ علاقہ ان کے بیٹوں کو بطور معافی دے دیا تھا۔ فرنگی محل میں آج بھی انصاری برادری آباد ہے۔ دینی اور سیاسی حیثیت سے یہ مقام خاص اہمیت کا حامل ہے۔

۲۲۷- مکہ معظمہ میں ایک شب حاجی شریعت اللہ کو خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تم واپس بنگال جاؤ کیونکہ تمہاری قوم کو تمہاری ضرورت ہے۔ وہاں اللہ کے دین کی اشاعت کرو اور اسلام کی تعلیمات عام کرو“۔ چنانچہ آپ بنگال واپس آ گئے۔ (سیارہ ڈائجسٹ۔ لاہور۔ شمارہ نومبر ۱۹۶۸ء صفحہ ۷۰)

حضرت حاجی شریعت اللہ ۱۷۷۹ء میں مشرقی پاکستان (اب بنگلہ دیش) کے ضلع فرید پور کے شاکل نامی ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار کا نام عبد الجلیل مہلقدار تھا۔ آپ بچپن سے خاموش طبع، کم گو، ذہین اور سنجیدہ تھے۔ صوم و صلوة کے پابند اور نہایت عبادت گزار۔ ۱۸ سال کی عمر میں حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہیں اس دور کے جید عالم حضرت مولانا طاہر سنبلی الماکی سے قرآن مجید، حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا آپ کی ذہانت اور خدمت سے اس قدر خوش ہوئے کہ آپ کو ”قطب بنگال“ کے لقب سے نوازا۔ بنگال واپس آ کر آپ نے ایک عظیم تحریک کی داغ بیل ڈالی جو ”فرانسیسی تحریک“ کے نام سے مشہور ہوئی اور جس کے

مقاصد یہ تھے۔ (۱) پورے برصغیر سے سامراجی قوت کا خاتمہ۔ (۲) ہندوؤں کی بڑھتی ہوئی معاشی اور تعلیمی قوت کے مقابلہ میں مسلمانوں کا اتحاد و استحکام۔ (۳) اسلامی اقدار کی حفاظت اور انگریزی تعلیم کا حصول۔ آپ کی قیادت میں بنگالی عوام کی قومی جمیعت، جذبہ حریت اور جوش و خروش نے اس تحریک کی چنگاری کو شعلہ بنا دیا اور ہندوؤں اور انگریزوں کی سیاست و حکمت کو جلا کر راکھ کر دیا۔ آپ ایک رہنمائے قوم اور ممتاز سیاستدان ہی نہ تھے بلکہ مبلغ دین اور مجاہد اسلام بھی تھے۔ سرزمین بنگال میں اشاعت دین اور تعلیمات اسلام کو عام کرنے میں آپ کی خدمات لافانی ہیں۔ آپ کی ہر ہر سانس اللہ کی عبادت اور قوم کی خدمت میں بسر ہوئی۔ آپ کے تلامذہ اور ارادت مندوں کی تعداد بیشمار ہے۔ ساٹھ سال کی عمر تک آپ اپنے فرائض بڑی خوبی سے ادا کرتے رہے۔ اس کے بعد صحت گرنے لگی۔ آخر ۱۸۴۰ء میں اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔ فرید پور میں آپ کا مدفن زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

۲۲۸۔ جناب محمد علی خلیفہ اعظم قیوم دوراں حضرت شاہ فضل رحمن سنج مراد آبادی نے رمضان المبارک ۱۳۰۶ھ میں خواب دیکھا کہ وہ بالکل برہنہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں اور ان کے بازو کی طرف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں مگر جناب محمد علی کو بالکل حجاب نہیں۔ (شاہ صاحب نے یہ خواب سن کر فرمایا کہ نہایت عمدہ خواب ہے۔ برہنہ ہونے سے اشارہ دنیا سے لا تعلقی ہے۔ اس کے بعد شاہ صاحب نے خود اپنا ایک خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ماں سے صحبت کی اور بھائی کو قتل کر ڈالا۔ پھر فرمایا کہ اس خواب کو دیکھنے والا ولی ہوتا ہے۔ ماں سے صحبت سے مراد خاکساری ہے اور بھائی کو قتل سے مراد نفس کو مار ڈالنا ہے (ارشاد رحمانی و فضل یزدانی از محمد علی صفحہ ۳۸)۔ شاہ صاحب اپنا نام فضل رحمن لکھتے تھے کیونکہ اس سے آپ کا سن ولادت بھی نکلتا ہے جو ۱۲۰۹ھ ہے۔ حد درجہ سادہ طبیعت اور روشن ضمیر تھے۔ منہ سے بات نکلنے سے پہلے مانی الضمیر کی خبر آپ کو ہو جاتی تھی۔ کشف و کرامت تو گھر کی لونڈی تھی۔ اکثر اوقات جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ ایک بقال کے یہاں سے سامان آتا تھا۔ نہ حساب رکھتے تھے نہ اس سے پوچھتے تھے۔ جتنا بتا دیتا اتنے دے دیتے تھے۔ روم اور روس کی جنگ کے دوران کسی

کا ایک صاحب خط لے کر آئے کہ حضرت دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ رومیوں کو روسیوں کے مقابلہ میں غلبہ عطا فرمائے۔ ان کے خط دینے سے پہلے فرمانا شروع کر دیا کہ واہ بڑے آئے ہیں دعا کرو۔ دعا کرو۔ کیا روسی خدا کے بندے نہیں ہیں؟ رومی ہی ہیں۔ ایک آدمی شہید ہوتا ہے۔ تمہارا کیوں دم نکلتا ہے۔ ایک مقدمہ کے دونوں فریق ایک ہی وقت میں دعا کی خاطر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے اللہ جس کا حق ہو اسے دلوا دے۔ فرمایا ہر قسم کے مریض کو الحمد شریف کبھی گڑ، کبھی شکر اور کبھی پانی پر دم کر کے دیدیا کرو۔ جو کوئی تمام مومنین و مومنات کے لئے ہمیشہ مغفرت مانگا کرے جو مطلب رکھتا ہو ہمیشہ پورا ہو جایا کرے اور مستجاب الدعوات ہو کر مرے۔ فرمایا یہ درود پڑھا کرو اس سے جنون کو فائدہ ہو گا۔ اللهم صلی علی سیدنا محمد و علی مومن الجن۔ فرمایا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحبزادے شاہ عبد القادر صاحب نسبت تھے۔ یہ بڑا اونچا مقام ہے۔ بہت کم لوگ صاحب نسبت ہوئے ہیں۔ سوتے جاگتے کسی حال میں ہوں غفلت نہیں ہوتی تھی اور جس امر کی دریافت کی جانب متوجہ ہوتے انہیں اس کا القا ہو جاتا تھا۔ جس ولی کو جس پیغمبر سے نسبت ہوتی ہے۔ اس سے اسی قسم کی کرامات کا صدور ہوتا ہے۔ غصہ کرنے سے ذکر کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔ اگر غصہ آئی جائے تو فوراً "استغفار پڑھ لیا کرو۔ کسی سے جھگڑا اور مناظرہ نہ کرو۔ اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور قلب میں کدورت۔ بدھ کے روز حجامت نہ بنواؤ کہ اس میں بڑے خطرات ہیں۔ جمعرات کے روز بنواؤ کہ اس میں بڑی برکات ہیں۔ حضرت شاہ مینا چشتی لکھنوی صرف گلستاں و بوستاں پڑھے ہوئے تھے لیکن آپ کے مزار پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عرش سے مزار تک انوار کا ہجوم ہے۔ نیک بختی اور چیز ہے ولایت اور شے۔ ولایت محض عنایت خداوندی سے حاصل ہوتی ہے۔ کسی کو عمر بھر بھی نہیں اور کسی کو چند روز ہی میں مل جاتی ہے۔ یہ خالصتاً اللہ کی دین ہے۔ اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جان قربان کرنی چاہئے۔ اس سے ہی سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کی محبت میں جو مزہ ہے وہ جنت کی نعمتوں میں نہیں۔ فرمایا دنیاوی حاجات کے لئے ۱۳ رکعت نماز تہجدیوں پڑھے کہ پہلی رکعت میں ایک بار سورہ اخلاص، دوسری میں دوبارہ یہاشک کہ بارہویں

میں بارہ مرتبہ۔ اگر دینی حاجت کے لئے پڑھے تو پہلی میں ۱۲ دوسری میں ۱۱ بار اور اسی طرح بارہویں میں ایک بار۔ بارہ رکعت چھ سلام سے پڑھے دو دو رکعت کر کے۔ اس عمل پر استقامت سے دونوں قسم کی مرادیں بر آتی ہیں۔ فجر کی نماز چھوڑنے والے کو ملائکہ اوفاجر کہہ کر پکارتے ہیں۔ ظہر چھوڑنے والے کو اوخاسر (خسارہ والا) عصر چھوڑنے والے کو اوعاصی (گنہگار) مغرب چھوڑنے والے کو او کافر اور عشاء چھوڑنے والے کو او مضیع (اللہ کا حق ضائع کرنے والا) (غایت الموعظ)

۲۲۹- حضرت شاہ محمد آفاقؒ نے فرمایا کہ مجھ کو تردد تھا کہ دیکھئے کیا انجام ہو۔ پس میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم کیا جو تم سے محبت کرے گا اس کا بھی انجام بخیر ہو گا۔ (کتاب ”شہرہ آفاق“ از نور الحسن صاحب)

آپ مراد آباد (یو پی۔ بھارت) کے رہنے والے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد میں سے تھے۔ پیروی سنت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مسکینی و شکستگی بدرجہ کمال حاصل تھی۔ حضرت خواجہ ضیاء الدینؒ زبردست بزرگ تھے۔ سلسلہ مجددیہ میں آپ ان سے بیعت تھے اور کمال مدارج حاصل کر کے اجازت حاصل کی تھی۔ بعدہ اپنے پیر کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کو تمام سلسلوں میں بیعت کی اجازت تھی۔ شاہ محمد آفاق طاب ثراہؒ نے ۷ محرم الحرام بدھ کے روز نماز مغرب کے بعد ۱۲۵۱ھ میں اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو کوچ فرمایا۔ جمعرات کے روز آپ کو مغلیہ (دہلی) میں دفن کیا گیا۔ حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ آپ کے اجل خلیفہ تھے (تذکرہ اولیائے دہلی صفحہ ۱۳۵ از سعید احمد)

۲۳۰- حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ کی علالت زکام و بخار سے شروع ہوئی۔ ابتدا مرض میں چند روز تک نماز تازہ وضو کر کے اول وقت ادا کرتے رہے۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ - ۱۸۹۶ء سے گرفتگی گلو و اخراج بلغم زیادہ ہو گیا مگر اب بھی نہایت شوق سے درس حدیث دیتے۔ ۸ ربیع الاول سے محویت و استغراق بڑھ گیا۔ چونکہ معمول تھا بعد نماز مغرب خطوط و عرائض استماع فرمایا کرتے تھے۔

بہت خطوط جمع ہو گئے تھے۔ سب پر دم کر دیا اور فرمایا یا خدا سب کے کام پورے کر دے آمین۔ جمعہ ۹ ربیع الاول صبح ۴ بجے وضو کر کے نماز ادا کی۔ حالت ذرا سنبھلی۔ ۱۵ ربیع الاول سے مرض کی وجہ سے بے چینی بڑھ گئی اور شروع سے آخر تک یہ شعر ورد زبان رہا۔

فصل یا الہی کل صوب
بحرمتہ سید الابرار سہل

۲۰ ربیع الاول کو خواب استراحت سے اٹھ کر دفعتاً ”یہ بہشت یہ بہشت یہ بہشت یہ بہشت“ فرمایا اور چاروں سمت اشارہ کیا اور فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ ۲۱ کو زبان مبارک سے فرمایا ہم مر گئے ہمارے جنازے کی نماز پڑھ دو اور اگر کوئی نہیں پڑھتا تو میں خود پڑھے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر اللہ اکبر فرمایا اور ہاتھ باندھ لئے۔ ۲۲ ربیع الاول بروز جمعہ تین بجے ارشاد فرمایا الہی میرے جملہ عزیزوں، مریدوں اور معتقدین کو بخیر و عافیت اور خوش رکھ۔ چار بجے تنفس شروع ہو گیا جس سے لا الہ الا اللہ کی آواز نکلتی تھی۔ اسی حالتِ ذکر میں بعد مغرب وہ آفتاب عالمتاب غروب ہو گیا۔ ۱۰۵ سال روح پر فتوح جنت الفردوس کو سدھار گئی۔ ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ حضرت شاہ محمد آفاق قدس سرہ آپ کے پیرو مرشد تھے اور حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی جو حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے نواسے تھے آپ کے استاد تھے۔ (تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی از مفکر اسلام سید ابوالحسن ندوی صفحہ ۸۹)

۲۳۱۔ حضرت خضر علیہ السلام سے خواب میں ملاقات کے بعد حضرت مولانا شاہ گل حسن قلندر قادری مولف ”تذکرہ غوثیہ“ نے حضرت مولانا سید غوث علی شاہ قلندر قادری پانی پٹی سے بیعت کے لئے باصرار التماس کیا تو آپ نے فرمایا قصیدہ بردہ حفظ کر لو۔ جب حفظ کر لیا تو اس کی ترکیب ارشاد فرمائی۔ ارشاد کے بموجب رات کو پڑھ کر سو رہا تو خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلندر صاحب ”کی مسجد میں نماز عصر پڑھاتے ہیں۔ میں بھی وضو کر کے جماعت میں شامل ہو گیا۔ بعد سلام قدم بوس ہوا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قرآن مجید کا

آخری پارہ عنایت فرمایا۔ بیدار ہو کر یہ کیفیت شاہ صاحبؒ سے عرض کی۔ فرمایا کہ ”آج پھر پڑھو“۔ پھر پڑھا تو رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مذکورہ میں نماز فجر پڑھاتے ہیں۔ میں بھی وضو کر کے نماز میں شامل ہو گیا۔ بعد سلام آپؐ نے پورا قرآن مجید اول الی آخر عنایت فرمایا۔ بعد بیداری یہ خواب بھی شاہ صاحب سے عرض کیا۔ آپ نے حکم دیا کہ آج پھر پڑھو۔ جب پڑھ کر سویا تو مجھ پر جو کچھ گزری وہ پورا واقعہ ملاحظہ فرمائیے ”زیارت نبیؐ بحالت بیداری“ حصہ اول از محمد عبد المجید صدیقی ایڈووکیٹ۔ ناشر۔ فیروز سنز لاہور۔ واقعہ نمبر ۵۳ صفحہ ۹۰ تا ۹۲ پر (تذکرہ غوثیہ صفحہ ۴۷۲)

۲۳۲۔ دوسرے چلے کے بعد حاجی سید عابد حسینؒ موسس دارالعلوم دیوبند نے ایک شب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور صبح کو حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادیؒ وغیرہ کو بلا کر فرمایا کہ علم دین اٹھا جا رہا ہے کوئی تدبیر کرو تاکہ علم دین قائم رہے ورنہ پرانے عالم نہ رہیں گے اور کوئی مسئلہ بتانے والا نہ ملے گا۔ جب سے دہلی کا مدرسہ ختم ہوا ہے کوئی علم دین نہیں پڑھتا۔ سب نے کہا جو تجویز فرمائیں ہم کو منظور ہے۔ فرمایا چندہ کر کے مدرسہ قائم کرو اور ایک کانڈ پر اپنی رقم چندہ لکھ کر سامنے رکھ دیا اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ ہر سال یہی چندہ دیتا رہوں گا۔ دیگر صاحبان نے بھی اسی کانڈ پر اپنی اپنی رقمیں لکھ دیں۔ اس کے بعد حاجی صاحبؒ باہر نکل کر جس کے مکان پر گئے اس نے آپ کی آمد باعث سعادت تصور کی اور شام تک چار سو ایک روپیہ آٹھ آنے جمع ہوئے اور مسجد جنت میں دارالعلوم کا افتتاح ہو گیا۔ ان ہی ایام میں ۱۲۸۲ھ میں خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و تعین کے بعد حاجی صاحبؒ نے بنائے جامع مسجد تجویز فرمائی۔ حاجی صاحبؒ ہر جمعہ کو بعد نماز مغرب میلاد خوانی کراتے تھے جس میں کافی روپیہ صرف ہوتا تھا۔ پوری زندگی یہی معمول رہا (مخدوم صابر کلیریؒ از شبیر حسن چشتی نظامی صفحہ ۲۰۲)

۲۳۳۔ دارالعلوم دیوبند والے حضرت حاجی سید عابد حسینؒ خلیفہ تھے حضرت

میاں جی کریم بخشؒ کے اور آپ کے جد اعلیٰ شاہ بندگی محمد ابراہیم تھے جن کا مزار محلہ سرائے پیرزادگاں قصبہ دیوبند میں ہے۔ حاجی صاحبؒ ۱۲۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ شادی کے بعد اپنی اہلیہ محترمہ کو حضرت میاں جیؒ سے بیعت کرایا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد ان کا یہ حال ہو گیا کہ درود شریف پڑھتے ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری ہوتی تھی اور ان کی حالت اس درجہ عجیب و غریب ہو گئی کہ حاجی صاحبؒ خود ان سے فرمایا کرتے تھے کہ آج حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات عرض کرنا، فلاں معاملہ کی بابت بات کرنا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مخدومؒ کو اپنے یہاں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کی وجہ سے حاجی صاحبؒ دو مرتبہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ مگر دوسرے حج میں حضرت مخدومؒ کا وصال ہو گیا۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ بشر کے ساتھ اس وقت تک رہتا ہے جب تک بشریت ہے ورنہ عبادت کے لئے فرشتے بہت ہیں۔

(مخدوم صابر کلیریؒ از شبیر حسن چشتی نظامی صفحہ ۱۹۲)

۲۳۴۔ شاہ محمد حسین الہ آبادیؒ نے فرمایا کہ جب عوام کسی مستحب کو ضروری سمجھنے لگیں اور اس کے ترک پر ملامت کرنے لگیں تو اسے ضرور ترک کر دینا چاہئے۔ پس آپ مولود شریف پڑھتے لیکن قیام نہ فرماتے (حالانکہ پہلے قیام فرماتے تھے)۔ آپ کا سلسلہ نسب ۴۳ ویں پشت پر حضرت فاروق اعظمؓ اور ۲۹ پشت پر حضرت بابا فرید گنج شکرؒ سے جا ملتا ہے۔ فاروقی النسل تھے۔ والد بزرگوار کا نام شاہ تفضل حسینؒ تھا۔ اپنے نام کے ساتھ کبھی عمری کبھی فریدی اور کبھی محب الہی تحریر فرماتے تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ تھے۔ چار مرتبہ حج کیا۔ تیسرے حج پر والد بزرگوار بھی ہمراہ تھے جو حاجی صاحبؒ سے بیعت تھے۔ حج کے موقع پر مکہ معظمہ ہی میں انتقال فرمایا اور جس قبر میں دفن کئے گئے اسی میں بعد کو حضرت حاجی صاحبؒ بھی دفن ہوئے۔ اسی لئے حضرت شاہ محمد حسین الہ آبادیؒ فرمایا کرتے تھے کہ میرے لئے اس قبر مبارک میں قبلیں دفن ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہو چکے تھے۔ سماع سے بے انتہا شغف تھا۔ ۸ رجب المرجب بروز دو شنبہ ۱۳۲۲ھ میں بوقت ۹ بجے صبح اجمیر شریف میں بحالت سجدہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے روضہ مبارک کے سامنے وصال فرمایا جب حقانی خاں قوال نے اپنی پارٹی کے ساتھ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کی مشہور غزل شروع کی جس کا مقطع ہے۔۔

گفت قدو سی فقیری در فناء و در بقاء
خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

بس یہ مقطع سنتے ہی آپ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ اسی کیفیت میں جو سجدے میں گئے تو شہید عشق نے پھر سر نہ اٹھایا۔ ”انا لله وانا الیہ راجعون“ درگاہ شریف حضرت خواجہ اجمیریؒ میں بمقام ”چار یاری“ قبر بنائی گئی۔ (سوانح حیات مولانا الحاج شہید عشق شاہ محمد حسین الہ آبادیؒ از قلم حافظ محمد الفاروقی الہ آبادی۔ فاضل مصر۔ صفحہ ۲۹۹ یہ کتاب ۱۳۵۳ھ میں الہ آباد (یو پی۔ بھارت) سے شائع ہوئی تھی)

۲۳۵- ابو الحسنات قطب الدین احمد کے بھانجے محمد احسنؒ ایک مرتبہ ۱۳۱۳ھ-۱۸۹۶ء میں شب شہادت محرم الحرام کی دس تاریخ بعد نماز عشاء درود شریف وغیرہ معمول کے مطابق پڑھ رہے تھے کہ دفعتاً انہوں نے دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان کے صحن میں رونق افروز ہیں اور یمن و یسار خلفائے راشدینؓ استادہ ہیں اور کنار مبارک پر امامین الشہیدین حضرت حسنینؓ و سید النساء خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراءؓ بیٹھی ہیں۔ اس مشاہدہ سے حاجی صاحبؒ پر دیر تک ایک عالم نیمخودی طاری رہا (رفع الوسوسہ و الاحتمال عن رویتہ النبویؐ بعد الارتحال با اہتمام ابو الحسنات قطب الدین احمد۔ حکایت نمبر ۱۵ صفحہ ۶)

۲۳۶- حاجی محمد احسنؒ فرماتے ہیں کہ بعد حج جب میں اپنے قافلہ کے ہمراہ جدہ ہو کر براستہ سمندر مدینہ طیبہ جانے لگا تو ”انٹونا“ نامی اگن بوٹ جسمیں ہم سوار تھے مخالف ہوا سے بے راہ ہو گئی۔ دو دن بے آب و دانہ گذر گئے۔ دوسرے دن میرے ایک ساتھی نے خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراءؓ آپؐ سے عرض کر رہی ہیں کہ بابا جان کیا اپنے مہمانوں کو یوں ہی بھوکا پیاسا رکھئے گا۔ آپ نے کھانا تقسیم کرنے کا حکم فرمایا

اور جناب سیدۃ النساءؑ نے خمیری روٹیاں اور گوشت کھانے کو دیا۔ یہ خواب دیکھ کر وہ حاجی جاگ اٹھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد ہماری اگن بوٹ مع الخیر بندر منسج پر جا گئی اور بازار سے خمیری روٹیاں اور گوشت کہ جیسا خواب میں دیکھا تھا خرید کر ہم لوگوں نے کھایا (رفع الوسوسہ حکایت نمبر ۱۰۵ صفحہ ۴۳)

۲۳۷- ابھی قطب الاقطاب حضرت خواجہ قادر بخشؒ شکم مادر ہی میں تھے کہ ایک مرتبہ آپ کی والدہ محترمہ زہرا خاتونؑ نے بحالت خواب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپؐ نے فرمایا تیرے شکم سے قطب الاقطاب پیدا ہو گا۔ مبارک ہو۔ اس کا نام عبد القادر یا قادر بخش رکھنا۔ میں نے بموجب فرمان مبارک وہی دونوں نام رکھ دیئے۔ (لمعات کمالات قادریہ از منشی عاشق علی خاں کلانوری نقشبندی خالقؒ۔ صفحہ ۱۴۱۔ بمبئی جوب پریس۔ چاوڑی بازار۔ دہلی ۱۹۳۴ء۔ ۵۱۳۵۳)

۲۳۸- سکنہ جہانخیل ضلع ہوشیار پور کے ایک درویش نے بیان کیا کہ میں ہمیشہ دو بچے رات حضرت خواجہ قادر بخشؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک روز قریب تین بچے خدمت میں پہنچا اور نماز تہجد کے نفل پڑھے۔ نوافل سے فارغ ہونے کے بعد حضرت خواجہ صاحبؒ نے نہایت شفقت سے میرے ہاتھ پکڑ کر فرمایا ”فقیریا! آج تجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں لے چلوں۔ وضو کر کے آنکھیں بند کر لے۔“ میں نے فوراً آنکھیں بند کر لیں اور مجھے سرور سا پیدا ہوا۔ میرے کانوں میں نہایت سریلی آوازیں آنے لگیں اور مجھ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ کچھ وقفہ بعد ایک وسیع میدان میں پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے پاکیزہ صورت انسان وہاں جمع ہیں اور ایک مرصع تخت پر ایک نہایت ہی پر نور حسین و جمیل بزرگ جلوہ افروز ہیں۔ کسی نے کہا آپؐ ہی دنیا کے سب سے بڑے محسن و خیر خواہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قرب میں صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔ یہ سن کر میں حضرت خواجہ صاحبؒ کے پائے اقدس پر گر پڑا (لمعات کمالات قادریہ صفحہ ۱۲۶)

۲۳۹- میاں کریم شاہ راوت سکنہ لدھیانہ سے نقل ہے کہ میں خاندان چشتیہ میں بیعت تھا۔ مجھے اپنے مرشد سے بہت محبت تھی۔ سماع کا بہت شوق تھا۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ قادر بخشؒ ایک مقدمہ کی تفتیش کے لئے زمانہ انسپکٹری میں لدھیانہ تشریف لائے۔ لوگوں نے آپ کی بزرگی کا ذکر کیا مگر میں یہی کہتا رہا کہ کہیں پولیس میں بھی ولی اللہ ہوتے ہیں۔ مجھے کسی ولی اللہ کو دیکھنے کی ضرورت نہیں لیکن تمام دن مجھے یہ خیال ضرور رہا کہ کسی سے ملے بغیر کیوں اظہارِ نفرت کیا۔

میرا یہ معمول تھا کہ بعد نماز مغرب قرآن خوانی کرتا اور عشاء کے بعد اکثر قوالی سنا کرتا تھا۔ اسی روز رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت وسیع میدان میں فرش بچھا ہے اور میز کرسیاں رکھی ہیں۔ وہاں ہر قسم کی سواری آنا شروع ہو گئی۔ میں ہر ایک سواری کی بابت پوچھتا کہ یہ کس کی سواری ہے۔ سب سے پہلے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آئی۔ اس کے بعد سواری کے متعلق جو معلوم کیا تو پتہ چلا کہ یہ حضرت خواجہ قادر بخشؒ کی ہے جو اس زمانہ کے قطب الاقطاب اور یہاں پولیس انسپکٹر ہیں۔ اس کے بعد بہت سے اور بزرگ تشریف لائے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کریم بخش کو بلاؤ۔ میں ادب سے فوراً حاضر خدمت ہوا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ قادر بخش قطب زمان کی شان میں تو کیا کہتا تھا کہ انسپکٹر کہاں اور اولیاء کہاں۔ اگر تیرا پیر زندہ ہوتا تو ضرور انسپکٹر صاحب سے بیعت کرتا۔ تجھ کو چاہئے کہ ان کی بیعت اختیار کرے۔

جب آنکھ کھلی تو سخت بے چین تھا۔ فوراً حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ التجا کرنے پر آپ نے مجھ کو بیعت کر لیا اور ایسی توجہ دی کہ قلب روشن ہو گیا (لمعات کمالات قادریہ صفحہ ۲۰۴)

میں اپنے عزیز دوست اور ساتھی جناب گلزار احمد قریشی ایڈووکیٹ لاہور کا شکر گزار ہوں جنہوں نے کتاب ”لمعات کمالات قادریہ مع معاون برکات خالقہ“ مجھے عنایت فرمائی۔

۲۴۰- حضرت سائیں توکل شاہؒ فرماتے ہیں کہ ایک فضیلت سلسلہء نقشبندیہ

کی عالم رویا میں یہ دیکھی کہ ایک مرتبہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بیٹھا ہوں اور آپ کے سینہ مبارک سے چار نہریں نکل کر پورے عالم میں جاری ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ بھی وہاں تشریف فرما ہیں۔ ایک نہر اتنی بڑی ہے کہ وہ باقی تینوں نہروں کے برابر ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس بڑی نہر میں بیعت فرمایا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس نہر کا کیا نام ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تھبندی نہریں ہے۔ جس وقت بیعت کی قبولیت کے واسطے فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ بہ طفیل اپنے میاں صاحب (قطب عالم شمس العارفین، محبوب نبی) قبلہ عالم حضرت خواجہ قادر بخش صاحبؒ کے اس طریقہ کی بیعت قبول کی۔ یہ سن کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا یہی نہریں ہیں جو قیامت تک میری امت کے اولیاء میں جاری رہیں گی اور مجھ تک پہنچاتی رہیں گی (ذکر خیر از خواجہ محبوب علام صفحہ ۳۱۱۔ منشی اللہ رکھا تو کلی قادری۔ بلاک نمبر سو کتبہ محبوبی۔ سرگودھا)

میں اپنے بزرگ ساتھی اور قدر دان جناب ظہیر الاسلام قادری ایڈووکیٹ راہور کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے مذکورہ بلاک کتب عنایت فرمائی۔

۲۴۱۔ سید نور محمد بدایونی نے ایک مرتبہ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حق چنا کیا ہے۔ آپ نے سکوت فرمایا۔ مجھ کو علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مجلس میں موجود تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تمام ہے (الغلام المصعب)

۲۴۲۔ ایک عالم حق پتے تھے۔ ان کے ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تو اپنے دوست عالم سے کہہ دے کہ تو درسی دیتا ہے اور خیریت حق کا بھی استعمال کرتا ہے (تفسیر الاخوان)

۲۴۳۔ بعد سکن کے دوسرے علاقوں کی طرح پنجاب میں بھی بیچہ کا تعلق ملتا ہے۔ کجا جاتا تھا۔ شمس الکونین حضرت خواجہ محمد عبداللطیف صاحبؒ مجتہد پر شمس العارفین، قطب الاقطاب خواجہ قادر بخش کی انگلیوں کے بعد پنجاب

میں تیرہ سو برس بعد قرآنی آیت ”انکحوالایمانی منکم“ (اپنی بیواؤں کے نکاح کرو) پر راجپوت مسلمان راضی ہوئے۔ کلانور میں ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۰۹ھ کو اس سلسلہ میں تیسرا جلسہ ہوا۔ صوفیائے اکرام اور اولیائے عظام جو اس جگہ جمع تھے ان ہی میں سے بعض نے دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور جب دعا کی جاتی ہے تو آمین فرماتے ہیں اور آپ کا چہرہ انور نہایت شاداں و فرحاں ہے۔ ان بزرگ ہستیوں نے اپنے چند احباب کو بتایا کہ یہ وقت عین مقبولیت کا ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اس کا ظہور ہو گیا اور جو دعا مانگی گئی مقبول بارگاہ الہی ہوئی۔ حضرت خواجہ محمد عبدالحق فرماتے ہیں کہ رات کو میں نے عالم رویا میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بہ نفس نفیس مع صحابہ کرام مہمانوں کے سامنے طشتریاں رکھ رہے ہیں اور دعا فرما رہے ہیں کہ اے اللہ تو اس کار خیر کو بخیر و خوبی انجام دے۔ میں نے یہ خواب منتظمین کو سنایا اور ہدایت کر دی کہ بارہ گاؤں کے علاوہ جو جو حاضرین جلسہ ہیں ان کو بھی کھانے میں شریک کیا جائے۔ کمیٹی نے میرے کہنے کے مطابق عمل کیا۔ لیکن اہل کلانور کے کسی ایک بچے تک نے کھانے کو ہاتھ نہ لگایا۔ اس لئے ہزارہا لوگوں کا کھانا بچ گیا جس سے سب لوگ نہایت متعجب ہوئے (معادن تبرکات خاتیہ صفحہ ۳۱۶ تا ۳۱۷)

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قادر بخشؒ ۱۷ شوال المکرم بروز شنبہ ۱۲۳۷ھ ساعت سعید میں تولد ہوئے۔ تاریخ ولادت ۱۸۲۲ء آپ کے اسم مبارک خواجہ قادر بخش سے عیاں ہے۔ بچپن میں آپ کے والد ماجد حضرت دیدار بخشؒ کا وصال کشمیر میں ہو گیا تھا۔ مزار مبارک پنجابی پیر کے نام سے کشمیر میں مشہور ہے۔ فوج اور پولیس میں لازم ہونے کے باوجود قطب الاقطاب تھے۔ آخر عمر میں دنیا سے کنارہ کش ہو کر کوٹ عبدالحق (ہوشیار پور ضلع) میں جہاں اب مدرسہ و یتیم خانہ بنا ہوا ہے قیام فرمایا جو خواجہ صاحبؒ کی جدی جائیداد ہے۔ صرف ۳۵ سال کی مختصر عمر پائی۔ مزار مبارک کوٹ عبدالحق میں یتیم خانہ خاتیہ کے ہائی اسکول کی پشت پر ہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے قطب زماں خواجہ محمد عبدالحقؒ (۱۸۵۱ء تا ۱۹۳۱ء) جن کی عمر اس وقت صرف سات سال کی تھی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔

۲۴۴- حضرت سید نور الحسن شاہ خلیفہ مجاز قطب زمان حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نے فرمایا کہ لاہور میں ایک لڑکا تھا۔ اس کو چھوٹی عمر میں درود شریف پڑھنے کا شوق ہو گیا اور اکثر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہونے لگی تھی۔ ہمارے احباب کو اس کا علم ہوا تو چونکہ ان دنوں مرزائی تحریک زوروں پر تھی اس لئے برادر محمد اسحاق، مر جلال الدین، بابا الہ دین اور شیخ مظفر الدین وغیرہ کو خیال آیا کہ اس لڑکے کے ذریعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کر کے دریافت کیا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی بابت آپ کا فرمان مبارک کیا ہے۔ چنانچہ یہ تمام حضرات اس لڑکے کے پاس اسلامیہ پریس میں گئے جہاں وہ کام کرتا تھا اور اظہار مدعا کیا۔ لڑکے نے جواب دیا کہ یہ میرے بس کی بات نہیں۔ کسی وقت تو جب حضور ہوتا ہے جس بات کے دریافت کرنے کا خیال ہو یاد رہتی ہے اور کبھی یاد نہیں رہتی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود ہی جس بات کا جواب دینا منظور ہوتا ہے دے دیتے ہیں ورنہ از خود میں عرض نہیں کر سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو کسی وقت خود ہی فرما دیں گے۔ چنانچہ ایک دو مرتبہ تو اس لڑکے سے یہی جواب ملا کہ حضور تو ہوا لیکن اس کے متعلق کوئی بات نہیں ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد ایک دن اتفاقاً بازار میں اس لڑکے سے ملاقات ہو گئی تو کہنے لگا آپ کی وہ بات ہو گئی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مرزا غلام احمد کے متعلق جس کو اتنا بھی خیال ہو کہ شاید سچا ہے یا جھوٹا میں اس کی بھی شفاعت نہیں کروں گا بلکہ جو اس کو مسلمان سمجھے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (انشرح الصدور یعنی سوانح حیات سید نور الحسن شاہ صاحب از سید منیر حسین شاہ جاکالوی خادم آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گجراتوالہ صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۱)

۲۴۵- بغداد شہر کی ایک سیدانی پندرہ برس اس قدر بیمار رہی کہ نشست و برخاست سے مجبور ہو گئی۔ زندگی سے عاجز آ کر موت کی خواستگار تھی کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی شخص تشریف لائے۔ سیدانی ان کو دیکھ کر گھبرا گئیں

اور کہا آپ میرے پاس تنہائی میں کیوں آئے حالانکہ ایک اجنبی مردہ کو اجنبی عورت کے پاس تنہا بیٹھنا حرام ہے۔ انہوں نے فرمایا میں اجنبی نہیں بلکہ تیرا باپ ہوں۔ سیدانی سمجھیں کہ شاید حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ یہ خیال کر کے کہا یا امیرالمومنین آپ میری حالت دیکھتے ہیں۔ فرمایا میں تیرا باپ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ سیدانی یہ سنتے ہی رونے لگیں اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری حالت پر رحم فرمائیے اور مجھ کو تندرست کرائیے۔ آپ نے کچھ پڑھنا شروع کیا۔ پھر اپنا دست مبارک بڑھا کر مجھے اٹھا کر بیٹھا دیا اور فرمایا کہ اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جا۔ میں نے عرض کیا کہ میں کھڑی نہیں ہو سکتی۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو کھڑا کر دیا اور فرمایا تجھ کو اس وقت سے صحت ہے۔ وہ سیدانی اسی وقت اچھی ہو گئیں اور پورے بغداد میں یہ واقعہ مشہور ہو گیا (غیتہ ذوی الاحلام)

۲۴۶- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں مقصد حج بیت اللہ چلا۔ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو خرچ بالکل ختم ہو گیا اور فاقہ کرنے لگا۔ میں روضہ اطہر کے قریب گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کا مہمان ہوں اور اللہ کی راہ کا مسافر۔ میری مدد فرمائیے۔ قبل نماز عصر مجھے نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ قبر مبارک شق ہو گئی اور تین صاحب اس میں سے برآمد ہوئے۔ ایک ان میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے سلام عرض کیا۔ ایک صاحب میرے قریب تشریف لائے اور فرمایا بیٹھ جا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجیوں میں کھانا تقسیم فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا میں بھی ایک بیکس ہوں۔ اتنے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور مجھے کچھ کھانا عنایت فرمایا۔ میں نے حالت خواب ہی میں اسے کھانا شروع کر دیا۔ جب بیدار ہوا تو اپنے منہ میں عمدہ کھانا پایا اور ایک شخص نے بلا معاوضہ اپنی سواری پر بیٹھا کر مجھے مکہ مکرمہ پہنچا دیا۔ (غیتہ ذوی الاحلام)

۲۴۷- امام عبداللہ یافعی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت صالحین کی ہے۔ اس میں میں بھی بیٹھا ہوا ہوں۔ یک دم حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کوئی چیز اپنی چادر میں سے نکال کر اس جماعت کو دی۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ سبز پھل (فواکھات) تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا حصہ بھی عطا ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پیچھے چلا آ۔ میں آپ کے پیچھے ہو لیا۔ ایک مکان میں آپ داخل ہوئے اور وہاں سے ایک محراب پر چڑھے۔ میں بھی چڑھا۔ میں نے دیکھا کہ اس محراب (طاق۔ الماری) میں وہ فواکھات رکھے ہیں۔ ان میں سے دو مٹھی فواکھات آپ نے مجھے دیئے۔ اسی محراب میں مجھے دو سب سے بھی رکھی ہوئی نظر آئیں (الترغیہ)

سب سے (تبیح) پڑھنا بدعت نہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے دانے پر دانے ہوئے تھے۔ آپ کے پاس ایک ڈورا تھا جس میں دو ہزار گرہیں (گانٹھیں) تھیں۔ اس پر آپ وظیفہ پڑھتے تھے۔ گنٹھوں اور کنکریوں پر صحابہ کرامؓ اور اہمات المؤمنینؓ نے وظیفہ پڑھے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ تبیح عمدہ یاد دلانے والی ہے۔ اسی لئے تبیح کو مذکور بھی کہتے ہیں۔ ہندی میں سمرن اور مالا۔ افضل یہ ہے کہ انگلیوں پر وظیفہ پڑھے کہ کل روز قیامت یہ انگلیاں گواہی دیں گی۔

۲۴۸- ابو محمد عبداللہ بن سعد یافعیؒ عدن میں پیدا ہوئے۔ ۶۸ھ میں وفات پائی۔ جنت المعلیٰ میں حضرت فضیل بن عیاضؒ کے قریب دفن کئے گئے۔ روایت ہے کہ بعض صالحین نے جو مکہ معظمہ کے مجاور تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ باب بنی شیبہ سے داخل ہو رہے ہیں اور آپؐ کے آگے امام عبداللہ یافعیؒ اور شیخ احمد بن جعدؒ ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک علم ہے جس کو وہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ خواب دیکھنے والے نے کہا میں ان کے پیچھے چلا یہاں تک کہ وہ کعبہ مشرفہ پہنچے جہاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی (محاسن الحسنیٰ فی حکایات الصالحین مؤلفہ سید ذوالفقار احمد نقوی سارنگپوری صفحہ ۹)

۲۴۹- ایک صالحہ خاتون نے جو مکہ معظمہ میں مجاور تھیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ شیخ ابو محمد عبداللہ بن سعد یافعیؒ کے

مکان کے دروازے پر کھڑے ہیں اور با آواز بلند فرما رہے ہیں کہ اے یافعی میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ پر اس بات کا ضامن ہوں کہ بیشک تو مثل احد العرین کے ہے۔ ایک حضرت عمر بن الخطاب اور دوسرے حضرت عمر بن عبدالعزیز اور اس بات کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ بہ سبب تیرے عمل کے جو یہ ہے اور اپنے دست مبارک سے جماعت فقراء کی طرف اشارہ کیا جو کہ دروازہ کے قریب تھے اور ان سے کچھ کھانے کا سوال کر رہے تھے۔ وہ خاتون کہتی ہیں میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال آپ کے دونوں کانوں کی لوؤں تک دیکھے۔ بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا اور آپ پر سرخی مائل چادر تھی (محاسن الحسنین فی حکایات الصالحین صفحہ ۱۰)

۲۵۰- بعض صالحین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ شیخ ابو محمد عبداللہ بن سعد یافعی کے منہ میں کھجور دے رہے ہیں اور آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ ہیں اور آپ ان کو تمرمرجوز کے لقمے دے رہے ہیں۔ یہ خواب امام یافعی کے زمانہ حیات میں دیکھا تھا۔ جب صبح ہوئی تو دیکھنے والا آپ کے پاس آیا اور خواب بیان کیا۔ ایک شخص کہ فقراء میں سے تھا اور آپ کا ہم نشین تھا کھڑا ہوا اور کہا اے عبداللہ یافعی چونکہ تم درمیان خوف و رجاء کے تھے اس لئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو رطب (کھجور) عنایت فرمائے اور دونوں امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایمان قوی تھا ان کو تمرمرجوز عنایت ہوئے (محاسن الحسنین فی حکایات الصالحین صفحہ ۹)

۲۵۱- حضرت شیخ محمود زاہد مرغابی کا لقب جلال الدین تھا۔ علم ظاہری میں شاگرد جلال الدین بروی کے تھے۔ ہمیشہ زہد و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو فیض باطنی حاصل ہوا تھا اور خلق کثیر کو آپ کی ذات گرامی سے فیض پہنچا تھا۔ وفات ذی الحجہ ۷۷۸ھ کو ہوئی (تاریخ الاولیاء از امام الدین ۴۳۹)

۲۵۲- سید سکندر بن سید مسعود کا سلسلہ سید ابراہیم بن حضرت امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادقؓ سے جا ملتا ہے۔ مرید و خلیفہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے

تھے۔ خورد سالی سے حضرت مخدومؒ اور ان کی والدہ بی بی مریمؓ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ ایک شب حضرت مخدومؒ نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے مخدوم تو نے عہد کیا ہے کہ سید زادے سے خدمت نہ لے گا۔ پھر تو نے سید زادے کو خدمت میں رکھ چھوڑا ہے۔ حضرت مخدومؒ نے عرض کیا کونسا سید زادہ میری خدمت میں ہے۔ اس کا کیا نام ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کا نام سید سکندر بن سید مسعود ہے۔ صبح خادموں سے ڈھونڈوا کر آپؐ کو پاس بلایا۔ پوچھا تم نے کیوں ظاہر نہ کیا کہ میں سید ہوں۔ فرمایا مرشد کے حضور اپنے خاندان کا فخر ظاہر کرنا بے ادبی سمجھا تھا۔ حضرت مخدومؒ بے حد خوش ہوئے اور کمال محبت سے آپؐ کی تربیت کر کے عرصہ قلیل میں توجہات ظاہری و باطنی سے فیوضات صوری و معنوی میں ممتاز کر کے درجہ ولایت پر پہنچا دیا۔ پھر اجازت خلافت عطا فرمائی اور تمام بزرگوں کے برکات اور نشانی اور ایک کلام اللہ خاص تلاوت کا اور شجرہ حسینی و نسبی اپنا عنایت فرمایا اور اپنا خرقہ پہنایا اور اپنا تاج آپ کے سر پر رکھا اور پاکی میں بٹھا کر تمام قصبہ اچ کے محلوں میں پھرایا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ سجادہ نشین حضرت مخدومؒ کے ہیں اور زبان مبارک سے فرمایا ”اساں بھی مخدوم جمانیاں اور توساں بھی مخدوم جمانیاں“ اس دن سے سید سکندر لقب بہ مخدوم جمانیاں ہوئے۔ پھر آپ کو دہلی میں سلطان فیروز کے پاس بھجوا دیا اور تاکید کی کہ شہر منگور ضلع راج کوٹ کا راجہ کنور پال کافر ہے۔ اس کو اسلام کی دعوت دو اگر قبول نہ کرے تو جنگ کرو۔ اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔ وہاں رہ کر مخلوق کو ہدایت کرو۔ شہر منگور ۷۷۰ھ میں فتح ہوا۔ وفات ۷۵۰ھ عمر ۱۰ سال ۱۰ ربیع الاول ۸۲۵ھ کو شہر منگور میں ہوئی۔ فرست تیرکات جو منگور میں موجود ہے یہ ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرہن مبارک اور ایک نشان۔ ایک نشان حضرت علیؓ۔ ایک نشان پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ۔ سید احمد کبیر الدولہ مخدوم جمانیاں کے تین نشان۔ حضرت ابو اسحاق ابراہیم گاز روئی کی انگشتری و نشان۔ ایک نشان حضرت لال شہباز قلندرؒ۔ مصلح حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ۔ پاجامہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ۔ قرآن مجید و شجرہ حسینی، خرقہ، دلق، تاج، دستاویز اور پاکی

حضرت مخدوم جمانیاں۔ موزہ حضرت شیخ رکن الدین ملکانی۔ لنگی حضرت سید راجن قتال (سید صدر الدین المعروف راجن قتال بڑے صاحب اثر بزرگ گذرے ہیں۔ آپ نے چونکہ بے حد ریاضتیں و مجاہدے کئے ہوئے تھے اس لئے قتال یعنی نفس کو قتل کر دینے والے مشہور ہوئے۔ آپ حضرت مخدوم جمانیاں جہان گشت کے بھائی اور خلیفہ اعظم تھے (تواریخ الاولیاء جلد دوم از امام الدین صفحہ ۳۳۰ تا ۳۳۳)

۲۵۳۔ حضرت مخدوم جمانیاں جہان گشت نے مکہ مبارکہ میں خواب دیکھا کہ مخلوق اوج کی ایک جماعت تیغ و تیرو سپر کے ذریعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محاربہ کرتی ہے۔ پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے مبارک میری جانب کر کے فرمایا ”ولدی ابصر کیف يفعلون“ یعنی اے فرزند دیکھ تو یہ خلق اوج کس طرح میرے ساتھ محاربہ کرتی ہے۔ بات یہ تھی کہ اوج کے کچھ لوگ بدعتوں میں مشغول تھے۔ پس آپ نے مکہ مکرمہ سے خواب والی یہ حدیث مع خواب کے واقعہ کے اوج بھجوا دی اور لوگوں کو بدعتوں سے منع کیا جس پر انہوں نے بدعتوں کو چھوڑ دیا (الدوالمنظوم فی ترجمہ ”ملفوظ المحدوم“ جلد اول صفحہ ۳۷۰۔ حضرت سید جلال الدین مخدوم جمانیاں جہاں گشت کے ملفوظات ۱۳۰۹ھ میں شائع ہوئے جن کو حضرت علاؤ الدین بن احمد حسینی نے مرتب کیا تھا)

۲۵۴۔ حضرت مخدوم جمانیاں جہاں گشت نے فرمایا کہ شیخ نجم الدین صفاہانی جس وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تو سلام کا جواب سنتے تھے۔ ایک دن حضرت مخدوم شیخ مدینہ حضرت عبداللہ مطری کی خدمت میں حاضر تھے کہ وہ عین مجلس میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ میں نے دریافت کیا کہ اے شیخ آپ کیوں کھڑے ہو گئے۔ فرمایا شیخ نجم الدین صفاہانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیج رہے ہیں اور سلام کا جواب سن رہے ہیں (ملفوظات جمانیاں جہاں گشت جلد دوم صفحہ ۶۱۵)

۲۵۵۔ حضرت مخدوم جمانیاں جہاں گشت کے دادا سید جلال الدین شاہ سرخ بخاری ۱۲۳۳ھ میں اچ (اوج۔ اچہ) تشریف لائے۔ اس زمانہ میں اس کا نام دیوگرھ

تھا۔ اور یہ ہندوؤں کی بستی تھی۔ پنجاب کے پانچ دریاؤں کے سنگم (پنج ند) کے قریب یہ قصبہ بہت جلد مغربی پنجاب میں ملتان کے بعد اشاعت اسلام کا دوسرا بڑا مرکز بن گیا۔ سید جلال الدین شاہ بخاری کا وطن بخارا تھا۔ آپ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے خلیفہ تھے۔ ہندوستان کے بخاری سیدوں کا سلسلہ آپ پر ختم ہوتا ہے۔ اچ شریف میں ۹۵ عمر ۹۱ سال ۶۳۹ھ میں وصال فرمایا۔ وہیں مزار ہے جب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو روضہ پاک پر پہنچے اور با آواز بلند فرمایا۔ ”اسلام علیکم یا جدی امجدی“۔ روضہ منور (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) سے فوراً جواب آیا ”وعلیکم السلام یا ولدی قرۃ عینی“ (تحفۃ الابرار صفحہ ۱۷)

۲۵۶- حضرت مخدوم جمانیاں جہاں گشت جب مکہ معظمہ سے بعد ادائے حج مدینہ منورہ پہنچے تو کلید برداروں سے کہا کہ دروازہ روضہ شریف کھولو۔ انہوں نے کہا اس وقت زیارت کے واسطے دروازہ نہ کھلے گا مگر آل رسول کے واسطے آپ نے فرمایا میں آل رسول ہوں۔ انہوں نے کہا آل رسول کا رنگ ایسا نہیں ہوتا۔ فرمایا یہ آفتاب کی گرمی کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے۔ غرض اس گفتگو کے دوران تمام علمائے سادات و مشائخ جمع ہو گئے اور دروازہ کے پاس جا کر آپ نے فرمایا ”السلام علیکم یا جدی“۔ روضہ اطہر (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) سے اسی وقت جواب آیا ”وعلیکم السلام یا احسن ولدی“۔ تب خدام نے عذر خواہی کی اور نذرانہ نقد و جنس لائے مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ البتہ تیرکا ”قدم شریف کی علامت اور ایک علم و نشان خاص وہاں سے لے لیا۔ شیخ عبداللہ مطری ”قطب شہر مدینہ طیبہ کی ملاقات کو گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ تم سید جلال الدین شاہ سرخ بخاری کے پوتے ہو۔ فرمایا جی ہاں۔ تب انہوں نے فرمایا تمہاری امانت ایک پیراہن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے پاس ہے۔ وہ لا کر دیا اور فرمایا الحمد للہ تمہاری امانت تم کو پہنچی۔ شہر دہلی آئے۔ سلطان فیروز آپ کا مرید تھا۔ تمام تیرکات اپنے سر پر رکھ کر شہر میں لایا۔ آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم شریف بادشاہ کو عنایت فرمایا چنانچہ آج تک جامع مسجد دہلی کے متصل اس کا مکان بنا ہوا ہے (تواریخ الاولیاء جلد دوم از امام الدین صفحہ ۳۳۷)

حضرت مخدوم جمانیاں جہاں گشتؒ نے اپنے دادا سے زیادہ نام پیدا کیا۔ اسم مبارک سید جلال دین حسین تھا۔ ۱۳ شعبان المعظم ۷۰۷ھ میں اوج شریف میں پیدا ہوئے۔ چونکہ آپ کا بہت زیادہ وقت سیر و سیاحت میں گذرا اس لئے مخدوم جمانیاں جہاں گشتؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ اس دوران ۳۶ حج کئے اور متعدد بزرگوں سے فیض پایا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر شدت سے عامل تھے اور دوسرے سہروردی بزرگوں کی طرح غیر شرعی امور سے اجتناب کرتے تھے۔ روہڑی کے قریب ایک غار میں ایک درویش رہتا تھا اور کہتا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نماز معاف کر دی ہے۔ میرے پاس جبریلؑ آتے ہیں اور بہشتی کھانا کھلاتے ہیں وغیرہ۔ آپ نے اس کو بتایا کہ وہ شیطان ہے۔ اس سے توبہ کرائی اور قضا نمازیں پڑھوائیں۔ اسی طرح اچ میں ایک شخص وارد ہوا جو اپنے کو ولی اللہ کہتا تھا۔ بے حد لوگ اس کے معتقد ہو گئے۔ آپ بھی اس سے ملنے گئے تو کہنے لگا ”سید صاحب ابھی ابھی حق تعالیٰ میرے پاس سے اٹھ کر گیا ہے“ (نعوذ باللہ) یہ سن کر آپ غضبناک ہو گئے اور اس کو شہید کر کے لیا۔ آپ کا فیض ہندوستان کے تمام علاقوں میں پھیلا۔ اس سرزمین میں سلسلہ سہروردیہ کے عظیم بزرگ گذرے ہیں۔ والد بزرگوار کا نام سید احمد کبیر سہروردیؒ تھا۔ آپ کے پوتے اور پڑپوتے حضرت قطب عالم اور شاہ عالم کے مزارات احمد آباد گجرات میں مرجع خاص و عام ہیں۔ فیروز شاہ تغلق آپ کا انتہا درجہ احترام کرتا تھا۔ آپ نے ۷۸ برس ۱۱ ذی الحجہ ۷۸۵ھ ۱۳۸۳ء کو وصال فرمایا۔ اچ شریف میں مزار مبارک زیارت گاہ عالم ہے۔

۲۵۷- حضرت مخدوم جمانیاں جہاں گشتؒ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ ان کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا ”عظ لقطلعت الشمس من مغربھا“ (یعنی اے فرزند تو وعظ کو مقرر کر۔ قریب ہے کہ سورج مغرب سے نکلے)۔ حرف ”قد“ یہاں واسطے تقرب کے ہے (ملفوظات حضرت مخدوم جمانیاں جہاں گشتؒ حصہ اول صفحہ ۳۷۱)

۲۵۸- حضرت مخدوم جمانیاں جہاں گشتؒ نے فرمایا کہ جس وقت مدینہ

شریف میں تھا تو روضہ اقدس (علی صاحبہا صلوة وسلاما) پر حاضری دیتا۔ پابندی کی طرف جا کر سلام عرض کرتا اور اسی جگہ نماز میں مشغول ہو جاتا تھا۔ زیارت کرنے والے میرے آگے سے گذرتے رہتے تھے۔ میں نے روضہ مبارک سے آواز سنی ”ولدی لا تقم بین یدی زواری“ (یعنی اے فرزند تو کھڑا نہ ہو واسطے نماز کے روبرو میرے زانوؤں کے)۔ پس میں اس جگہ سے دور ہو گیا اور گوشہ روضہ میں دیوار کے سامنے مشغول ہو گیا کیونکہ میں نے تحقیق کر لیا کہ وہ آواز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور یہ بات دن میں بحالت بیداری میں تھی اور اس آواز کو مدینہ طیبہ کے شریفوں نے بھی سنا تھا۔ یہ خبر مشہور ہوئی اور لوگوں نے یقین کر لیا کہ میں سید ہوں جس کی شہادت خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ (ملفوظات حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت حصہ دوم صفحہ ۳۷۱)

۲۵۹- شیخ مظفر بلوچی مرید و خلیفہ تھے شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے۔ حضرت شرف الدین کے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی جن میں تین سو محبوب اللہ اور تین سو واصل تھے۔ شیخ مظفر بلوچی ان ہی میں سے ایک ہیں۔ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر ہندوستان واپس آ رہے تھے کہ اطلاع ملی کہ آپ کے پیرو مرشد کا وصال ہو گیا۔ سخت صدمہ ہوا اور سوچا کہ ہندوستان نہ جاؤں۔ اسی وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ ہندوستان جاؤ اور پھر فرزندوں کے ہمراہ آنا۔ غرض آپ آئے اور دوبارہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے وہیں سکونت اختیار کی اور ۷۸۸ھ میں مکہ شریف ہی میں وفات پائی (تواریخ الاولیاء جلد دوم صفحہ ۴۴۳)

۲۶۰- مولانا یعقوب چشتی دولت آباد (دکن۔ بھارت) سے رخصت ہو کر پٹن (گجرات۔ بھارت) پہنچے۔ چشتیہ طریقہ کے پیرو تھے۔ کمال الدین نے جو کہ قاضی شہر تھا آپ کو سماع کی محفلوں کی وجہ سے شہر بدر کر دیا تھا۔ آپ حرمین شریفین چلے گئے اور بعد حج بیت اللہ مدینہ شریف میں سکونت اختیار کی۔ چند روز بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت ہوئی کہ ولایت گجرات آپ کے حوالہ کی وہاں جائیے۔ قاضی شہر پٹن جو امر مباح کا مانع تھا اب آپ کا مرید و معتقد ہو

گا۔ آپ اس کو خلافت سے سرفراز کیجئے۔ پس آپ دوبارہ پٹن آگئے۔ قاضی صاحب اور علماء آپ کے تصرفات اور کمالات دیکھ کر آپ کے معتقد ہوئے اور قاضی صاحب، حسن عقیدت سے مرید ہوئے اور آپ کی چند روز کی توجہ سے کامل ہوئے اور خرقہ حاصل کیا (تذکرہ اولیاء دکن جلد دوم صفحہ ۱۱۲۰) آپ کا وصال ۱۳ جمادی الاخر ۸۰۰ھ میں ہوا۔ قبر مبارک پیران پٹن (گجرات) میں ہے۔ تاریخ وفات لفظ ”معتوق فرد“ سے نکلتی ہے (تواریخ الاولیاء جلد دوم صفحہ ۳۸۹)

۲۶۱۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت مبارک پر زار زار روتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے اپنے بیٹے کو آپ کے سپرد کیا۔ آپ ہی اس کو پھر مجھ سے ملا دیں۔ ان بزرگ نے اس سے احوال دریافت کیا۔ کہنے لگا جب میں جدہ سے چلا تو میرا فرزند میرے ساتھ شغف پر سوار تھا۔ قضائے حاجت کے لئے نیچے اترا۔ بس اسی وقت سے غائب ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ دو سال بعد اسی شخص سے مصر میں میری ملاقات ہوئی۔ میں نے اس لڑکے کا حال دریافت کیا تو بتایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اس سے ملا دیا۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک قوم کے اونٹ چراتا تھا۔ اس قوم میں ایک بی بی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ حکم فرما رہے ہیں کہ فلاں مصری لڑکے کو اس کے گھر پہنچا دے۔ اس نے تلاش کر کے یہاں پہنچا دیا (حیتہ ذوی الاحلام)

شغف کا اس زمانے میں عرب میں عام رواج تھا۔ محل کی ایک قسم جسکی شاہانہ انداز میں آراستگی کی جاتی تھی۔ جھونپڑی نما ہوتی تھی جس کو لیٹنے بیٹھنے کے لئے اونٹ کی پیٹھ پر جما دیتے تھے۔

۲۶۲۔ حضرت شیخ احمد کھنؤ چند بزرگوں کے ہمراہ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ روضہ اطہر (حلیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) کی زیارت کر کے مسجد میں فروکش ہو گئے۔ آپ کے رفقاء کھانے کی تدبیر کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا ہم آج حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں۔ ساتھی کھانا تیار کر کے کھا کر سو گئے۔ آپ ذکر و

شغل میں مشغول رہے۔ آخری رات کو ایک شخص آیا اور ندا دی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان کون ہے؟ آپ خاموش رہے۔ شخص مذکور نے دوبارہ پکارا۔ آپ اٹھ کر دروازے پر پہنچے۔ شخص مذکور ایک طبق کھجوروں سے بھرا ہوا ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔ آپ نے اپنا دامن پھیلا دیا۔ اس نے وہ کھجوریں آپ کے دامن میں ڈال دیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس قدر شیریں اور لذیذ کھجوریں پہلے کبھی نہ کھائی تھیں (تذکرۃ اولیاء دکن جلد اول صفحہ ۱۱۳)

۲۶۳۔ حضرت شیخ احمد کھٹو سے نقل ہے کہ آپ مدینہ طیبہ سے رخصت کے وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ (حلی صاحبہا صلوة "وسلاما") پر حاضر ہوئے۔ وہاں کے خادم نے آپ کو ایک دستار طولا "دس ہاتھ برنگ سیاہ پیش کی۔ آپ نے خادم سے کہ میرے مرشد حضرت بابا اسحاق مغربی ہمیشہ سر پر کلاہ رکھتے تھے اور سر پر کبھی دستار نہیں باندھی۔ خادم نے کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہی بشارت دی ہے۔ پس آپ نے اس دستار کو آنکھوں پر رکھ کر سر پر باندھ لیا (تذکرۃ اولیاء دکن جلد اول صفحہ ۱۱۵) (تواریخ الاولیاء جلد دوم صفحہ ۳۸۰ تا ۳۸۱) (محبوب ذوالمنن جلد اول از مولوی ابو تراب محمد عبدالجبار خان۔ صدر مدرس عربی و فارسی مدرسہ اعزہ۔ حیدر آباد دکن صفحہ ۱۱۳)

حضرت شیخ احمد کھٹو کے بزرگ دہلی کے رہنے والے تھے۔ ۷۷۳ھ میں پیدا ہوئے بچپن دہلی میں گذرا۔ ۸۳۹ھ میں ۳۰ عمر ۱۳ سال سرکھج (مضافات احمد آباد) میں وصال پایا۔ گجرات (کاتھیواڑ۔ بھارت) کے بڑے مشائخ سے ہیں۔ بابا اسحاق مغربی ولی کامل کے پاس پرورش پائی اور خلافت حاصل کی۔ حضرت خضر کے اشارہ پر ۸۱۰ھ میں شہر احمد آباد کی بناء ڈالی۔ احمد آباد کی جامع مسجد کی بناء ۸۱۳ھ میں ڈالی الفاظ "خیر اور بخیر" کے اعداد (۸۱۰ - ۸۱۳) اس پر دلالت کرتے ہیں۔ ایک زمانہ میں علم و فضل کے لحاظ سے احمد آباد کو دہلی پر فضیلت حاصل تھی۔

شیخ ابی عمران اللواسطی کی خضر سے ملاقات ہوئی تھی۔ فرمایا میری اور حضرت الیاس کی رہائش سمندر کے جزیروں میں رہتی ہے۔ جب کسی ولی اللہ کی وفات ہوتی ہے تو ہم نماز جنازہ میں شرکت کرتے ہیں۔ جب حج کا زمانہ آتا ہے تو حج میں شرکت

کرتے ہیں اور ہم دونوں ایک دوسرے کے بال موٹتے ہیں۔ فرمایا نماز فجر مکہ مکرمہ میں ادا کر کے طلوع آفتاب تک حطیم میں رکن شامی کے قریب بیٹھتا ہوں۔ پھر سات بار طواف کر کے مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں۔ ظہر کی نماز مسجد نبویؐ میں۔ عصر بیت المقدس میں۔ مغرب کوہ طور پر اور عشاء کی نماز سد سکندری پر ادا کرتا ہوں۔ پھر صبح تک ان تمام مقامات کی حفاظت کرتا ہوں۔ تفسیر در مشور میں ہے کہ جب حضرت آدمؑ کو طوفان نوح کی خبر دی گئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جو شخص بعد طوفان کے مجھے دفن کرے اس کی عمر قیامت تک دراز ہو۔ حضرت خضرؑ نے طوفان نوح کے بعد دوبارہ آپ کو دفن کیا اور حضرت آدمؑ کی دعا کی برکت سے حضرت خضرؑ کی عمر قیامت تک بڑھا دی گئی۔

۲۶۳۔ رئیس العشاق حضرت مولانا عبدالرحمن جامیؒ کی روایت ہے کہ ایک بڑے عالم فرماتے ہیں کہ میں ایک دن ظہر اور عصر کے درمیان حرم شریف میں آیا۔ فقراء کے وجد و حال نے مجھے پکڑ رکھا تھا۔ مجھ سے نہ ہو سکا کہ ٹھہروں اور بیٹھوں۔ ایسی جگہ کی تلاش میں تھا کہ جہاں ایک گھڑی آرام پاؤں۔ حرم شریف میں ایک سرائے کے جماعت خانے میں آیا۔ اتفاقاً مجھے اونگھ آگئی۔ نیند اور بیداری کے درمیان کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا میدان ہے جس میں بہت سے لوگ ہیں اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک مجلد کتاب ہے۔ یہ سب ایک بزرگ کے سامنے کھڑے ہیں۔ میں نے ان بزرگ کی بابت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کھڑے ہوئے حضرات سب اصحاب مسلک ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنی اپنی کتابوں کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پڑھیں اور اپنے اپنے مسلک اور عقائد کی تصحیح کریں۔ اتنے میں ایک شخص آئے۔ لوگوں نے کہا حضرت امام شافعیؒ ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک کتاب ہے۔ حلقہ میں آئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ نے جواب دیا اور مرجبا فرمایا۔ حضرت امام شافعیؒ آگے ہو کر بیٹھ گئے اور وہ کتاب جو ان کے ہاتھ میں تھی اس میں سے اپنا مسلک اور اعتقاد پڑھا۔ اس کے بعد ایک اور شخص آئے۔ لوگوں نے کہا حضرت امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک کتاب ہے۔ وہ بھی

امام شافعیؒ کے پاس بیٹھ گئے اور اپنی کتاب میں سے اپنا مسلک اور اعتقاد پڑھا۔ اسی طرح تمام اصحاب مسلک آتے رہے۔ یہاں تک کہ تھوڑے ہی باقی رہ گئے۔ جو شخص اپنا مسلک و اعتقاد پیش کرتا اس کو ایک دوسرے کے پاس بٹھا دیتے۔ جب سب فارغ ہو گئے تو ایک شخص حضرات یسینینؒ پر تبرا کرنے والوں میں سے آیا۔ اس کے ہاتھ میں چند جزو بے جلد تھے جن میں اس کے عقائد باطلہ کا ذکر تھا۔ اس نے اس حلقہ میں آنے کا قصد کیا تا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھے کہ ایک شخص ان بزرگوں میں سے جو آپؐ کی خدمت میں حاضر تھے باہر نکلے اور اس کو جھڑک کر منع کیا اور وہ اجزاء اس کے ہاتھ سے گرا دیئے اور اس کو ذلیل کر کے نکال دیا۔ میں نے جب دیکھا کہ لوگ فارغ ہو چکے اور کوئی باقی نہیں رہا کہ پڑھے تو میں آگے بڑھا۔ میرے ہاتھ میں ایک مجلد کتاب تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کتاب میرا اعتقاد ہے اور اہل اسلام کے عقائد اس میں ہیں۔ اگر اجازت ہو تو پڑھوں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون سی کتاب ہے۔ میں نے عرض کیا یہ کتاب ”قواعد العقائد“ ہے جسے حضرت امام غزالیؒ نے تصنیف فرمایا ہے۔ آپؐ نے مجھے اس کے پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ میں بیٹھ گیا اور اس کو شروع سے پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچا جہاں امام غزالیؒ فرماتے ہیں ”واللہ تعالیٰ بعث النبی الامی القرشی محمداً صلی اللہ علیہ وسلم الی کالہ العرب والعجم والجن والانس“ (یعنی اور اللہ نے بھیجا نبی امی قریشی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق عرب و عجم اور جن و انسانوں کی طرف)۔ سو جب یہاں تک پہنچا تو میں نے دیکھا کہ خوشی اور تبسم کے آثار چہرہ مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوئے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ”این الغزالی“ (غزالی کہاں ہیں)۔ حضرت امام غزالیؒ وہیں کھڑے تھے۔ عرض کیا میں غزالی ہوں۔ جو حاضر ہوں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دینے کے بعد اپنا دست مبارک ان کو دیا۔ حضرت امام غزالیؒ نے آپؐ کے دست مبارک پر بوسہ دیا اور اپنا چہرہ اس پر ملا اور اس کے بعد بیٹھ گئے۔ حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی قرأت پر اس قدر اظہار مسرت نہ فرمایا جس قدر کہ میرے ”قواعد العقائد“ کے پڑھنے پر۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میری آنکھوں میں رونے کا اثر تھا بوجہ اس کرامت و حال کے جس کا میں نے مشاہدہ کیا تھا (نجات الانس از مولانا عبدالرحمن جامی صفحہ ۴۰۱ تا ۴۰۳) (خواب کی دنیا از عبدالمالک آروی صفحہ ۸۰ تا ۸۳)

۲۶۵- حضرت مخدوم شیخ سعد الدین فرید آبادی کو علوم شریعہ میں اس قدر تبحر حاصل تھا کہ ایک رات کسی عارف باللہ نے عالم معاملہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ شیخ سعد کو زمرہ علماء میں کیا مرتبہ حاصل ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا ”اجتہاد میں مرتبہ امام احمد بن حنبل کا ہے“۔ آپ حضرت شاہ مینا چشتی لکھنؤی کے مرید و خلیفہ تھے۔ مادرزاد ولی تھے۔ ۸۸۴ھ میں وصال فرمایا۔ مرقد مبارک خیرآباد (یوپی۔ بھارت) میں ہے۔ حضرت شاہ مینا چشتی نے ۸۷۰ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک لکھنؤ میں زیارت گاہ خلّاق ہے۔ (اردو ترجمہ فوائد سعیدیہ)

۲۶۶- حضرت شیخ عبدالوہاب خلیفہ حضرت شیخ علی متقی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ سے دریافت کیا ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) من الفضل الناس فی ہذا الزمان“ (اس زمانہ میں لوگوں میں سب سے افضل کون ہے)۔ آپ نے ارشاد فرمایا ”الفضل الناس میان غیاث ثم شیخک ثم محمد طاہر“ (سب سے افضل میان غیاث ہیں پھر تمہارے شیخ اور پھر محمد طاہر)۔ میان غیاث الدین گجرات کے مشہور شہر بھڑوچ میں رہتے تھے۔ اپنے وقت کے صلحاء اور مشاہیر اولیائے گجرات سے تھے۔ قوم بوہرہ میں سے تھے جن کے اسلاف ملا علی کے ہاتھ پر جن کی تربت کھنبات میں ہے اسلام لائے تھے۔ میان غیاث اللہ تعالیٰ کے ان خاص بندوں میں سے تھے جن کی شان میں ”خیر الناس من تنفع الناس“ (لوگوں میں بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے) کہا گیا ہے۔ آپ لوگوں کی ضرورت کی ہر چیز اور ہر جنس اپنے پاس محفوظ رکھتے اور خیرات میں دیتے تھے۔ سونا، کپڑا، کھانے کی چیزیں، ادویہ کتابیں اور جملہ قسم کا اسباب آپ

کے مکان میں موجود رہتا اور آپ کے اعمال میں یہ سب سے افضل عمل تھا۔ میاں محمد بن طاہر پٹن (گجرات) میں رہتے تھے۔ وہاں کی بوہرہ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ علم حدیث میں بہت سی کتابیں تالیف کیں۔ طلباء کے لئے سیاہی بنایا کرتے تھے اور درس کے دوران بھی اس میں مشغول رہتے تھے تاکہ ہاتھ بھی کام میں رہیں۔ آپ نے اس جگہ کی بدعتوں اور اہل بدع کے ازالہ میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ آخر اسی جماعت کے ہاتھوں ۹۸۰ھ ۱۵۷۸ء میں شہید ہوئے۔ (اخبار الاخیار از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا اردو ترجمہ صفحہ ۵۱۰)۔ صفحہ ۹۵ ”تذکرہ علامہ شیخ محمد بن طاہر محدث پٹنی“ ترجمہ رسالہ مناقب مؤلفہ شیخ عبدالوہاب قاضی القضاات متوفی ۱۰۸۶ھ از پروفیسر مولانا سید ابو ظفر ندوی احمد آباد پر یہ خواب یوں تحریر ہے۔ ”حافظ زین العابدین جو نظام الملک (دکن) کے استاد تھے خان دوراں کے ساتھ مالوہ آئے تو وہاں کے بزرگوں کے سامنے بیان فرمایا کہ میں نے اپنے استاد علی متقی سے سنا کہ ایک دن میں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے مستفید تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آج کل آپ کی سنت پر صحیح طور پر چلنے والا کون ہے۔ ارشاد فرمایا کہ شیخ علی متقی، پھر مولانا طاہر گجراتی (پٹنی) پھر عبدالوہاب (رحمہم اللہ)

خواب کے بارے میں شیخ علی متقی نے ایک خط مولانا طاہر کو لکھا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر رہا ہوں کہ لوگوں میں افضل کون ہے اس زمانہ میں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو ہے۔ عرض کیا اس کے بعد۔ فرمایا مولانا محمد طاہر پٹنی۔ خواب سے جیسے ہی بیدار ہوا تو عبدالوہاب آئے اور قبل اس کے کہ میں کچھ ان سے بیان کروں انہوں نے اس واقعہ کو مجھ سے بیان کیا پس ہم دونوں کے ایک ہی خواب دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے امید ہے کہ ہماری اور تمہاری عاقبت بخیر ہوگی (تذکرہ علامہ شیخ محمد بن طاہر محدث پٹنی صفحہ ۹۵ تا ۹۶)

احمد آباد کی تعمیر سے پہلے پٹن ایک پر رونق شہر اور گجرات (بھارت) کاٹھیاواڑ کے ہندو راجاؤں کا دارالسلطنت تھا۔ شیخ عبدالوہاب متقی پہلے بااثر ہندوستانی عالم ہیں جنہوں نے وحدت الوجود کی افراط و تفریط کے خلاف باقاعدہ آواز

اٹھائی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ محمد طاہر پٹنی جیسی ہستیوں پر اثر ڈالا۔ آپ اور آپ کے استاد شیخ علی متقی ہماری مذہبی تاریخ میں نہایت باعزت مقام کے مستحق ہیں۔ آپ کی ولادت مالوہ کے دارالحکومت مانڈو میں ہوئی جہاں آپ کے والد شیخ ولی اللہ امراء سلطنت سے تھے۔ صغیر ہی میں یتیم و یسر ہو گئے تھے۔ وطن چھوڑ کر سیاحت اختیار کی۔ سیر کرتے مکہ مکرمہ پہنچے جہاں شیخ علی متقی کی صحبت اختیار کی اور ۱۲ برس فیض حاصل کیا اور مرید ہوئے۔ شیخ علی متقی کا وطن جوہنور (یوپی۔ بھارت) تھا لیکن مانڈو میں پیدا ہوئے تھے۔ اعلیٰ خاندان سے تھے۔ عین عالم شباب میں ایک جذبہ کے تحت دنیاوی دلچسپیاں ترک کر دیں اور ملتان جا کر شیخ حسام الدین متقی کی خدمت میں رہ کر سلوک کی راہیں طے کیں اور پھر حجاز چلے گئے۔ ۱۵۶۷ء میں بمقام مدینہ منورہ ۹۰ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ سو سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ شیخ محمد طاہر پٹنی بھی آپ کے شاگرد تھے۔ جب غوث گوالیاری شطاری نے ایک رسالہ میں معراج کا دعویٰ کیا تو حضرت شیخ علی متقی نے اس پر اعتراض کیا اور غوث صاحب کی دوسری تصانیف کی بنا پر ان کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا۔ گجرات جو مہدویت کا مرکز بن گیا تھا آپ کی کوشش سے یہ وباء وہاں سے ختم ہوئی اور پھر وہاں کوئی مہدی پیدا نہ ہوا۔ غرض تقویٰ پرہیز گاری اور اتباع سنت پر پوری زندگی سختی سے کاربند رہے۔ ہندوستان کے طلباء کے لئے خصوصی طور پر آپ آیہ رحمت تھے۔

۲۶۷- حضرت سید شاہ حسینؒ ۱۰ ذیقعد ۱۱۸۰ھ کو بمقام اترچھتر ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید شاہ کریم تھا۔ آپ کی پیدائش سے ساڑھے تین سو سال قبل آپ کے مورث اعلیٰ حضرت شاہ دانیالؒ بحکم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب سے تشریف لائے اور اترچھتر آباد کیا۔ کہتے ہیں بوقت روانگی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ عنایت انگور کے دو دانے آپ کو عطا فرمائے تھے اور ارشاد فرمایا تھا کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ بیج پھلیں گے۔ چنانچہ حضرت سید شاہ حسینؒ وہ پہلے نونمال تھے جن کی بشارت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے مورث اعلیٰ کو دی تھی۔ (اولیائے نقشبندیہ مؤلفہ محمد امین شرپوری صفحہ ۱۳۹)

۲۶۸- شیخ محمد خیالیؒ حضرت شیخ حسن طاہرؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ بچپن سے ہی
 حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے عقیدت نہیں عشق تھا۔ شب بیدار، خلوت و دست
 اور رات پر فریفتہ تھے۔ دن بھر رات کے انتظار میں بے چین و بے قرار رہتے تھے۔
 جہاں شام ہوتی روزہ داروں کی طرح با وضو غروب آفتاب کے منتظر رہتے تھے۔ سلطان
 سکندر لودھی کا زمانہ تھا۔ آپ کو حرمین شریفین کی زیارت کا شوق ہوا۔ بارہ برس تک
 دارالنور مدینہ طیبہ میں محو جمال عقیدت و اخلاص نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) رہے
 اور کوئی آپ کے حال سے آگاہ نہ ہوا۔ بارہ برس بعد جب سید عبدالوہاب بخاری
 دہلوی دوبارہ حج کر کے مدینہ طیبہ پہنچے تو عالم مثال میں دربار رسالت ماب صلی اللہ
 علیہ وسلم سے فرمان ملا کہ ہمارا فلاں دیوانہ فلاں مقام پر پڑا ہے۔ اسے اپنے ہمراہ
 ہندوستان لے جاؤ کہ بہت سے بندگان الہی وہاں اس کے منتظر ہیں۔ جب حاجی
 عبدالوہابؒ نے بشارت کا ذکر کر کے بکمال لجاجت ہندوستان تشریف لے چلنے کو کہا تو
 حضرت شیخؒ نے فرمایا یہ سچ ہے لیکن جب تک خود مجھے اس کا حکم نہ ہو گا ہندوستان
 نہیں جا سکتا۔ چنانچہ آپ کو بھی یہی بشارت ہوئی تو حضرت شیخؒ کو حاجی عبدالوہابؒ
 اپنے ساتھ دہلی لے آئے جہاں ۲۷ رجب المرجب ۹۹۰ھ کو آپ بہشت بریں کو
 سدھار گئے۔ خوابگاہ و بے منزل دہلی میں والد بزرگوار جناب شیخ حسن طاہرؒ کے پہلو
 میں ہے۔ گو آپ کی شہرت زیادہ تر علوم سلوک میں ہے لیکن آپ فقہ و حدیث اور
 ادب و کلام میں بھی اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے (دوستان اخبار صفحہ ۱۵۵ تا ۱۵۶) (حیات
 ولی از مولانا حافظ محمد رحیم بخش دہلوی صفحہ ۱۳۴)

۲۶۹- حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہؒ کے جد امجد حضرت خواجہ
 شہاب الدینؒ قطب وقت تھے۔ آپ کو اس فرزند کے بارے میں بشارت نبوی (صلی
 اللہ علیہ وسلم) ہوئی تھی کہ پیر عالم ہو گا اور اس سے طریقت و شریعت کو رونق
 حاصل ہو گی۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام خواجہ محمود تھا۔ رمضان المبارک ۸۰۶ھ میں
 تاشقند کے ایک قریہ باغستان میں پیدا ہوئے اور بروز شنبہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ
 وصال فرمایا۔ مزار عالیہ سمرقند میں ہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامیؒ آپ کے

عقیدت کیش اور ارادت مند تھے جو اپنے مرشد حضرت خواجہ سعد الدین کا شغریٰ کے پہلو میں خیابان (ہرات) میں دفن ہیں۔

۲۷۰- سید غیاث الدین قادری قدس سرہ کے احمد آباد تشریف لانے کا سبب یہ ہوا کہ ایک روز آپ کو عالم رویاء میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی اور خلعت ولایت سے سرفرازی بخشی اور فرمایا کہ اے فرزند تو احمد آباد جا اور وہاں دین اسلام کو رونق بخش۔ جب آپ احمد آباد کے لئے روانہ ہوئے سلطان محمود بے گڑھ والی احمد آباد اور وہاں کے ایک ہزار علماء و فضلاء و سادات عظام کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب کے درمیان بشارت دی کہ میرا فرزند سید غیاث الدین تمہارے ملک کی نگہبانی کے لئے بھیجا جا رہا ہے۔ اس کی خاطر مدارات کرنا۔ فلاں تاریخ کو وہ احمد آباد پہنچے گا۔ اس کا شاندار استقبال کرنا۔ اس میں سعادت دارین تم کو حاصل ہوگی۔ جب سلطان خواب سے بیدار ہوا تمام علماء، فضلاء و امراء کو جمع کیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر فاتحہ دی اور سب کو لذیذ کھانے کھلائے اور خواب کا حال بیان کیا۔ اس خواب کے سننے کے بعد ان سب نے عرض کیا کہ ہمیں بھی گذشتہ شب اسی طرح بشارت ہوئی ہے۔ غرض ایک ہزار سادات عظام و علمائے کرام نے گواہی دی۔ تاریخ مقررہ پر آپ احمد آباد تشریف لائے۔ شہر میں دھوم مچ گئی اور آپ کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا۔ ایک اعلیٰ مکان آپ کو رہنے کے لئے دیا گیا۔ وہیں رہ کر آپ نے ۲۲ برس دین کی خدمت انجام دی اور ہزارہا انسان آپ کے فیض کی بدولت صاحب ولایت ہوئے۔ ۴۱ برس کی عمر میں آپ احمد آباد تشریف لائے تھے اور ۶۳ برس کی عمر میں ۲۲ صفر ۸۹۵ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کی تربیت موضع سریمنی متصل احمد آباد میں زیارت گاہ عالم ہے۔ (تواریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۴۹۳ تا ۴۹۴)

۲۷۱- مولانا حضرت ایٹاں شیخ یعقوب صرنی عامی گنائی فاروقی النسل تھے۔ اسم گرامی پہلے میر یعقوب تھا۔ بعد کو مولانا صرنی کے القاب و آداب سے مشہور ہوئے۔ ۹۲۸ھ میں کشمیر میں پیدا ہوئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مولانا صرنی کو ایک بڑے واقع میں "ایشان" کا لقب عنایت فرمایا تھا اور ان کے خلیفہ شاہ قاسم کو "حقانی" کا لقب دیا تھا (حیات صرنی) از مولوی محمد شاہ سعادت مفتی مورخ کشمیر صفحہ ۲ تا ۳)

۲۷۲- سید علاؤ الدین "عالی نسب" باکمال اور بابرکت درویش تھے۔ ہندوستانی فن موسیقی کے ماہر تھے اور اشعار بھی کہتے ہیں۔ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں "علی۔ دہلی میں اپنے دروازے پر ڈھول بجاتے ہو اور غلق خدا سے غافل اور بے پرواہ رہتے ہو۔ ان کے حال اور احوال سے بھی باخبر رہا کرو۔" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر ڈھول ہے تو آپ ہی کا ہے اور اگر دہلی میں قیام ہے تو وہ بھی آپ ہی کے حکم سے ہے۔ علی بیچارے کی کیا حقیقت ہے۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مخلوق کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو۔ تم مستجاب الدعوات ہو۔ ۹۰۵ھ میں رحلت فرمائی۔ مزار جوہنور کے نزدیک موضع سرائے میراں میں ہے جہاں آپ کی سکونت تھی (سینت الاولیاء از شہزادہ داراشکوہ کے صفحہ ۲۲۷ پر قریب قریب ایسے ہی خواب کے ہمراہ ان بزرگ کا نام "امیر سید علی قوام" تحریر ہے۔ ۹۰۵ھ میں رحلت فرمائی۔ قبر جوہنور میں ہے۔ آپ سید علی شیخ بہاؤ الدین جوہنوری کے مرید تھے۔ مجذوبانہ باتیں کرتے تھے۔ چالیس سال تک کسی خادم کو نہ حکم دیا نہ خدمت لی۔ (۳ اخبار الاخیار" اردو ترجمہ "انوار صوفیہ" از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۳۹)

۲۷۳- شاہ میراں جی شمس العشاق چشتی بارہ برس مدینہ منورہ میں رہے۔ رات دن عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ ہر سال حج کے موسم میں مکہ مکرمہ تشریف لاتے تھے۔ حج و زیارت سے فارغ ہو کر مدینہ شریف چلے جاتے تھے۔ اسی طرح بارہ حج کئے۔ مدینہ شریف میں ایک پہلو پر سوتے تھے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے عازم دکن ہوئے۔ علی عاقل شاہ کے ابتدائی دور میں بیجاپور پہنچے۔ آپ عارف کامل و ولی واصل تھے، چشتیہ طریقہ کے پیرو تھے۔ طباء و فخریاء کو

ہدایت و تلقین فرماتے تھے۔ ۲۵ شوال ۹۱۰ھ کو رحلت فرمائی۔ بیرون حصار بیجاپور۔ شاہ پور میں ٹیلہ پر مدفون ہیں۔ (محبوب التواریخ جلد سوئم مؤلفہ مولوی ابوتراب محمد عبدالجبار خاں صفحہ ۹۹۲) (تذکرۃ اولیاء دکن جلد دوم صفحہ ۸۳۶ اور ۹۹۲)

۲۷۴- ”تحفہ جلالی“ کے مؤلف نے لکھا ہے کہ شیخ بہاؤ الدین المعروف شاہ باجن چشتی برہانپوری ۷۹۰ھ میں پیدا ہوئے۔ مخدوم شیخ رحمت اللہ بن شیخ عزیز اللہ متوکل مانڈوی کے مرید و خلیفہ تھے۔ مخدوم نے آپ کو حرمین شریفین خشکی کے راستہ سے روانہ کیا۔ آپ حسب الحکم روانہ ہوئے۔ راستہ میں خراسان میں ایک رات آپ نے عالم رویاء میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ میرے پیر سے فرماتے ہیں کہ اپنے مرید سے کہئے کہ تیراجج اللہ کے نزدیک مقبول ہوا۔ چاہئے کہ یہاں سے مراجعت کرے اور برہان پور (خاندیش) میں سکونت اختیار کرے اور وہاں شرع محمدی (علی صاحبہا صلوة و سلاما) کا علم اور سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نشان قائم کرے۔ اس واقعہ کے بعد آپ خراسان سے ہندوستان برہانپور آئے اور جہاں صدہا آدمی آپ کی ذات سے درجہ ولایت کو پہنچے۔ ۳ ذیقعدہ ۹۱۲ھ ۰ عمر ۱۲۲ برس وصال فرمایا۔ قبر مبارک برہانپور میں ہے۔ شیخ علی متقی آپ کے مریدوں میں سے تھے (تواریخ الاولیاء جلد دوم صفحہ ۴۹۹)

۲۷۵- شیخ محمد شانلی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہمیشہ آیت الکرسی پڑھا کرتا تھا۔ میں نے خواب میں آپ سے دریافت فرمایا کہ افضل آیت قرآن کی کونسی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ”آیت الکرسی“ (طی الفرائخ الی المنازل البرانخ صفحہ ۲۴۳)

۲۷۶- قاضی شہاب الدین دولت آبادی مرید و خلیفہ مولانا محمد خواجگی اور شاگرد قاضی عبدالمقندر کے تھے۔ آپ کی تصانیف شرح کافیہ، کتاب الارشاد، بدیع البیان، تفسیر بحر موج، رسالہ تقسیم صنایع وغیرہ ہیں۔ آپ نے ایک رسالہ ”فضیلت علماء برساتات“ بھی لکھا تھا۔ اس تالیف پر کسی مجلس میں سید اجمل کے ساتھ آپ کا تنازع ہوا چند روز بعد خواب میں آپ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

زیارت ہوئی۔ آپ نے غصہ میں فرمایا کہ سید اجمل سے عذر خواہی کرو۔ علی الصبح بیدار ہوتے ہی سید اجمل کے پاس جا کر عذر خواہی کی اور اپنے کام سے تائب ہوئے۔ رسالہ ”فضیلت علماء برساتات“ کو دریا میں ڈال دیا اور اس کی جگہ رسالہ ”مناقب السادات“ تحریر کیا۔ آپ کی وفات ۸۳۸ھ میں ہوئی (تواریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۲۱۸)

۲۷۷- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامیؒ جب حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ گئے تو مدینہ منورہ جانے کا شوق پیدا ہوا مگر پھر سوچا کہ حج کے ضمن میں مدینہ منورہ جانا ٹھیک نہیں ہے۔ یہ تو وہ سرکار ہے کہ گھر سے صرف اسی کی زیارت کی نیت سے آنا چاہئے چنانچہ آپ مکہ معظمہ ہی سے واپس لوٹ گئے اور اگلے سال زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاکم مدینہ شریف کو ان کی صورت دکھا کر ارشاد فرمایا کہ یہ شخص مدینہ آنا چاہے تو اسے یہاں نہ آنے دینا۔ حاکم کے لئے حکم کی تعمیل کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ کہتے ہیں کہ آخر کار مولانا جامیؒ نے روضہ اطہر (علی صاحبہا صلوة و سلاما) پر حاضر ہو کر جب یہ نعت پڑھی ع۔ از وجودت شد مزین مسند پیغمبری۔ تو مسجد نبوی (علی صاحبہا صلوة و سلاما) میں زلزلے کی سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی (جہاد زندگی از عبدالحمید خاں صاحب صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۰ فیروز سنز۔ لاہور)

ایک روز سید غلام حیدر شاہ جلال پوریؒ نے فرمایا کہ جب حضرت مولانا عبدالرحمن جامیؒ روضہ رسول (علی صاحبہا صلوة و سلاما) پر بغرض سلام حاضر ہوتے تو جواب آپ کو با آواز بلند ملتا تھا جسے سب سنتے تھے۔ پھر جب رخصت کے وقت جاتے تو یہ بیت فرماتے۔

سیدی مرجعی و مولائی بسفر میروم چہ فرمائی

اس کا جواب آپ کو روضہ مبارک سے اس طرح ملا۔

بسفر رخت مبارکباد . سلامت روی و باز آئی

آخری بار رخصت کے وقت جواب نہ سنا گیا۔ آپ حج بیت اللہ کے طفیل میں

کبھی زیارت مدینہ منورہ نہ فرماتے تھے بلکہ حج کر کے گھر واپس آتے اور پھر مدینہ منورہ

کی زیارت کو جاتے۔ اس لئے کہ کسی ضرورت کے تحت زیارت محبوب کرنے سے عشق میں خلوص کا اظہار نہیں ہوتا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ کی شیفتگی ضرب المثل بن چکی ہے (ذکر حبیب یعنی حالات پیر سید غلام حیدر علی شاہ جلاپوری صفحہ ۳۴۰)

۲۷۸- مرشد کی تلاش میں گومتے پھرتے حضرت مولانا عبدالرحمن جامیؒ حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ کی خدمت میں پہنچے مگر آپ کے شاہانہ ٹھاٹھ باٹ دیکھ کر دور ہی سے واپس ہو گئے اور ایک مسجد میں نماز ظہر کی خاطر ٹھہر گئے۔ آنکھ لگ گئی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ مصافحہ کے لئے حضرت جامیؒ نے ہاتھ بڑھایا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے ایک ولی اللہ سے تم نے بدگمانی کی ہے پہلے جا کر ان کو راضی کرو۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ نماز ظہر کا وقت ہو چکا تھا۔ حضرت خواجہ احرارؒ بھی اسی مسجد میں نماز ادا کرتے تھے۔ نماز ظہر کی جماعت میں شرکت کے واسطے تشریف لائے۔ حضرت جامیؒ ان کے قدموں پر گر گئے اور بے حد عقیدت و ارادت کا اظہار فرمایا۔ اپنی بعض تصانیف بھی حضرت خواجہ احرارؒ کے نام معنون فرمائیں۔ حضرت خواجہؒ کو بھی آپ سے بہت محبت تھی۔ حضرت جامیؒ کی تصانیف کی تعداد ۴۴ ہے یعنی لفظ ”جام“ کے اعداد کے برابر۔ مادراء النہر اور خراسان میں آپ کو پیشوا اور امام تسلیم کیا جاتا ہے۔ ابتدائے حال سے آخر عمر تک آپ پر عشق و محبت کا غلبہ رہا۔ آخر عمر میں طلب الہی کے علاوہ اور کوئی طلب نہ تھی۔ ولادت ۲۶ شعبان ۸۱۷ھ کو حریر و جام میں ہوئی۔ ۸۱ برس کی عمر پائی اور حضرت خواجہ احرارؒ کے وصال سے تین سال بعد ۸۹۸ھ ۱۳۹۲ء ۱۸ محرم الحرام بروز جمعہ وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک خیابان (ہرات) میں آپ کے پیر و مرشد کے پہلو میں واقع ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنے ”مواعظ حسنہ“ میں اس واقعہ کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے: حضرت جامیؒ چونکہ طالب تھے اور طالب بیباک ہوتا ہے جب آپ نے حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ کی ثروت کا عالم دیکھا تو یہ مصرع پڑھ کر چلے گئے۔

ع نہ مردست آنکہ دنیا دوست دارد

اور مسجد میں جا کر سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ میدان حشر بپا ہے۔ کسی صاحب معاملہ نے آپ کو پکڑ لیا اور کہا دو پیسے لاؤ۔ فلاں معاملہ میں تمہارے ذمہ ہیں۔ بہت پیچھا چھڑایا مگر اس نے نہ چھوڑا۔ اتنے میں حضرت خواجہ احرار کی سواری آگئی۔ آپ نے فرمایا۔ فقیر کو کیوں تنگ کرتا ہے۔ ہم نے یہاں جو خزانہ جمع کیا ہے وہ کس واسطے ہے۔ اس سے لے لے۔ یوں حضرت جامی کو نجات ملی۔ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ حضرت خواجہ احرار کی سواری آ رہی ہے۔ حضرت جامی اب محبوب ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا وہ مصرع تو پڑھو جو تم نے چلتے وقت پڑھا تھا۔ شرما کر پڑھا تو حضرت خواجہ نے فرمایا ابھی ناتمام ہے۔ اس کے ساتھ یہ اور ہونا چاہئے

ع اگر دارد برائے دوست دارد

۲۷۹- علامہ احمد بن قسطلانی فرماتے ہیں کہ ۸۸۵ھ میں جب میں مدینہ شریف کی زیارت سے واپس ہو رہا تھا تو راستہ میں ایک ہرن نے میری خادمہ کے ٹکر ماری جس سے وہ گر گئی اور کئی دن سخت تکلیف میں مبتلا رہی۔ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اس کے لئے صحت کی دعا کی تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کے ساتھ ایک جن ہے جس نے ہرن کی صورت میں ٹکر ماری تھی۔ وہ شخص مجھ سے کہنے لگا کہ اس کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے پاس بھیجا ہے۔ میں نے اس جن کو سرزنش کی اور قسم دی کہ آئندہ پھر ایسی حرکت نہیں کرے گا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھلی تو اس خادمہ پر تکلیف کا کوئی اثر نہ تھا اور وہ بالکل سدرست ہو چکی تھی (فضائل حج صفحہ ۲۷۸) (مواہب لدنیہ)

۲۸۰- علامہ احمد بن قسطلانی جو مشہور محدث ہیں ”مواہب لدنیہ“ میں لکھتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اس قدر سخت بیمار ہوا کہ طبیب علاج سے عاجز آ گئے اور میں کئی سال تک مسلسل بیمار رہا۔ ایک مرتبہ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۸۹۳ھ کو جبکہ میں مکہ مکرمہ میں تھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگی۔ اس کے بعد سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی کے ہاتھ میں ایک کانڈ ہے جس

میں یہ تحریر ہے کہ یہ دوا احمد بن القسطلانی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے آپ کے ارشاد کے مطابق عطا ہوئی ہے۔ میں خواب سے جاگا تو مرض کا ذرا بھی اثر باقی نہ تھا (فضائل حج صفحہ ۲۱۸)

۲۸۱- سلطان قطب الدین لنگاہی کو خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ تو اپنی لڑکی کا نکاح میرے لڑکے سید محمد کے ساتھ کر دے۔ تیری سعادت اسی میں ہے۔ پس حسب الحکم سلطان نے اپنی لڑکی بی بی دیس کسائیں کو سید محمد کے نکاح میں دے دیا لیکن ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ آپ کا پورا نام سید محمد غوث گیلانی الحسنی اللاحی ہے۔ حلب میں ولادت ہوئی تھی۔ وفات ۹۲۲ھ میں ہوئی۔ مزار اوج شریف میں ہے (تاریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۱۲۳)

۲۸۲- شیخ عبدالحلیم بن مصلح المنزلاوی "اخلاق پیغمبری (علی صاحبہا صلوة)" و "سلاما" سے آراستہ اور علوم معرفت سے پیراستہ تھے۔ کسی کا ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک تاجر ایک جبہ عمدہ صوف کا آپ کے واسطے لایا اور کہا یہ جبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا تھا۔ ایسا میں نے خواب میں دیکھا اور بعدہ مجھ کو عنایت فرمایا۔ پس آپ کے واسطے بطور نذر لایا ہوں اسے قبول فرمائیں۔ آپ نے اس کو تیر کا "آنکھوں سے لگایا اور فرمایا میں نہیں پہنوں گا۔ مبادا بے ادبی ہو اس لئے آپ لے جائیں۔ ہرگز قبول نہ کیا۔ ۹۳۲ھ میں وصال فرمایا (تاریخ الاولیاء جلد دوم صفحہ ۶۷۰)

۲۸۳- سید عبدالوہاب قادری المعروف سلطان شاہ جیو آپ سید غیاث الدین قادری کے صاحبزادے تھے۔ ولادت موضع سریمینی ضلع احمد آباد میں ہوئی۔ آپ کی ولادت سے پہلے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی والدہ راجی فیروز بانو بنت سید علم الدین چشتی کو خواب میں بشارت دی کہ تیرا فرزند ولی ہو گا۔ مادر زاد ولی تھے۔ آپ کو علم لدنی حاصل تھا۔ چہرے پر ہر وقت چادر رکھتے تھے کیونکہ حسن صورت و سیرت میں یوسف ثانی تھے۔ شبابت حضرت امام حسینؑ سے بہت ملتی تھی۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ آج تک انوار ولایت آپ کے مزار پر انوار سے ظاہر

ہیں۔ فجر کی نماز بیت المقدس، ظہر کعبہ شریف، عصر مدینہ منورہ، مغرب مشہد مقدس اور عشاء بغداد شریف میں حضرت پیران پیر کی مسجد میں ادا فرماتے تھے۔ والد محترم کے وصال کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کے حکم سے آپ موضع سریمینی سے ۲۵ سال کی عمر میں احمد آباد تشریف لائے اور سید یعقوب حسنی چشتی سے بھی فیض باطنی حاصل کیا اور آپ کی صاحبزادی سے شادی کی۔ پورا گجرات (بھارت) آپ کے فیض ظاہری و باطنی سے مملو ہے۔ وصال ۹۳۵ھ میں ۱۱ ربیع الاخر کو ہوا۔ احمد آباد کے محلہ خانپور میں آپ کا عالیشان روضہ ہے (تاریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۵۵۹) (محبوب ذی المنن جلد اول یعنی تذکرہ اولیاء دکن جلد اول صفحہ ۵۶۱ تا ۵۱۷)

۲۸۴- شیخ حسن بودلہ دہلوی شہر کے ایک رئیس کے فرزند اور پیدائشی مجذوب تھے۔ علماء وقت میں سے بعض نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہیں اور آپ کو وضو کرا رہے ہیں۔ بعض حاجی مکہ مکرمہ سے آئے اور انہوں نے کہا ہم نے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا۔ ہر وقت برہنہ رہتے تھے۔ جو کچھ پاتے قوالوں اور حاضرین کو دے دیتے تھے۔ آپ کی اولاد میں بعض اکابرین دہلی ہیں۔ وفات ۹۶۳ھ میں ہوئی۔ مزار دہلی میں خواص خاں کے روضہ کے پاس ہے (اخبار الاخیار کا اردو ترجمہ صفحہ ۵۳۶) (تاریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۷۷۰)

۲۸۵- حضرت میاں سید علی ثانی شیرازی آپ سید جلال بخاری کے صاحبزادے اور حضرت میاں سید علی کلاں کے پوتے تھے۔ جب آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو ساکنان حرم نے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا میں سید ہوں۔ لوگوں نے کہا ہمیں آپ کے سید ہونے سے انکار ہے کیونکہ سید سرخ سفید ہوتا ہے۔ اس قدر سیاہ فام نہیں ہوتا۔ بعد تکرار آپ نے فرمایا مجھے کچھ خبر نہیں مگر لوگ مجھے سید کہتے ہیں۔ خادمان روضہ شریف نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ جب تک آپ کے سید ہونے کی

گواہی روضہء مبارک (علیٰ صاحبہا صلواتہا و سلاما) سے نہ سن لیں گے چھوڑیں گے نہیں۔ پس آپ روضہء اقدس پر پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں سچا ہوں تو مجھے ان لوگوں کے ہاتھ سے رہائی دلا دیئے اور اگر جھوٹا ہوں تو تنبیہ کیجئے کہ آئندہ پھر کبھی میں سید ہونے کا دعویٰ نہ کروں۔ روضہء انور سے ندا آئی کہ یہ میری اولاد ہے اور سید ہے۔ جس کسی کے کان میں یہ آواز پہنچی ذوق و شوق سے مدہوش ہو گیا اور جن لوگوں نے اعتراض کیا تھا انہوں نے قدموں پر گر کر معافی چاہی اور آپ کے مطیع ہو گئے (تذکرہ صوفیائے سندھ از اعجاز الحق قدوسی صفحہ ۱۰۵)۔ ایک مدت بعد آپ پھر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو خادمان حرم حسب سابق آپ کے پیچھے پڑ گئے کہ وہ ندا پھر سنوا دیجئے۔ آپ نے عذر کیا کہ شاید مجھ سے کوئی گناہ ہو گیا ہو اور پھر اس خطاب سے مشرف نہ ہوں اور اس طرح عظمت سابقہ بھی ہاتھ سے چلی جائے۔ مگر لوگ نہ مانے۔ آخر کار آپ نے التجا کی اور بدستور سابق پھر اسی خطاب سے مشرف ہوئے۔ ۹۷۱ھ میں وفات پائی۔ مزار قبرستان مکی ٹھٹھ (سندھ) میں ہے۔ ہمایوں جب عمر کوٹ پہنچا تو ٹھٹھ کے لوگوں کی طرف سے آپ جو اس وقت شیخ الاسلام تھے ہمایوں کے پاس آئے اور عطر و پھل اس کو تحفتاً پیش کئے۔ رجب یک شنبہ ۹۳۹ھ کو اکبر اعظم کی ولادت ہوئی۔ ہمایوں نے تمبر کا "آپ کے پیراہن سے کپڑا لے کر اکبر کا پہلا لباس تیار کرایا۔

مکی قبرستان (ٹھٹھ) کے لئے مشہور مورخ میر علی شیر قانع ٹھٹھوی نے اپنی کتاب "تحفتہ الکرام" میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ حج کو روانہ ہوئے۔ جب اس قبرستان سے گذرے تو انوار و برکات دیکھ کر ان پر وجد طاری ہو گیا اور عالم جذب میں پکار اٹھے "ہذہ مکتہ لی" (یہ میرے لئے مکہ ہے)۔ کہتے ہیں اسی وقت سے اس قبرستان کا نام تحفیف کے ساتھ "مکی" ہو گیا۔ ٹھٹھ کی بنیاد عید کے دن پڑی تھی "ذخیرہ الخوانین" کے مصنف شیخ فرید بکھری نے لکھا ہے کہ اس شہر کی رونق و خوبصورتی دیکھ کر اسے عراق ثانی کہا جا سکتا ہے۔ اس کی بنیاد آٹھویں صدی ہجری کے اواخر میں پڑی۔ یہ بارہ میل میں پھیلا ہوا ہے اور اس میں قریب سو لاکھ اولیاء اللہ مدفون ہیں۔

۲۸۶- سید احمد شطاریؒ بڑے بزرگ اور اولیائے کاملین دکن سے تھے۔
 مشرب شطاریہ تھا۔ مرشد آپ کے حاجی حمید ظہور شطاریؒ تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سید احمد شطاریؒ ملیریؒ اور سید محمد غوث گوالیاریؒ
 کے ہاتھ پکڑ کر عالم رویاء میں حضرت حاجی حمید ظہور شطاریؒ کے حوالہ کیا اور ارشاد
 فرمایا کہ ان دونوں کی تربیت کر کہ ان سے تیرا سلسلہ روشن ہو گا۔ حاجی صاحبؒ نے
 کمال شفقت سے دونوں لڑکوں کی تربیت کی اور مدارج اعلیٰ پر پہنچا دیا۔ چنانچہ ان
 دونوں بزرگوں سے سلسلہ شطاریہ دکن اور گجرات میں خوب پھیلا اور ان میں صاحب
 کمال بزرگ بہت پیدا ہوئے۔ آپ کی تربیت مبارک قصبہ ملیر ضلع خاندیش میں
 زیارت گاہ عالم ہے جبکہ سید محمد غوث گوالیاریؒ کا وصال ۸۰ عمر ۸۰ سال آگرہ میں
 ۹۷۰ھ ۱۵۶۳ء میں ہوا مگر گوالیار میں دفن کئے گئے جہاں آپ کا روضہء مرجع خلائق
 ہے۔ (تاریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۷۳) (تحفۃ الابرار صفحہ ۶۳)

سید محمد غوث گوالیاریؒ کو موسیقی سے بھی دلچسپی تھی۔ تان سین آپ ہی کے
 روضہ کے احاطہ میں دفن ہے۔ آپ نے ۳۳ سال جنگوں میں سخت مجاہدے کئے اور
 آپ کی وجہ سے شطاری سلسلہ کو بڑی وسعت حاصل ہوئی۔ اس سلسلہ کے اطوار و
 اشغال کچھ ہندو جوگیوں اور سنیا سیوں جیسے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور آپ کے
 محبوب استاد حضرت ابو طاہر مدنیؒ نے بھی اس سلسلہ کے اعمال و اشغال سیکھے تھے۔
 عمد و سطنی میں اس طریق تصوف نے فروغ پایا۔ اصل میں اسے حضرت شیخ بایزید
 سطائیؒ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو شطاری اس لئے کہتے ہیں کہ
 سلوک و طریقت میں دوسرے سلسلوں کے بزرگوں سے زیادہ تیز اور سرگرم (شطار)
 ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے شمالی ہند میں شیخ عبداللہ شطاریؒ نے یہ سلسلہ جاری کیا۔
 آپ کا وصال ۱۵۷۲ء میں ہوا۔ مانڈو میں قلعہ کے اندر آپ کا مزار ہے۔

۲۸۷- شاہ پیر جو شطاریؒ جب مدینہ طیبہ پہنچے تو ایک شب مراقبہ کر کے
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معرفت الہی کی درخواست کی۔ آپ کی
 طرف سے اشارہ ہوا کہ سید محمد غوث گوالیاریؒ کے پاس جائیے۔ آپ کا حصہ ان کے

پاس ہے۔ آپ مدینہ طیبہ سے رخصت ہو کر احمد آباد (گجرات) آئے۔ اس وقت سید غوث گوالیاری قلعہ جانپانیر میں تھے۔ آپ سید غوث کی خدمت میں پہنچے۔ بیعت خلافت سے مشرف اور فیضیاب ہو کر عارف کامل ہوئے۔ قبر حضرت شطاری کی قلعہ جانپانیر میں ہے۔ بقول صاحب سیر الاولیاء آپ کی وفات ۹۶۹ھ میں ہوئی (تذکرہ اولیا دکن حصہ اول صفحہ ۴۳۳) (تاریخ الاولیاء جلد دوم صفحہ ۵۲۳)

۲۸۸- میاں بڑھن جوٹن (ضلع احمد آباد) کے مشہور لوگوں میں سے تھے شیخ نعمانی کے ہمراہ شیخ شرف الدین کے مرض الموت میں ان کی عیادت کو گئے۔ شیخ نے کہا ایک عجیب واقعہ ہے جو آج تک کسی سے نہ کہا۔ اب جب میں اس دنیا سے جا رہا ہوں تم کو بتاتا ہوں۔ ایک سنگین گنبد تھا جس کو میں نے خرید کر ارادہ کیا کہ حاجی نوحات کے مقبرہ پر لگاؤں یہ میرے بزرگوں میں سے ہیں۔ خیال تھا کہ دوسرے دن اس خریدے ہوئے گنبد کو نیچے اتراؤں کہ رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ گنبد دوسرے کے لئے بنا ہے اس لئے تم اس گنبد سے دست بردار ہو جاؤ۔ چنانچہ میں نے اس کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد مولانا محمد طاہر گجراتی کا تابوت پہنچا۔ ان کی اولاد نے اس گنبد کو خرید کر نیچے اتارنے کا ارادہ کیا۔ میں نے چاہا کہ خواب بتا کر اس کام سے انہیں منع کروں مگر پھر سوچا کہ اگر واقعی کسی دوسرے کے لئے تیار ہوا ہے تو خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس کی بھی ممانعت ہو جائے گی۔ اس کے بعد آپ کے فرزندوں نے اس گنبد کو نیچے اترا کر حضرت طاہر کے مقبرہ پر چڑھایا جو نہایت خوبصورتی کے ساتھ وہاں نصب ہو گیا۔ اس کا ایک پتھر بھی نہ ٹوٹا اور آج تک اسی طرح صحیح سالم اور مضبوط ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس گنبد کی بابت جو ارشاد ہوا تھا وہ اسی ذات قدسی صفات کے لئے تھا (تذکرہ علامہ شیخ محمد طاہر محدث پٹنی صفحہ ۱۱۳)

۲۸۹- علامہ شیخ محمد بن طاہر محدث پٹنی کو ۶ شوال ۹۸۶ھ کو شہید کیا گیا جبکہ آپ نماز تہجد ادا کر رہے تھے۔ کہتے ہیں شیخ طاؤس جو بڑے فاضل اور مفسر تھے انہوں

نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ مخدوم خواجہ یحییٰ جو سارنگ پور کے اولیاء میں سے تھے اور اسی شہر میں مدفون ہیں۔ یہ حضرت شیخ طاہرؒ کی قبر پر فاتحہ کے لئے آئے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے سنا ہے کہ جو مسلمان حضرت شیخ طاہرؒ کے جنازہ کے ساتھ چلے گا وہ بھی بخش دیا جائے گا۔ اس لئے دستور ہو گیا ہے کہ حضرت شیخ طاہرؒ کے مریدوں یا شاگردوں کی اولاد میں سے جو کوئی وفات پاتا ہے تو اس کے جنازہ کے پیچھے چالیس قدم اپنی مغفرت کے خیال سے ضرور چلتا ہے اور دور و نزدیک کے لوگ بڑی رغبت سے جنازے کی مشایعت کے لئے دوڑتے ہیں (تذکرہ علامہ شیخ محمد طاہر محدث ہنئی صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۰)

۲۹۰۔ حضرت سید شاہ جمال بغدادی ورننگی بغداد سے حرمین شریف کو روانہ ہوئے۔ حج زیارت کے بعد مع چند خدام مدینہ منورہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے اور ”معشوق ربانی“ خطاب پایا اور پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ورننگل (دکن۔ بھارت) آئے۔ ۲۲ رجب المرجب ۹۹۹ھ کو وہیں وصال فرمایا۔ قبر مبارک ورننگل میں زیارت گاہ عالم ہے (تاریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۵۲۸) (مشکات النبوت) (محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن صفحہ ۲۳۸)

۲۹۱۔ مخدوم نوح ہالہ کنڈی نے ۳ برس کی عمر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روح پر فتوح سے تلقین پائی اور حضرت صدیق اکبرؓ کے وسیلہ سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور مرید ہوئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سات سنی علم لدنی کے سکھائے اور ایک روایت کے مطابق آپ نے سات سطور ایک تختی پر لکھ کر حضرت مخدوم کو عنایت فرمائیں۔ پہلی سطر آپ نے خود سکھائی اور باقی چھ سطور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے لیکھیں۔ وفات ۲۷ ذی قعدہ بروز پنجشنبہ ۹۹۸ھ کو ہوئی۔ قبر ہالہ کنڈی میں مرجع خلائق ہے (تاریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۵۵۱)

۲۹۲- سید شاہ نور حضوریؒ آپ فرزند سید شاہ محمود حضوری غوریؒ کے ہیں۔ خرقہ خلافت و ارادت والد ماجد سے حاصل کیا اور والد کے وصال کے بعد لاہور میں مسند ارشاد و ہدایت پر جلوس فرما ہوئے اور کرامت رسول نمائی (صلی اللہ علیہ وسلم) مانند پدر بزرگوار کے ایسی جاری رہی کہ جو آپ کا مرید ہوتا اسی شب اس کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت با برکت کی دولت نصیب ہو جاتی تھی۔ وصال لاہور میں ۹۹۷ھ میں ہوا (تاریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۱۳۱)

۲۹۳- قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے پانچ سو خلفاء میں سے ایک کا نام شیخ عبدالغفور اعظم پوری تھا۔ آپ کو خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درود شریف تعلیم فرمائی تھی ”اللہم صلی علی محمد والہ بعدد اسمائک الحسنی“ (انوار اصفیاء مرتبہ ادارہ تصنیف و تالیف شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور صفحہ ۴۷۷)

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ صابری بزرگ تھے۔ حضرت امام اعظمؒ کی نسل سے تھے۔ ۸۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی ولی تھے۔ بچپن سے عشق الہی غالب تھا۔ سب سے پہلے مسجد میں جا کر صف اول بیٹھ جاتے تھے اور ہٹے ہٹے پیچھے آجاتے اور نماز کے بعد نمازیوں کی جوتیاں سیدھی کر کے رکھتے تھے۔ شیخ محمد ردولویؒ کے معزز ترین خلیفہ تھے۔ گنگوہ (ضلع سہارنپور۔ یوپی۔ بھارت) میں مزار مبارک ہے۔ ۲۳ جمادی الاخر بروز سہ شنبہ بوقت چاشت ۹۳۵ھ ۱۵۳۷ء کو وصال فرمایا۔ جب کفن پہنا چکے سینہ پر ہاتھ رکھا تو قلب میں حرکت تھی اور ذکر جاری تھا۔ آپ کے سات عالم و عارف بیٹے تھے مگر حب جاہ و زر نے ان کو شاہان مغلیہ کے آستانوں پر جھکا دیا تھا۔ اکبر اعظم کے صدر الصدور شیخ عبدالنبیؒ آپ کے پوتے تھے (لطائف قدسی)

۲۹۴- علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں کہ رشید عطار نے بیان کیا کہ ہمارے یہاں مصر میں ایک بزرگ تھے جن کا نام ابوسعید خیاطؒ تھا۔ بہت یکسو رہتے تھے۔ لوگوں سے میل جول بالکل نہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے ابن رشیقؒ کی مجلس میں بکثرت جانا شروع کر دیا اور نہایت اہتمام سے جایا کرتے تھے۔ لوگوں کو بہت تعجب ہوا۔ ان

کے دریافت کرنے پر بتایا کہ انہوں نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ابن رشیق کی مجلس میں جایا کر اس لئے کہ یہ اپنی مجلس میں مجھ پر بکثرت درود پڑھتا ہے۔ (فضائل درود شریف مولفہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی قدس سرہ، صفحہ ۱۵۷) (قول بدیع از علامہ سخاوی)

۲۹۵- شیخ ابراہیم بن حسین بن احمد بن محمد بن احمد بن بیری مفتی مکہ مکرمہ اشیرہ بیری زادہ۔ مدینہ منورہ میں ۱۰۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور مکہ مکرمہ میں ۱۰۹۹ھ میں وصال فرمایا اور ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے روضہ مبارکہ کے پاس دفن ہوئے۔ آپ کو موت سے بڑا ڈر لگتا تھا۔ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں ”ما ابراہیم مت فان لک ہی اسوۃ حسنہ“ (اے ابراہیم تو مرے گا کہ یہی تیرے لئے میری جیسی تمثیل ہے)۔ آپ نے فرمایا کہ اس شرط پہ مروں گا کہ ہر سال میرے لئے حج کا ثواب لکھا جائے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا ایسا ہی ہو گا (حدائق الخنیفہ از مولوی فقیر محمد جہلمی ثم لاہوری صفحہ ۴۲۵) میرے عزیز دوست احسان دانش مرحوم نے کیا خوب شعر کہا ہے۔
فرماتے ہیں ۔

دانش میں خوف مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز
میں جانتا ہوں موت ہے سنت رسول کی

۲۹۶- شیخ ابو نصر بن عبدالواحد بن عبدالملک بن محمد بن ابی سعد الصوفی الکرنخی فرماتے ہیں کہ حج سے فراغت کے بعد مدینہ شریف حاضر ہوا۔ حجرہ شریف کے پاس بیٹھا تھا کہ شیخ ابوبکر دیار بکر تشریف لائے اور مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا ”السلام علیک یا رسول اللہ“ تو اسی وقت حجرہ شریفہ کے اندر سے یہ آواز آئی ”وعلیک السلام یا ابابکر“ اور اس کو ان تمام لوگوں نے سنا جو حاضر تھے (الحاوی) (فضائل حج صفحہ ۲۲۳)

۲۹۷- علامہ سخاوی نے فرمایا کہ ہم کو حکایت پہنچی ہے کہ سید نور الدین

ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ ایچی شریف عقیف الدین کے والد ماجد نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد بعض اوقات قبر شریف (علیٰ صاحبہا صلواتہ) سے خود اپنے سلام کا جواب سنا ہے اور تمام مجمع نے جو حاضر تھا سنا۔ ”علیک السلام یا ولدی“ (سعادة الدارين) (الحاوی) (فضائل حج صفحہ ۲۳۳)

۲۹۸- شیخ ابراہیم بن شیبان فرماتے ہیں کہ میں حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوا اور میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا تو حجرہ شریف کے اندر سے فوراً ”وعلیکم السلام“ کی آواز سنی (قول بدیع) (فضائل حج صفحہ ۲۱۸) (فضائل درود شریف صفحہ ۳۲)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے پاس کھڑے ہو کر سلام پڑھنا درود پڑھنے سے زیادہ افضل ہے (یعنی السلام علیک یا رسول اللہ افضل ہے۔ الصلوٰۃ علیک یا رسول اللہ سے) (فضائل درود شریف صفحہ ۳۸)

مستحب یہ ہے کہ جب مدینہ منورہ کے مکانات اور درختوں وغیرہ پر نظر پڑے تو درود شریف کثرت سے پڑھے اور جتنا قریب ہوتا جائے اتنا ہی درود شریف میں اضافہ کرتا جائے اس لئے کہ یہ مواقع وحی اور قرآن مجید کے نزول سے معمور ہیں۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کو ان کے شیخ نے مدینہ طیبہ کے سفر میں یہ وصیت فرمائی تھی کہ تمام اوقات درود شریف کے پڑھنے میں خرچ کریں۔ اکابرین کا بھی یہی معمول رہا ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے سفر میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی خاص طور پر تاکید فرماتے ہیں۔

۲۹۹- حضرت اسحاق بن سنان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کی ۱۷ مرتبہ زیارت کی۔ ہر زیارت کے موقع پر روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا ”السلام علیک یا رسول اللہ“ اسی وقت قبر مبارک سے جواب ملا ”وعلیک السلام یا بن سنان“ (خیر الموائس جلد اول صفحہ ۳۲۹)

۳۰۰- حمزہ بن محمد نے فرمایا کہ میں حدیث شریف لکھتا تھا اور حضرت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک پر صرف ”وصلعم“ لکھتا تھا۔ ایک روز خواب میں دولت دیدار سے مشرف ہوا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے حمزہ کتابت اپنی ضائع کرتا ہے۔ حمزہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اسم مبارک کے ہمراہ درود و سلام پورا لکھنا شروع کر دیا (صلوات ناصری از مولانا ناصر علی صفحہ ۶۰)

”احیاء و العلوم“ میں حضرت امام غزالیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی درود شریف لکھے میرے واسطے کسی کتاب میں تو ہمیشہ فرشتے اس کے واسطے استغفار کرتے ہیں جب تک میرا نام اس کتاب میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص میرے نام کے ساتھ کتاب میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھتا ہے جب تک میرا نام کتاب میں رہے گا فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔

۳۰۱۔ ضلع پجھری لاہور بند ہو چکی تھی اور حسب معمول میں گھر واپس جا رہا تھا۔ راستہ میں اچانک ایک لڑکا دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور اشارہ کیا کہ فلاں صاحب آپ کو یاد کر رہے ہیں۔ میں ان کے پاس گیا۔ سلام علیک کے بعد فرمانے لگے آپ نے اپنی کتاب ”سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ“ میں میرے خواب کو بھی شامل کر دیا ہے۔ میں نے کہا زندگی میں آج پہلی مرتبہ میری آپ سے ملاقات ہو رہی ہے۔ یہ فرمائیے کیا میں نے غلط بیانی کی ہے یا حوالہ غلط دیا ہے۔ بولے نہ آپ نے غلط بیانی کی ہے نہ حوالہ غلط دیا ہے۔ اس پر میں نے کہا دل میں تو آپ کے لٹو پھوٹ رہے ہیں اور مجھ سے بے محل اظہار ناراضگی کی کوشش ہے۔ یہ سن کر مسکرا دیئے اور کہا آپ ”مانڈ ریڈر“ اور نہایت ذہین انسان ہیں۔ چائے آگئی جسے ہم دونوں نے مل کر پیا۔ میں فطرتاً ”خلوت پسند اور اپنے کام سے کام رکھنے والا انسان ہوں۔ جوانی میں نہایت جوشیلا اور انقلابی قسم کا انسان تھا۔ اب تو خود میری زندگی میں انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ صحیح معنوں میں گوشہ نشین انسان ہوں۔ شانزدہ نادر ہی کہیں آتا جاتا ہوں۔ اجنبیت ضرور ختم ہو گئی مگر ان صاحب سے قربت کا دعویٰ نہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ صاحب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی قدس سرہ کے نہایت قریب رہے ہیں لیکن جب

انہوں نے اپنا جانشین مقرر کیا تو مولانا کی رائے سے اتفاق نہ کرتے ہوئے یہ مستقل طور پر جماعت اسلامی سے علیحدہ ہو گئے (اپریل ۱۹۵۱ء سے اپریل ۱۹۹۱ء تک مسلسل ۴۰ سال میں نے لاہور میں گزارے ہیں۔ اب بصورت مجبوری بوجہ تنہائی و ضعیفی گذشتہ چار سال سے اسلام آباد/راولپنڈی میں رہ رہا ہوں مگر دل لاہور ہی میں پڑا رہتا ہے۔ حضرت مولانا کی نماز جنازہ میں شرکت کی تھی۔ ایک دو مرتبہ پنجاب یونیورسٹی (اولڈ کیمپس) کے ہال میں ان کی تقریر بھی سنی تھی اور صرف ایک مرتبہ اپنے ایک عزیز کے ہمراہ ان کی کوٹھی پر ان کی امامت میں نماز عصر ادا کی تھی اور غالباً "مصافحہ بھی کیا تھا۔ مجھے قطعی افسوس نہیں کہ اس دور کی ایک عبقری علمی شخصیت سے میں دور رہا کیونکہ میں ان کی قریب قریب تمام کتابیں ایک مرتبہ ضرور پڑھ چکا ہوں اور ان کی دینی و قلمی خدمات کا نہ صرف معترف بلکہ بے حد مداح ہوں)۔ میں نے ان صاحب سے ایک دن کہا مجھے مولانا کی زندگی کا کوئی ایسا واقعہ یا خواب سنائیے جس کا دوسروں کو علم نہ ہو۔ فرمانے لگے ایک خواب ہے لیکن آپ کو نہیں بتاؤں گا ورنہ آپ اسے بھی اپنی کسی کتاب میں شامل کر دیں گے۔ میں نے کہا میں اسے ضرور مناسب جگہ بیان کروں گا اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا نام ظاہر نہ کیا جائے تو ایسا ہی ہو گا۔ آپ ہزار مجھے نہ بتانا چاہیں انشاء اللہ میں وہ خواب آپ سے ضرور کسی نہ کسی دن سن لوں گا۔ مجھے تین سال انتظار کرنا پڑا لیکن آخر کار کامیاب ہو گیا۔ فرمانے لگے مولانا مجھے بیٹوں کی طرح عزیز رکھتے تھے اور میں بھی ان کا انتہا درجہ ادب و احترام کرتا تھا۔ صدر ایوب کے زمانہ میں ایک روز مولانا نے مجھ سے کسی سیاسی کام کے لئے کہا جس پر میں غصہ سے پھٹ پڑا اور سخت ناراضگی کے عالم میں اپنے وطن ساہیوال (منٹگری) چلا گیا۔ وہاں میرے مکان سے ملحق ایک مسجد ہے جس میں میں بچوں کو دینی تعلیم دیتا رہا ہوں۔ ساہیوال پہنچ کر رات جو آئی تو یہ خواب دیکھا۔ میں مسجد میں بچوں کو پڑھا رہا ہوں کہ ایک دم مولانا عبدالعزیز شرقی صاحب مسجد میں تشریف لا کر فرماتے ہیں کہ باہر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں۔ میں سرعت کے ساتھ مسجد سے باہر نکلتا ہوں۔ باہر مولانا ماہر القادری کھڑے ہیں جو مجھے اشارہ سے بتاتے ہیں کہ وہ ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جیسے ہی

میں وہاں پہنچتا ہوں تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر حضرت مولانا مودودیؒ کو بھی موجود پاتا ہوں۔ کورنش بجالاتا اور سلام کرتا ہوں۔ سلام کا جواب عطا فرما کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرماتے ہیں ”بھئی آپ میرے بیٹے کا کام کیوں نہیں کر دیتے“۔ فوراً میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ فجر کی اذانیں ہو رہی ہیں۔ میں فجر کی نماز ادا کر کے والدہ سے اجازت حاصل کرتے ہی لاہور کے لئے روانہ ہو جاتا ہوں۔ آٹھ بجے کے قریب بس اسٹینڈ سے سیدھا اچھرہ مولانا کی کونھی پر پہنچ جاتا ہوں۔ مولانا پورچ میں بیٹھے اخبار بنی فرما رہے ہیں۔ چہرہ کے سامنے اخبار ہے۔ گیٹ پر میرے جوتوں کی آہٹ سن کر چہرہ کے سامنے سے اخبار ہٹا لیتے ہیں۔ جوں ہی میں قریب پہنچتا ہوں مسکرا کر فرماتے ہیں ”بھئی اب تو میرا کام کر دیجئے“ کچھ اس انداز سے یہ ارشاد فرمایا کہ جیسے رات کے میرے خواب کا ان کو بھی بخوبی علم ہے۔ میں نے حضرتؒ کے پاؤں پکڑ لئے اور اس کام کو کرنے کے لئے راضی ہو گیا۔ (بلاشک و شبہ حضرت سید ابوالاعلیٰ مودودی طاب ثراہ اس دور کے نہایت عظیم المرتبت عالم تھے جن کی گونا گوں خدمات رہتی دنیا تک قائم رہیں گی)

مولانا عبدالعزیز شرقی صاحب عجیب باغ و بہار شخصیت کے مالک ہیں۔ گذشتہ ۳۵ سال سے مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں۔ گاہے گاہے پاکستان بھی آتے رہتے ہیں۔ کرنل امیر الدین صاحب کے ساتھ ایک مرتبہ مجھ سے ملنے کے لئے بھی میرے مکان پر لاہور تشریف لائے تھے۔ آپ کا تعلق کسی زمانہ میں جماعت اسلامی کے ساتھ بھی تھا۔ قدرے لنگ کر کے چلتے ہیں۔ یہ لنگ ان کو اپنے نہایت بزرگ اور نامور والد حکیم فضل محمد جالندھری قدس سرہ سے ورثہ میں ملا ہے (تفصیلات کے لئے دیکھئے ”سیرت النبی بعد از وصال النبی حصہ اول“ خواب نمبر ۷۶-صفحہ ۲۲۷ تا ۲۲۸۔ ناشر فیروز سنز لاہور۔ اب تو ۹۰ سال کے پٹے میں ہوں گے۔ اللہ کرے خیرت سے ہوں)

مولانا ماہر القادریؒ جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ میں آرام فرما ہیں۔ دنیا میں بھی کامیاب آخرت میں بھی سرخرو۔ سبحان اللہ۔ اس شیفتہء رسولؐ کے کلام خصوصی طور پر نعتیہ کلام سے کون واقف نہیں۔ معاً ان کا ایک شعر یاد آ گیا۔ آپ بھی سنئے۔ فرماتے ہیں۔

کس بیم و رجا کے عالم میں طیبہ کی زیارت ہوتی ہے
اک سمت شریعت ہوتی ہے اک سمت محبت ہوتی ہے

(حضرت مولانا مودودیؒ کے مخالفین اور معترضین سے صرف اتنا کہوں
گا ”انگور کھٹے ہیں!“)

۳۰۲- مولانا عبدالصمد صارم قریب بیس سال قبل اودنٹیل کالج لاہور
سے ریٹائر ہوئے۔ لاہور میں ایک رات خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو چاروں خلفائے راشدینؓ کے ہمراہ دیکھا۔ چاروں خلفاء رضی اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین جس ترتیب سے ہوئے ہیں اسی طرح انہیں آگے پیچھے دیکھا۔ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے مولانا کی بابت فرمایا ”گو یہ
بھی یوں ہی سا ہے مگر کالج کے تمام اساتذہ میں غنیمت ہے لہذا ہماری حدیث کے
پڑھانے کا کام اس کے سپرد کیا جائے۔“ مولانا کالج میں شروع سے عربی ادب
(لٹریچر) پڑھاتے چلے آ رہے تھے۔ صبح کالج جو پہنچے تو پرنسپل ڈاکٹر محمد شفیع صاحب
نے انہیں بلا بھیجا اور فرمایا کہ ”آج سے بخاری شریف تم پڑھایا کرو گے۔“ مولانا
نے فرمایا ”بہتر“ (یہ خواب عرصہ دراز قبل مولانا نے مجھے از خود سنایا تھا۔)

مولانا عبدالصمد صارم الدیوبندی الازہری ابن قاضی ظہور الحسن ناظم
سیوہارہ (ضلع بجنور، یوپی۔ بھارت) کے نامور قاضی خاندان کے نامور فرزند ہیں۔
فارغ التحصیل ہوتے ہی ۱۹۴۳ء میں اودنٹیل کالج لاہور نے آپ کو قبول کر لیا۔
چھوٹی بڑی تقریباً تین سو کتابوں کے مؤلف و مترجم ہیں۔ میری بھی دو تین کتابوں
پر تبصرہ فرما چکے ہیں۔ اس قدر سنجیدہ مگر دلچسپ اساتذہ کم ہی ملیں گے۔ آپ
کے اکلوتے صاحبزادے مسٹر فوزی سلیم کا جواب نہیں۔ اگر میں ان کو مثالی فرزند
کہوں تو مبالغہ نہ ہو گا۔ مولانا عمر میں مجھ سے سو سال بڑے ہیں۔ ۱۹۶۳ء سے
برابر مجھ پر شفقت فرما رہے ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں تادیر سلامت
رکھے۔ آمین۔

۳۰۳- کشمیری مجاہدین کی سرگرمیاں کشمیر میں شروع ہو چکی تھیں۔ نماز

فجر میں آئمہ مساجد نے قنوت نازلہ کو پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ ۴ ستمبر ۱۹۶۵ء رات ایک بجے پوری کالونی جاگ اٹھی۔ کھلیلی مچ گئی۔ میں نے سب سے کہا اللہ تعالیٰ کے حضور سر سجد ہو جاؤ۔ میں قریب تین بجے لیٹا فوراً غنودگی طاری ہو گئی اور اپنے آپ کو لاہور کے ایک چوک میں کھڑا پایا۔ دیکھا کہ ایک ہندو عورت ہلکے گلابی رنگ کی ساڑھی باندھے تیز تیز مگر دبے پاؤں چلی آ رہی ہے۔ اس کا رخ اتار کھلی کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں اگر اس طرف آئی تو اس کے سر پر جو تاروں ماروں گا۔ اتنے میں حضرت خواجہ جھویریؒ کے روضہ (داتا دربار) کی طرف سے ایک جماعت آتی نظر آئی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چاروں خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں اور پیچھے پیچھے ایک جماعت ہے جس کی تعداد بارہ ہے۔ اسی جماعت کے پیچھے قدرے فاصلہ پر میرے مرشد حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ہیں۔ آپ کے ہمراہ بعض ایسے بزرگ ہیں جن کو میں نہ پہچان سکا اور کچھ وہ حضرات بھی ہیں جو خانقاہ اشرفیہ میں مستقل طور پر قیام پذیر تھے۔ تعداد میں یہ بھی بارہ ہیں۔ اتنے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت تھانویؒ کو میری جانب اشارہ کر کے فرمایا۔ اس کو دعا بتا دیجئے۔ حضرت والاؒ نے جو حدیث شریف میں آتا ہے وہ دعا بتا کر فرمایا اسے پڑھتے رہو اور سب کو یاد کرا دو۔ بندہ نے حدیث شریف والی دعا پڑھی

”اللہم انا نصلک فی نعورہم ونعوذ بک من شرورہم“۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا ہاں یہی۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یہ بھی کہو ”ہقی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ اسی اثنا میں میری نظر واللہ مرحوم پر پڑی۔ آپ نے فرمایا یہی وہ دیوی ہے جسے ہندو ”جنگ کی دیوی“ کہتے ہیں۔ جب میں نے ان بارہ حضرات کی بابت دریافت کیا تو فرمایا بتانے کی اجازت نہیں۔ حضرت تھانویؒ نے ساتھیوں سے فرمایا اب کیا انتظار ہے۔ اس پر فوراً وہ بزرگ آگے آئے اور کچھ پڑھ کر اپنی انگلیوں پر دم کر کے اس ہندو عورت کی طرف اشارہ کیا اور پھونک ماری۔ پھونک سے چنگاریاں نکل کر اس کے چاروں طرف بھیل گئیں اور وہ گھبرا کر پیچھے کی طرف واپس ہونے لگی۔ مگر آہستہ آہستہ

خراماں خراماں۔ ان بزرگ نے دوبارہ پڑھ کر پھونک ماری۔ اس مرتبہ ایک شعلہ نکلا جس سے وہ عورت تلملا اٹھی اور ایک آہ بھی اس کے منہ سے نکلی۔ اب تک اس کا منہ لاہور کی طرف تھا مگر اب اس نے بھارت کی طرف منہ کر کے چلنا شروع کر دیا۔ وہ چنگاریاں اس کو گھیرے ہوئے تھیں۔ ایک جگہ پہنچ کر دیکھا کہ ایک موٹی رسی پڑی ہوئی ہے وہ اس سے پار ہو کر کھڑی ہو گئی۔ اب مجھے خیال آیا تو دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام ساتھی تو جا چکے ہیں اور حضرت تھانوی کے ساتھ جو حضرات تھے وہ دور دور تک چاروں طرف پھیل گئے ہیں۔ لیکن وہ بزرگ جنہوں نے پھونک ماری تھی میرے پاس ہی کھڑے ہیں۔ لبا سا قد ہے، ہلکے جسم کے ہیں، لباس سفید ہے۔ فرما رہے ہیں دعا پڑھتے رہو۔ اس کو نہ بھولو۔ اچانک معلوم ہوا کہ ایک گولہ میرے پیچھے آ کر گرا اور سر کے پچھلے حصہ میں کچھ یوں ہی سا لگا بھی اور اس کی گرمی بھی محسوس ہوئی۔ اس سے میری آنکھ کھل گئی۔ جلدی سے بچوں کو جگایا اور وہ دعا یاد کرائی۔ اذان ہونے پر مسجد گیا۔ نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھی اور وہی دعا تمام نمازیوں کو یاد کرائی۔ آپ بھی یاد کر لیجئے۔ (اس خواب کے صرف دو دن بعد بھارت اور پاکستان کے درمیان باقاعدہ جنگ چھڑ گئی تھی)

۳۰۴۔ یہ خواب اس رات سے متعلق ہے جس رات سیالکوٹ کی جانب سے بھارت نے نہایت مکارانہ انداز میں پاکستان پر حملہ کیا تھا۔ اس رات میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آج ضرور دعا فرمائیں۔ آج بہت خطرہ ہے۔ فرمایا گھبراؤ مت اور اپنے حضرت (مولانا اشرف علی تھانوی) سے پوچھو یہ سارا کام (یا سارا محاذ فرمایا) ان ہی کے سپرد ہے۔ وہی پاکستان کے دولہا ہیں۔ حضرت تھانوی نے فرمایا یہ دعا پڑھو ”اللهم اهزم الاحزاب وحده بحق لا حول ولا قوة الا باللہ“ آپ بھی یہ دعا یاد کر لیجئے اور بوقت ضرورت اس کو کثرت سے پڑھئے۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔

مولانا ممتاز احمد تھانوی استاد الحدیث جامعہ اطہر۔ لاہور کو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے شرف بیعت ہی نہیں شرف تلمذ بھی حاصل ہے۔ یہ دونوں خواب آپ ہی نے دیکھے ہیں اور مجھے الحاج مولانا شیخ اعجاز الدین احمد عرفان رشدی ”بیت

العرفان“ انار کلی‘ لاہور نے عنایت فرمائے تھے۔ عرصہ ہوا وصال فرما چکے۔ اپنی کتاب ”معرکہ حق و باطل حصہ دوم“ میں شائع کرنا چاہتے تھے۔ مجھے علم نہیں شائع ہوئے یا نہیں (موجودہ حالات کے پیش نگاہ یہ دونوں خواب یعنی نمبر ۳۰۳ اور نمبر ۳۰۴ بے حد اہمیت کے حامل ہیں۔ ہم سب کو چاہئے ان دعاؤں کا بھی ورد کیا کریں اور بوقت ضرورت آئمہ مساجد نماز میں دعائے ”قنوت نازلہ“ بھی پڑھا کریں۔)

۳۰۵- ۵۴ سال کی عمر کے مشہور مہمانت ڈاکٹر شیو شکتی سروپ جی مہاراج جو مشرف بہ اسلام ہو کر اب ڈاکٹر اسلام الحق ہو چکے ہیں فرماتے ہیں کہ میرے اسلام قبول کرنے سے پہلے اسلام نے مجھے قبول کیا۔ اس میں میری کاوش یا جستجو کو دخل نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ اس نے میری رہنمائی اور مجھ کو ہدایت فرمائی۔ ۱۹۸۴ء کی ایک رات میں اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے بعد اپنے آشرم کی رہائش گاہ میں آرام کرنے گیا۔ رات خواب میں دیکھا کہ ایک بھیڑ میرے ساتھ چلی آ رہی ہے۔ میں جس طرف رخ کرتا ہوں بھیڑ بھی اسی طرف کا رخ کرتی ہے۔ ایک جگہ میں ٹھوکر کھا کر گرا۔ اتنے میں محسوس کیا کہ دو نادیدہ ہاتھ مجھے اٹھا رہے ہیں۔ جیسے جیسے میں اٹھ رہا ہوں ان نادیدہ ہاتھوں کی شخصیت کی روحانیت اور جاذبیت کا مجھ پر غلبہ ہوتا جاتا ہے۔ میرے لاشعور میں یہ سوال پیدا ہوا کہ ایسی نورانی اور جاذبیت والی یہ شخصیت کس کی ہے۔ مجھے ایک آواز محسوس ہوئی کہ جیسے کوئی کہہ رہا ہو کہ یہ مسلمانوں کی محبوب ترین ہستی اور پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آواز سنتے ہی دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ یہ آواز کس کی ہے۔ لاشعور میں فوراً یہ جواب ابھرا یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ اسلام کے مطالعہ کے دوران میں ان دونوں ہستیوں کے نہ صرف ناموں سے متعارف تھا بلکہ ان کی عظمت اور دبدبہ میرے تحت الشعور میں محفوظ تھا۔ ان ناموں کی واقفیت سے میرے جذبات میں عجیب سا ہیجان پیدا ہوا اور ایسی کیفیت جسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں۔ اسی دوران آواز آئی کہ کلمہ پڑھو۔ مجھے کلمہ نہیں آتا تھا۔ کیسے پڑھتا۔ خاموش رہا۔ پھر مجھے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھایا گیا۔ اس دوران میں نے محسوس کیا کہ میرا ہاتھ کسی نے اپنے ہاتھ میں لیا اور کلمہ پڑھنے کے بعد مجھے سینے سے لگا لیا۔ میں جب کلمہ پڑھ چکا تو

مجھے کہا گیا کہ اب اس ملک کو کلمہ پڑھاؤ۔ تیسری آواز مجھے یہ آئی کہ اس صدی کے خاتمہ تک اس سرزمین سے سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اور دوبارہ خلافت کا اس ملک سے آغاز ہو گا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ یہ خواب میری زندگی میں انقلاب لے آیا۔ اب میری زندگی بدل چکی ہے۔ اب میرا اوڑھنا بچھونا صرف اسلام ہے اور میں رات دن اسلام کی تبلیغ میں مشغول اور مگن رہتا ہوں۔ (ٹڈویک میگزین، روزنامہ جنگ، راولپنڈی مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۹۱ء سے ماخوذ)

اس روح پرور خواب نے مجھے ایک واقعہ یاد دلایا۔ دہلی میں ایک ہی وقت میں تین بزرگ یعنی حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت مظہر جان جاناں اور حضرت شاہ فخر الدین اپنے اپنے حلقہ علم و ادب اور ارادت کے لئے بے نظیر تھے۔ حضرت مولانا شاہ فخر الدین کے ایک مرید نے ایک روز آپ سے عرض کیا کہ کوئی ترکیب بتائیے جس سے مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جائے۔ یہ سن کر آپ نے فی البدیہہ فرمایا کہ آج کی نماز عشاء پڑھے بغیر سو جانا۔ وہ تھے پکے نمازی ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔ کئی روز اسی طرح گذر گئے۔ آخر ایک روز ہمت کر کے نماز عشاء کے صرف فرض پڑھ کر سو گئے۔ ابھی آنکھ لگی ہی تھی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پاک سے مشرف ہوئے۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے آج آپ نے ہماری سنتیں نہیں پڑھیں۔ پھر کیا تھا تڑپڑا کر اٹھے۔ فوراً وضو کر کے مکمل نماز عشاء ادا کی۔ صبح جب حضرت شاہ فخر الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا بھئی مبارک ہو زیارت بابرکت، یہ سن کر وہ مرید آپ کے قدموں میں گر گیا اور اس واقعہ کی وضاحت چاہی۔ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ مرید دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک عام ”مرید“ اور دوسرے ”مراد“۔ مرید بھٹک جائے تو ضروری نہیں کہ فوراً راہ راست پر ڈال دیا جائے جب کہ گمراہی اور بھٹکنے کی صورت میں ”مراد“ کو فی الفور قدرت کی طرف سے تنبیہ ہوتی ہے اور اسے صراط مستقیم پر گامزن کر دیا جاتا ہے۔ مجھے تمہاری بابت علم تھا کہ تم مرید نہیں ”مراد“ ہو۔ اس لئے اس قسم کی بات کہہ دی تھی۔ تم نے عشاء کی نماز کے صرف فرض پڑھے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی نعمت سے نوازے گئے۔ اگر

نماز عشا پڑھے بغیر سو جاتے تو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے خواب میں مشرف ہوتے اور تم کو نماز عشاء کی ادائیگی کے لئے اٹھا دیا جاتا۔ معلوم ہوا ”مراد“ ہونا انتہائی بلند بختی کی علامت ہے جو خوش قسمت ڈاکٹر اسلام الحق کے حصہ میں آئی اور دین مبین کی خدمت کے لئے جن کا قدرت نے خود ہی انتخاب فرما لیا۔ سبحان اللہ! سچ ہے ”اس سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ“۔

۳۰۶۔ شیخ محمد ابو المواہب شازلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاتھ لا میں تیری بیعت لے لوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ میں اس کی قدرت نہیں ہے۔ میں ڈرتا ہوں مبادا اس بیعت کے بعد مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنا ہاتھ دے اور مجھ سے بیعت کر اور اگر کوئی خطا و لغزش سرزد ہو جائے تو اس سے توبہ کر تو تجھے ضرر نہ کرے گی۔ گویا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرما دیا کہ کبھی اللہ تعالیٰ اس لئے بندہ کے حال درست کر دیتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے اس رخنہ کو بند کر دے جو اس کے دین میں غرور و تکبر اور اس قسم کی باتوں سے واقع ہو۔ (نعمت عظمیٰ جلد سوم)

۳۰۷۔ شیخ محمد ابو المواہب شازلیؒ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں تو علم تصوف میں طفیلی ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس گروہ کا کلام پڑھا کرو کیونکہ اس خوان نعمت کا طفیلی ہی ولی ہوا کرتا ہے۔ اور جو اس کا عالم ہوتا ہے وہ ایسا ستارہ ہے جو ادراک میں نہیں آتا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؐ کو تصوف کا خرقہ پہنایا۔ (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۳)

۳۰۸۔ ایک عارف نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی مکان میں بیٹھے دیکھا اور پھر شیخ محمد ابو المواہب شازلیؒ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت شازلیؒ کے لئے کھڑے ہو

گئے۔ ان عارف نے یہ خواب حضرت شاذلیؒ سے بیان کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا اس کو چھپاؤ اس لئے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روح وجود ہیں۔ آپ جس کے لئے کھڑے ہوں گے اس کے لئے وجود کھڑا ہو گا۔ (محاسن المحسنین فی حکایات الصالحین صفحہ ۵۷۳)

حضرت شیخ ابوالموہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنی چاہے اسے چاہئے کہ آپؐ کا رات دن کثرت سے ذکر کرے۔ اس کے ساتھ اولیاء اللہ کی محبت بھی ہو ورنہ باب بارت اس سے مسدود رہے گا۔ اس لئے کہ اولیاء اکرام لوگوں کے سردار ہیں۔ ان کے غصہ سے ہمارا رب خفا ہوتا ہے اور اسی طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خفا ہوتے ہیں اور یہ بھی فرماتے تھے کہ اولیاء اللہ ایسے امور پر مطلع ہوتے جن کی علما کو اطلاع نہیں ہوتی لہذا جو شخص کامیاب ہونا چاہے ان حضرات کے ساتھ ادب و تسلیم کا برتاؤ رکھے۔ (نعمت عظمیٰ جلد سوم ترجمہ سید عبدالغنی وارثی صفحہ ۳۰۴)

۳۰۹۔ شیخ محمد ابوالموہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت سے مشرف ہوا۔ مجھ سے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ حاسدوں سے نہ ڈر کیونکہ اگر وہ تجھ سے مکر کریں گے تو اللہ عز و جل ان سے مکر کرے گا۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا ”انہم یکیدون کیداً واکیدو کیداً“ فمہلل الکافرین امہلہم زویداً“ (بے شک یہ داؤ چل رہے ہیں اور ہم داؤ چل رہے ہیں تو کافروں کو مہلت دو۔ ان کو تھوڑی ہی مہلت دو) (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۳۰۳) (محاسن المحسنین فی حکایات الصالحین صفحہ ۵۷۳)

۳۱۰۔ سیدی شیخ محمد ابوالموہب شاذلیؒ نے فرمایا کہ ایک مدت تک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت موقوف رہی جس کا مجھے بے حد غم رہا۔ اس لئے میں اپنے قلب سے اپنے شیخ کی طرف متوجہ ہوا کہ میرے بارے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سفارش کریں چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس جلوہ افروز ہوئے۔ انہوں نے فرمایا اور زیارت کر

لو۔ میں نے دیکھا تو مجھے نظر نہ آئے اس وجہ سے میں نے عرض کیا کہ میں نے تو نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ اس پر ظلمت چھا گئی ہے اور بات یہ تھی کہ اس زمانہ میں ایک جماعت کو میں فقہ پڑھایا کرتا تھا اور بعض علماء کے دلائل کو ست اور کمزور ثابت کرنے میں مجھ سے اور اس جماعت سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ بالآخر میں نے فقہ کا شغل چھوڑ دیا تب مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فقہ تو آپ کی شریعت کی چیز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہے تو سہی لیکن اس میں ضرورت ہے کہ ائمہ کے درمیان ادب کا لحاظ رکھا جائے۔ (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۹)

۳۱۱۔ سیدی شیخ ابوالموہب شاذلی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ نے میرے منہ کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ میں اس منہ کو بوسہ دیتا ہوں جو ہزار بار دن کو اور ہزار بار رات کو مجھ پر درود بھیجتا ہے حالانکہ میں غنی تیرے ثواب بخشنے سے ہوں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا اگر سورہ انا اعطینک الکوثر مع بسم اللہ تیرا وظیفہ ہوتا رات کا بعد مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یہ دعا ہر روز پڑھا کرو ”اللهم فرج کروبانا اللہم اقل عشراتنا اللہم اغفر زلاتنا (اللہ تعالیٰ ہماری سختیوں کو دور فرما) اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں سے درگزر فرما“ اللہ تعالیٰ ہماری لغزشوں کو دور فرما اور مجھ پر درود بھیج اور ”سلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین“ کہ اس سے تجھے بڑا فائدہ ہو گا۔ حوض کوثر پر جلد تیری میرے ساتھ ملاقات ہو گی۔ (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۳۱۰) (تاریخ الاولیاء حصہ دوم از امام الدین صفحہ ۶۲۲)

۳۱۲۔ سیدی شیخ محمد ابوالموہب شاذلی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے میں اپنا وظیفہ پورا کرنے کے لئے جو ایک ہزار مرتبہ تھا جلدی کی۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ عجلت شیطان کا کام ہے۔ بعدہ ارشاد ہوا کہ ”اللہم صلی علی سیدنا محمد و

وعلیٰ ال سیدنا محمد "ٹھنڑ ٹھنڑ کر اور تریل کے ساتھ کہنا۔ البتہ جب وقت تنگ ہو تو عجلت میں مضائقہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ جو میں نے تجھ سے بیان کیا افضلیت کی صورت ہے ورنہ جس طرح سے درود بھیجے وہ درود ہی ہے اور سب سے بہتر یہ ہے کہ تو اپنی درود سے پہلے "صلوٰۃ نامہ" پر ہی کیا کر اور آپ نے مجھ سے فرمایا کہ "صلوٰۃ نامہ" یہ ہے۔ اللہم صلی علی سیدنا محمد وعلیٰ ال سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراہیم وعلیٰ ال سیدنا ابراہیم وبارک علی سیدنا محمد وعلیٰ ال سیدنا محمد کما بارکت علی سیدنا ابراہیم وعلیٰ ال سیدنا ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید السلام علیک ایہا النبی ورحمته اللہ وبرکاتہ" (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۴ تا ۲۹۵)

۳۱۳- سیدی شیخ محمد ابوالموہب شازلی نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے بہت مہربانی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے ابوالموہب تیری وجہ سے میرے ایک لاکھ امتی بخشے جائیں گے۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کس وجہ سے میں اس قابل ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا تو ایک ہزار بار درود شریف پڑھتا ہے اور اس کا ثواب مجھ کو بخشتا ہے۔ پھر فرمایا تو درود شریف پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر۔ اگر "صلوٰۃ نامہ" تو ایک بار پڑھے گا تو ہزار درود کا ثواب پائے گا مگر الحان و تریل سے پڑھا کر (تواریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۶۲۰)

حضرت شازلی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے بھی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود شریف بھیجنے کی وجہ سے آپ بہ نفس نفیس بغیر کسی واسطے کے ان کی تعلیم فرماتے ہیں۔

آخر میں استدعا ہے
قلم سے کہیں گر ہوئی ہو خطا
کریں اس کی اصلاح اہل صفا

و آخر الدعوانا ان الحمد لله رب العالمین

جناب محمد عبد المجید صدیقی نے "سیرت النبی بعد از وصال النبی" مرتب کر کے ایک نہایت ہی مبارک کام سرانجام دیا ہے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین وصال کے بعد ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ جہت نگاہوں کے سامنے آ گئی تھی۔ صحابہ کرامؓ، تابعینؓ، و تبع تابعینؓ، بعد کے صلحاء، القیاریہ، علماء اور مجاہدین اسلام الغرض تمام اہل بصیرت پر یہ حقیقت اچھی طرح منکشف ہوتی چلی گئی کہ اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کے حالات سے اچھی طرح باخبر ہیں، بڑی شفقت کے ساتھ رہنمائی اور مدد فرماتے ہیں اور اپنی زیارت سے بھی مشرف فرمایا کرتے ہیں لیکن یہ شرف چودھویں صدی ہجری کے اختتام پر جناب عبد المجید صدیقی کو حاصل ہونا تھا کہ اس حقیقت باہرہ سے ہر ایک کو آگاہ کرنے کے لیے محققانہ انداز میں ایک کتاب تصنیف کر دیں تاکہ طلوع ہونے والی پندرھویں صدی ہجری میں مسلمان ہر آن اسے اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں اور رسول مقبولؐ (روحی فداہ) سے محبت و عقیدت کو اپنا سرمایہ حیات سمجھیں۔ یہ مبارک کتاب ہر لائبریری میں موجود ہونی چاہیے اور ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

جناب ڈاکٹر سید محمد عبداللہ
پروفیسر، یونیورسٹی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Rs. 295.00



فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

